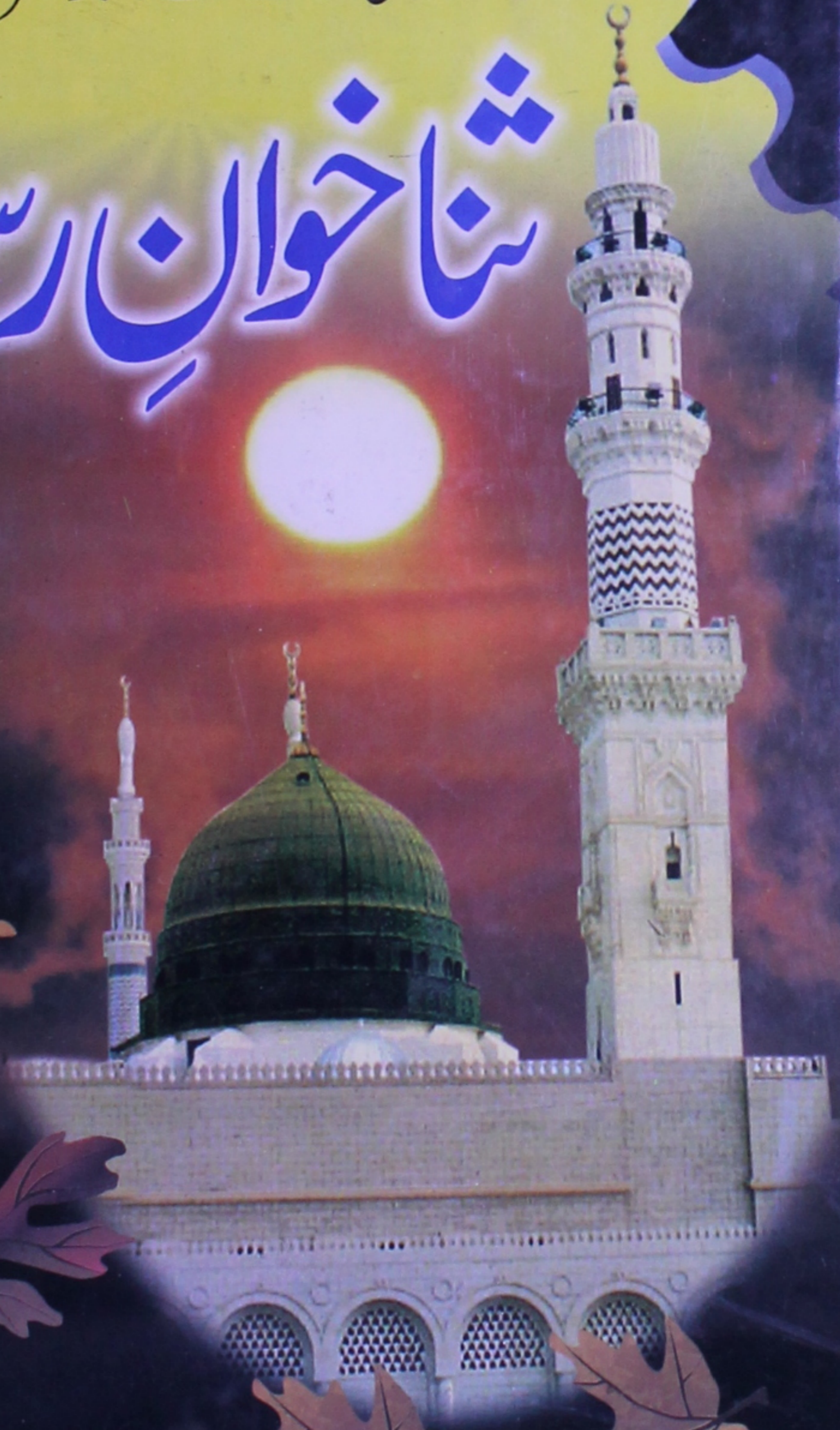


جب مسجد نبویؐ کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

12.6
وَسَلِّمْ
عَلَيْهِمَا
صَلَّى اللَّهُ

شناخو ان رسول



مرتبہ

نشاط احمد شاہ ساقی

Albaid
2001

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس حسانہ کے بانی اور پاکستان کے معروف نعت خواں محمد علی ظہوری کا کلام اور ان کی آواز بے مثال شہرت حاصل کر چکی ہے۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور گنبد خضرا کے سائے تلے بھی متعدد بار وہ حاضری دے چکے ہیں۔ یہ سعادت حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت خوانی کے طفیل انہیں حاصل ہوئی۔ مری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں تادیر اس متبرک فریضہ کی ادائیگی کیلئے زندہ و پابندہ رکھے۔ آمین

فقیر ضیاء الدین احمد قادری

مدینہ منورہ

۱۸ - ۱۲ - ۷۶

تثنا خوان رسول

مرتبہ

نشاط احمد شاہ ساقی

خزینہ علم و ادب

الکرنیم مارکیٹ اردو بازار لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

83996

۲۰۰۰ء

تاریخ اشاعت

عبید اللہ

سرورق

محمد نذیر طاہر نذیر

اہتمام

الاشراق کمپوزنگ سنٹر، لاہور

کمپوزنگ

زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور

مطبع

150/= روپے

قیمت

ملنے کے پتے

اسلامی کتب خانہ، فضل الہی مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

مکتبہ العلم، ۷-۱- اردو بازار، لاہور

چوہدری بک ڈپو، مین بازار، جہلم

مکتبہ رشیدیہ، نیوجنرل، چکوال

اسلامک بک سنٹر، اردو بازار، کراچی

دارالادب، تلمبہ روڈ، میاں چنوں

ضیاء القرآن پبلشرز، گنج بخش روڈ، لاہور

اشرف بک ایجنسی، کمیٹی چوک، راولپنڈی

فرید پبلشرز، نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی

شمع بک ایجنسی، فیصل آباد

کتاب گھر، علامہ اقبال روڈ، راولپنڈی

ہاشمی برادرز، مشن چوک، کوئٹہ

مکتبہ رحمانیہ، اقرا سنٹر، اردو بازار، لاہور

سعد پبلیکیشنز، فرسٹ فلور، میاں مارکیٹ، اردو بازار، لاہور

میاں ندیم، مین بازار، جہلم

کشمیر بک ڈپو، تلہ گنگ روڈ، چکوال

نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی

مسلم بک لینڈ، بینک روڈ، مظفر آباد

کوالٹی ڈیپارٹمنٹل سٹور، کالج روڈ، بورے والا

ضیاء القرآن پبلشرز، اردو بازار، کراچی

ویکم بک پورٹ، اردو بازار، کراچی

کتاب گھر - مین بازار، وہاڑی

یونیورسٹی بک ایجنسی، خیبر بازار، پشاور

رحمان بک ہاؤس، اردو بازار، کراچی

ترتیب

مشائخ عظام علمائے کرام

11	حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی	بسم اللہ الرحمن الرحیم
12	حضرت علامہ احمد سعید شاہ کاظمی	محمد علی ظہوری
12	حضرت پیر کرم شاہ الازہری	مدینہ منورہ میں تاثرات
13	میاں جمیل احمد شرق پوری	ارشادات جمیل
14	حضرت غلام نظام الدین	پیغام
15	مخدوم سجاد حسین قریشی	خوش نصیب نعت گو
17	صاحبزادہ خورشید بخاری	تاثرات
	حضرت منظور احمد شاہ	
18	محمد سلیم حباد	سرمایہ حیات
19	حضرت صابر حسین شاہ بخاری	نقش قدم حضرت حسان
20	ڈاکٹر سلطان الطاف علی	تاثرات
21	مفتی محمد حسین نعیمی	عظمت نعت کانفرنس
23	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری	محمد علی ظہوری کی شخصیت، نادر الوجود
27	سید مظہر سعید کاظمی	ارشادات سعید
28	حکیم محمد موسیٰ امرتسری	مقبول عام شاخون خیر الامام
30	اختر شاہ جہان پوری	گدائے در اولیا
31	مفتی معراج الاسلام	محمد علی ظہوری کی شخصیت کے دو پہلو
34	مفتی محمد خاں قادری	محمد علی ظہوری کی خدمات
41	مولانا محمد فیض احمد اوسکی	بے لوث نعت نگار
44	صاحبزادہ محمد زبیر نقشبندی	صداقت فکر
45	محمد منشا تابش قصوری	فیضان مرشد
54	مولانا سلیم سعیدی	رضا اور ظہوری کی فکری مماثلت

57	پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید چشتی	کلام ظہوری آیات قرآن کی روشنی میں
68	پروفیسر محمد حسین آسی	عظمت جاوداں
71	ڈاکٹر عاشق مدنی	محبوب عمل
	مولانا ابو داؤد محمد صادق	قبولیت عام
72	صاحبزادہ محب اللہ نوری	
73	پروفیسر حسین شاہ فدا	تیری نعتوں پر فدا
78	نیر مجیدی	منفرد نعت گو
80	منظفراقبال رضوی	جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
82	فیضان ظہوری	ثناء خوان رسول ﷺ کا دوسرا ایڈیشن
84	خلیل الرحمن قادری	پیکر سوز و گداز
86	مولانا مقصود احمد قادری	روح ایماں
	شاہد فدا النبی	
87	حسن علی قادری	آرزوئے دیرینہ
88	اقبال احمد قادری	محمد علی ظہوری کی شاعری
91	مفتی ہدایت اللہ پسروری	عشق رسول کی علامت
92	مولانا عبدالحکیم شرف قادری	فیضان نعت
93	مولانا عبدالنواب صدیقی	مسور کن شخصیت
95	محمد شریف رضوی	مبلغ نعت
97	صاحبزادہ افتخار الحسن	شرف عظیم
100	مولانا محمد مضان گلندر چشتی	بہار الجمن
102	مولانا محمد اشفاق عنایتی	جس پہ نگاہ ڈال دی
104	مولانا محمد ضیف اختر	تاثرات

ادیب، دانشور، صحافی حضرات

105	جناب احمد ندیم قاسمی	خطبہ صدارت
107	پروفیسر اشفاق احمد	ظہوری قصوری کی نعتیں
109	حکیم محمد سعید دہلوی	محبت رسول کا دلنشین اظہار

110	جناب رئیس امر دہوی	پس از مطالعہ
112	صلاح الدین ناسک	نعتِ عظمیٰ
114	مرتضیٰ برلاس	فضائے پر کیف
115	پریشان خٹک	معیاری شاعری
116	شہاب دہلوی	انعام خداوندی
117	پروفیسر مسعود احمد	مقبولِ عام
119	پروفیسر فیاض ہاشمی	قومی سیرت کانفرنس
121	محسن احسان	چراغِ محبت
122	اعزاز احمد آذر	اعزاز و ابستگی
123	ڈاکٹر محمد قمر تابش	نعت خوانوں کے قائد اعظم
141	پروفیسر صفدر حسین	نوائے ظہوری خلوص و محبت کے آئینہ میں
148	پروفیسر محمد اکرم رضا	بلبل چمک رہا ہے
156	ریاض حسین چوہدری	حسان بن ثابتؓ کے آثارِ قلم چومنے والا
158	اکرم باجوہ	زلف الہام کی خوشبو
162	اختر سدید	ایک شخصیت ایک تحریک
167	محمد صادق	بانی مجلس حسان میری نظر میں
170	راجہ رشید محمود	نوائے ظہوری
173	ابن کلیم احسن نظامی	صوتِ ظہوری کے فنی محاسن
176	اسلام شاہ	اسلامی ثقافت کے حقیقی مظاہر
179	نشاط احمد شاہ ساقی	فروعِ نعت میں محمد علی ظہوری کا کردار
183	مختلف حضرات	کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا
184		منفرد سعادت کارکردگی

اخبارات و رسائل

185	احسان بی اے (کوہستان لاہور)	نظریاتی سرحدیں
190	قائد شرق پوری (آئینہ لاہور)	بانی مجلس حسان
205	امروز لاہور	غذائے روح

210	ایس ایم ناز (مغربی پاکستان لاہور)	تیرے نام سے ظہوری
216	مصطفیٰ کامل (نوائے وقت لاہور)	محمد علی ظہوری کے ساتھ ایک شام
221	طارق جرال (نوائے وقت میگزین)	نیا لہجہ - نیا آہنگ
225	عمران نقوی (نوائے وقت لاہور)	سراپا نعت
230	حسن رضوی (روزنامہ جنگ لاہور)	نعت گوئی مشکل ترین صنف

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

235	سید محمد زین العابدین	پیکر انکسار نعت گو
238	سید محمد جلیس قادری	مقبول خواص و عام ثنا خواں
245	سید نور محمد قادری	عظیم نعت گو
249	محمد شہباز اکبر	رہ عشق کا مسافر
255	رشید ہادی	صدائے خلوص
259	نواب دین گوڑوی	محبوب نگاہ مصطفویؐ
261	چوہدری محمد صدیق	ایک ناقابل فراموش واقعہ
263	شاکر اللہ آفریدی	فروغ نعت کی بے مثال خدمات
266	ارشد اقبال ملک	انفرا بیت
268	محمد سلیم انور	نوجوان نسل اور محمد علی ظہوری
269	عبدالجبار انصاری	کشتی نجات کا کامیاب ملاح
270	محمود اختر افغان	جاوداں نعمات
272	محمد حیات	ایک وسیع القلب نعت گو

نعت گو شعرا - نعت خواں

273	محمد اعظم چشتی مرحوم	مدینہ منورہ میں یادگار محفل
274	قمریزدانی	اللہ کرے عشق رسول اور زیادہ
275	محمد خاں چشتی	فیض حسان کا مستفیض
280	سید محمد افتخار شاہ	فیض فطرت

288	اکرم قلندری	انفرادی پہلو
290	عبدالخالق رضوی	قابل تقلید نعت گو
291	محمد نواز عصیم قادری	حسن عقیدت
292	ندیم نیازی	جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
293	عبدالرزاق جانی	پیکر وفا

پنجابی نثر

294	حفیظ تائب	ظہوری دی حضوری
299	ڈاکٹر رشید انور مرحوم	نوائے ظہوری
303	اختر سعیدی	وارث مسلک حسانہ
306	تنویر بخاری	گل بندے دی
308	محمد خاں چشتی	مسند حسانہ دا وارث
312	کلیم شہزاد	پنجابی نعت تے محمد علی ظہوری
318	علی محمد ملوک	لے آؤ ظہوری نوں

منظومات

321	اختر سعیدی	نذر خلوص
323	اکرم باجوہ	نذر ظہوری
324	ہلال جعفری	قطعات
326	محمد اکرم رضا	خراج عقیدت
327	تنویر ظہور	محمد علی ظہوری کی نذر
328	اقبال راہی	ہدیہ عقیدت
330	ذکی قریشی	محمد علی ظہوری
331	قائد شرق پوری	فیضان حسان
332	حافظ محمد حسین حافظ	تائب حضرت حسانہ
335	علی محمد ملوک	محمد علی ظہوری ہوراں لئی

ثناء خوان رسول محمد علی ظہوری

ساون کے مہینے میں ابرو بادو باراں کیا کیا گل کھلاتے ہیں دیکھتے ہی دیکھتے زمین جل تھل ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی تو ایسے لگتا ہے جیسے آسمان ستم ظریف زمین کے ساتھ کوئی کھیل کھیل رہا ہے۔ بظاہر نجات دہندہ کے روپ میں سخت گرمی اور شدید جس سے چھٹکارا دلانے کے لیے ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں چاروں اطراف سے بادل گھرے آتے ہیں ایک سایہ پھیل جاتا ہے پھر یہ سایہ گہرا ہوتا جاتا ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے۔ گھنگھور گھٹائیں موج میں آتی ہیں کوئی برق صورت مسکراتا ہے اور پھر تند ہوائیں بارش کو طوفان بنا دیتی ہیں۔ ان طوفانی جھکڑوں میں بڑے بڑے تناور اشجار بھی جڑ سے اکٹڑ جاتے ہیں اور شردار پودے روندے جاتے ہیں۔ جب بادلوں کی گھن گرج کے بعد سماں کھلتا ہے تو نقصان کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

کے خبر تھی کہ ایک سایہ دار درخت جو کہ ہمارے سر پر ہے اس ساون کی نذر ہو جائے گا اچانک خبر ملی کہ محمد علی ظہوری انتقال فرما گئے ہیں۔ اس گھنے درخت نے بہت سوں کو سایہ عطا کیا وہ ہمارے دوست بھی تھے اور بزرگ بھی۔ ان کا ایک ہی حوالہ سب حوالوں پر حاوی ہے کہ وہ ثناء خوان رسول ﷺ تھے۔ انہوں نے تمام عمر حضور ﷺ کی مدح سرائی میں گزاری یہ ثناء خوانی رحمت خداوندی ہے اور اسی کی سنت ہے ﴿لَعْنَا لَكَ ذَكَرَكَ﴾ (القرآن) وہ خوش قسمت ہے کہ جس کے حصے میں حضور ﷺ کی مدحت سرائی آئے اس انعام کو وہ خود بھی محسوس کرتے تھے:

مقدر کو مرے بخشی گئی رحمت کی تابانی

مرے حصے میں آئی ہے محمد کی ثناء خوانی

ان کا حضور ﷺ سے یہی تعلق خاطر ان کے شب و روز پر محیط تھا۔ انہوں نے فروغ حمد

نعت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر رکھا تھا اور اس مقصد کو تحریک بنا دیا تھا۔ انہوں نے اپنی

عقیدت کو عشق میں ڈھالتے ہوئے شاعر رسول ﷺ حضرت حسان بن ثابتؓ کے نام کی مناسبت

سے مرکزی مجلس حسان قائم کی جس کا واحد مرکز و محور حضور ﷺ کی نعت کو ترویج دینا تھا۔ انہوں نے اس کام کے لیے ملک بھر میں دورے کیے اور عشق رسول ﷺ کی شمع کو روشن کیا۔

محمد علی ظہوری ہمہ جہت انسان تھے ان میں انکساری بردباری وضع داری خوش اخلاقی اور رکھ رکھاؤ بدرجہ اتم موجود تھا۔ وہ نعت گو بھی تھے اور نعت خواں بھی اور یہ حسن اتفاق ہے کہ ان کے ہاں خوش گوئی و خوش نوائی یکجا ہو گئے تھے ان دو خوبیوں کا امتزاج کم کم ہی دیکھنے میں آتا ہے۔ وہ اپنے جداگانہ آہنگ میں جب لحن داودی کا جادو جگاتے تو ایک سماں بندھ جاتا۔ ان پر رقت طاری ہو جاتی جیسے وہ اس صوت و صدا میں ڈھل گئے ہوں۔ ان کی نعت خوانی کو اتنی شہرت ملی کہ آج بھی ہر تیسری نعت انہی کی پڑھی جاتی ہے ان کی ایک نعت کو تو ایسی ہمہ گیریت ملی کہ جو قسمت ہی سے کسی کو نصیب ہوتی ہے۔ مجھے تو ہر وقت ایسا لگتا ہے جیسے اس نعت کے مصرعے ہواؤں میں مرتعش رہتے ہیں:

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے

اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

ان کی تصانیف میں چار شعری مجموعے ”نوائے ظہوری“ اور ”توصیف“ (اردو) ”کتبہ تیری ثناء“ اور ”صفتاں سوہنے رسول دیاں“ (پنجابی) شامل ہیں۔ نشاط اکبر ساقی نے ان کی حالات زندگی پر ایک کتاب ”ثناء خوان رسول“ مرتب کی تھی جس میں محمد علی ظہوری کے فن پر صاحب الرائے لوگوں کے مضامین اور آراء بھی شامل ہیں۔ انہیں ہجرہ ایوارڈ سمیت کئی انعامات ملے۔ انہیں تمغہ حسن کارکردگی بھی مل چکا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ نعت گوئی اور ثنا خوانی رسول سے بڑھ کر کیا انعام ہو سکتا ہے۔ جب محمد علی ظہوری صاحب کو لحد میں اتارا جا رہا تھا تو انہی کی وصیت کے مطابق سرور حسین نقشبندی یہ نعت پڑھ رہے تھے

یہ آرزو نہیں کہ دعائیں ہزار دو

پڑھ کر نبی کی نعت لحد میں اتار دو

سعد اللہ شاہ

باونما (کالم روزنامہ دن)

محمد علی ظہوری

محمد علی ظہوری صاحب کے کلام میں وارفتگی ہے جس کو آپ آہ کہتے ہیں، جو عشق کی کک ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔ ان کا کلام پیچیدگیوں سے مبرا ہوتا ہے۔ سیدھے سادے انداز میں بات کہہ جاتے ہیں۔ جو عالم ہے وہ اپنے علم کے مطابق بات سمجھ لیتا ہے اور جو مجھ جیسا ان پڑھ ہے وہ اپنے انداز کے مطابق اسے سمجھ لیتا ہے۔ دونوں محفوظ ہوتے ہیں ایسا کلام جس سے عالم مستفید ہوں اور عام لوگ نہ سمجھیں، اس کا دائرہ محدود ہو جاتا ہے جو سطحی کلام ہو اس سے عوام تو مستفید ہوں لیکن ان کا دائرہ بھی محدود ہو گیا۔ لیکن ظہوری صاحب کو اللہ تبارک تعالیٰ نے دونوں نعمتوں سے نوازا ہے کہ ان کے کلام میں وارفتگی بھی ہے، آسانی بھی ہے اور گہرائی بھی ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل کو اپنے محبوب کے عشق کی جلوہ گاہ بنایا ہے۔

پیر کرم شاہ الازہری
بھیرہ شریف

۲۳ مارچ ۱۹۹۳

مجلس حسان کی کارکردگی میں مسجد حسان کی تعمیر کے ساتھ شعبہ نعت کا اجراء اور نعت گوئی اور ثناء خوانی کی تربیت کا اہتمام مقاصد حسنہ میں ایک عظیم مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب و کامران فرمائے۔

علامہ احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱ فروری ۱۹۸۰

ارشاد جمیل

اس سعادت بزور بازو نیست
تائہ بخشد خدائے بخشندہ

محترم الحاج محمد علی ظہوری صاحب خوش گلو نعت خواں ہونے کے ساتھ فن نعت گوئی میں بھی منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کا کلام مسجع و مقفح ہوتا ہے اور حلاوت و شیرینی سے لبریز ان کا لحن داؤدی و مسحور کن آواز اندرون ملک و بیرون ملک ہر دل عزیز ہے اور یہی ان کی مقبولیت اور پذیرائی کا باعث ہے۔ بایں سبب ہم سب حضرات ان کے عظیم فن کی تعریف و ستائش کر رہے ہیں۔ کیونکہ لکل فن رجال اسی پر اکتفا نہیں بلکہ ان کی ان تھک محنتوں اور کاوشوں پر قلم اٹھا رہے ہیں تاکہ ان کو تحریر کی شکل میں خراج تحسین پیش کیا جاسکے یہ صرف ان کے للیت و خلوص کا ثمرہ ہے مولائے کریم موصوف۔ مذکور کو ہمیشہ اسی پر استقامت فرمائے۔ آمین۔ نیز بارگاہ ایزدی میں قلبی استدعا ہے کہ پروردگار عالم ان کو دارین میں سرخروئی و کامرانی سے ہمکنار فرمائے آمین۔

میاں جمیل احمد شریقی

دربار عالیہ شیر ربانی علیہ الرحمۃ شریقی شریف

پیغام

صاحبزادہ غلام نظام الدین
خانقاہ معظمیہ سرگودھا بھلووال

الحاج محمد علی ظہوری قصوری دور حاضر کے معروف ترین نعت خوان ہیں۔ پاکستان کے مداحان رسول میں ان کا نام سرفہرست ہے۔ ملک خداداد پاکستان میں نعت خوانی کے فن شریف کی ترویج و اشاعت اور اس کے فروغ کے لئے ان کی گرانقدر خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

موصوف کا دل عشق مصطفیٰ کا مرکز ہے۔ محبت رسالت ان کے رگ و ریشے میں رواں ہے۔ وہ عقیدت و محبت میں ڈوب کر نعت پڑھتے ہیں اور عاشقان و ربار رسالت کو از خود رفتہ کر دیتے ہیں ان کی نعت خوانی ہماری ملی و مذہبی تاریخ کا ایک درخشاں باب ہے اور اس کی خاطر خواہ عزت افزائی، تشویق اور پذیرائی ہونی چاہیے۔ الحمد للہ کہ مجلس حسان پاکستان خانیوال نے ان کی سنہری خدمات کے اعتراف و اظہار کے لئے تحسین و ستائش کے طور پر ان کی شخصیت اور فن پر ایک جامع کتاب مرتب کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ خدا کرے ان کی یہ سعی جمیلہ بارگاہ ایزد میں مقبول اور دربار رسالت ماب میں مشکور و ناجور ہو۔

میں ذاتی طور پر اور خانقاہ معظمیہ کے متسلین کی طرف سے مجلس حسان خانیوال کے احباب کو آپ کی اس خدمت پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

خوش نصیب نعت گو نعت خواں

از دل خیزد۔ بر دل خیزد۔ یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اس کے پیچھے محض ذہنی آسودگی نہیں بلکہ دل کی سوزش اور روحانی تپش بھی موجود ہو۔ میرے نزدیک دل ورو مند قلب مومن ہے۔ اگر ہم اپنی نشاۃ ثانیہ اور حیات نو چاہتے ہیں تو ہمیں پھر سے اسلامی تصورات کی طرف لوٹنا ہو گا۔ نعت رسول نہ صرف آقائے تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ہدیہ سلام پیش کرنے کا وسیلہ ہے بلکہ یہ ایک عظیم روحانی سعادت ہے ذکر حضور سے بہتر اور کیا عمل ہو سکتا ہے اس سلسلے میں مختلف ادوار کے حوالے سے کئی اسمائے گرامی آئے ہیں جنہوں نے یہ سعادت حاصل کی۔ ان میں حضرت حسان بن ثابتؓ نہ صرف ایک عظیم نعت گو بلکہ معروف صحابی رسول بھی ہیں اور ان کا یہی کام تھا کہ وہ حضور کی خدمت میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کے مشن کو روشناس کرانے کے سلسلہ میں اور ان کے نام گرامی کے چرچے میں مجلس حسانؓ کی کارکردگی ہمیشہ نمایاں رہے گی۔ جناب الحاج محمد علی ظہوری صاحب نے مجلس حسانؓ کے ذریعے فروغ حمد و نعت کے لئے ایسی جدوجہد کی جو ایک نادر مثال ہے۔ محافل حمد و نعت کے فروغ کے لئے ان کی کاوشیں قابل تحسین ہیں۔ ان کی آواز میں جو سوز و گداز ہے۔ وہ حب رسول کی دولت سے مالا مال ہے۔ انہوں نے ثنائے سرور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ایک ایسا مقام حاصل کیا ہے جو انہی کا حصہ ہے۔ اللہ ان کی عمر میں برکت دے۔ اس محفل میں انہوں نے جس پر کیف انداز میں ہدیہ عقیدت پیش کیا ایسا

ماحول شاز و نادر ہی ہوا کرتا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ایسے ماحول میں ہی ان کا درود مسعود ہوتا ہے۔ یہ شعر کانوں میں گونجتا ہے۔

عظمنداں اینویں عمراں گالیاں

اور تاریخ میں ایسے حضرات بھی گزرتے ہیں جنہوں نے کہا

آرزو دارم کہ خاک آں قدم

ضوفشائے چشم دارم دم بدم

ظہوری صاحب اور سدیدی صاحب سے میرا رابطہ عمر عزیز کے تقریباً بیس پچیس سال سے ہے۔ اللہ ان کو سلامت رکھے۔ میں آپ صاحبان کی اجازت سے ایک دفعہ پھر ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے کلام سے اس محفل کا اختتام کریں۔

مخدوم سجاد حسین قریشی
سابق گورنر پنجاب

☆☆☆☆

محمد علی ظہوری کے ساتھ ایک شام

المجرر ہال لاہور ۸ مارچ ۱۹۸۷ء

تاثرات

الحاج محمد علی ظہوری صاحب عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نعت گوئی کے وقت حضرت ظہوری قصوری صاحب کی آنکھوں میں عجیب سی کیفیت اور عشق پیغمبرؐ کی چمک ہوتی ہے، اور کئی بار چشم اشکبار ہوتی جاتی ہے۔ یہی والہانہ محبت اور اخلاص کا ثبوت ہے۔ 2- انداز تحریر نہایت ہی منفرد ہے۔ الفاظ کی شستگی روئف و قافیہ کے اوزان جیسے موتیوں کی مالا جڑی ہو۔ (سبحان اللہ تعالیٰ)

3- بفضلہ تعالیٰ مجھے ظہوری صاحب کے ساتھ کئی بار اندرون ملک اور بیرون ملک اکٹھے سفر کرنے کا موقع ملا۔ میں آپ کے خلوص و محبت اور آل رسولؐ کے ساتھ نیاز مندی سے بے حد متاثر ہوا ہوں۔

الحاج محمد خورشید احمد بخاری لہ

ابوالنصر علامہ منظور احمد
جامعہ فریدیہ ساہیوال

○ الحاج محمد علی صاحب ظہوری ملک کے عظیم نعت گو شاعر ہیں۔ انہوں نے نعت خوانی کو ملک میں جس عروج پر پہنچایا ہے وہ انہی کا حصہ ہے۔
○ ظہوری صاحب اس عظیم کام کا عظیم صلہ مدنیہ منورہ کی حاضریوں کی صورت میں پاچکے ہیں، اور مزید میدان قیامت میں پالیں گے۔

مدینہ منورہ کی ملاقاتوں میں جو انہوں نے میرے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے از تجالا "نعتیہ کلام سنایا وہ میدان قیامت میں بھی یاد آئے گا۔

○ اگر میں نعت خوانوں کی صف میں شمار ہوتا تو عوام میں جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اجاگر کرنے کے لئے ان کے کلام سے ضرور استفادہ کرنا میری دلی دعا ہے۔
الحاج محمد علی ظہوری کا کلام ان کے لینے پڑھنے والوں کے لینے سننے والوں کے لیے نجات کا سبب ثابت ہو۔

سرمایہ حیات

محمد سلیم حماد لاہور

کسی کی تعریف کرنا مقصود ہو تو زبان و قلم بلا جھجک روانی اور آسانی سے یہ کام بخوبی سرانجام دیتے ہیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کہتے ہوئے زبان و قلم کو اس قدر محتاط ہونا پڑتا ہے کہ زبان بولنے اور قلم لکھنے سے عاجز آجاتے ہیں۔ اس لئے کہ کوئی زبان و قلم اس قابل نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نعت کا حق ادا کر سکے۔ جہاں تعریفوں کے دم ٹوٹ جاتے ہیں وہاں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کی ابتداء ہوتی ہے، اور ایسی شایان شان نعت کہنا ہر کہہ و مہ کے بس کی بات نہیں۔

اگر کسی نعت گو اور نعت خواں کی عوام و خواص میں قبولیت کو معیار بنالیا جائے تو محمد علی ظہوری صاحب اس معیار پر پورے اترتے ہیں اور انہیں نعت گوئی اور نعت خوانی کے میدان میں ممتاز مقام حاصل ہے۔

ظہوری صاحب عوام و خواص کی محفل میں جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوب کر نعت خوانی کرتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے عشق کی روانی میں ان کے منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ نعت گوئی ہو یا نعت خوانی جب تک عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سینہ میں موجزن نہ ہو اس میں کمال پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی مقبولیت میسر آسکتی ہے۔

ظہوری صاحب کا نعت کہنے اور پڑھنے کا اپنا ایک خاص انداز ہے۔ جو کسی کسی خوش نصیب کو میسر آتا ہے۔ ”نوائے ظہوری“ کیا خوب کلام ہے۔

○ میں تمہی دامن ظہوری پیش کیا تحفہ کروں

○ نذر اوصاف بنی ہیں چند یہ شعروں کے پھول

”نقشِ قدمِ حضرتِ حسان بس ہے“

حضرت الحاج محمد علی ظہوری قصوری، حضور علیہ السلام کے درباری نعت خوان حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر سختی سے کاربند ہیں۔ محمد علی ظہوری مدظلہ نے پاکستان میں نعت مصطفیٰ کو جو عروج بخشا وہ فراموش کرنے کے قابل نہیں۔ ان میں ایک بات جو مجھ سے مشترک ہے وہ ہے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ مفتی قاری امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ سے محبت و عقیدت۔ ظہوری صاحب اعلیٰ حضرت بریلوی کے خاص عقیدت مند ہیں اور آپ کی شان میں مناقب بھی لکھتے اور پڑھتے ہیں۔

آپ کا شمار مملکت خداداد پاکستان کے ممتاز نعت خوانان و شعراء کرام میں ہوتا

ہے۔

سید صابر حسین شاہ بخاری
برہان شریف (ضلع اٹک)

تاثرات

ایک سال قبل غالباً ماہ مارچ میں مجھے لاہور میں منہاج القرآن کے زیر اہتمام ہونے والے ایک جلسہ (غوث الاعظم کانفرنس) میں جانے کا موقع ملا۔ جس کی صدارت حضور پیر صاحب سیدنا طاہر علاؤ الدین الگیلانی مدظلہ العالی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے تھے۔ اس محفل میں مجھے جناب محمد علی ظہوری صاحب کو پہلی بار دیکھنے اور ان کو سننے کا بھی موقعہ حاصل ہوا۔ ظہوری صاحب اس وقت پنجابی زبانی میں اپنی لکھی ہوئی ایک منقبت پیش کر رہے تھے۔ وہ خود ایک نحیف و نزار شخصیت ہیں اور دلگداز حالت میں ایسے جھوم رہے تھے کہ اس موقع پر حضرت مولانا رومی کا یہ شعر یاد میں آ رہا تھا جس کی عملی تصویر ظہوری صاحب کی شکل میں نظر آ رہی تھی کہ:

خُشک تار و خشک چوب و خشک پوست
از کجا می آید این آواز دوست

وہ لمحات گزر گئے اور میں انہیں پنجابی زبان میں ایک اچھے پرورد شاعر کے طور پر سمجھتا رہا اور بالآخر آج جب ان کی شاعری کا ایک مجموعہ ”نوائے ظہوری“ میرے سامنے آیا تو معلوم ہوا کہ ظہوری صاحب تو اردو میں بھی لکھتے ہیں اور خوب لکھتے ہیں۔ ان کا تمام کلام سوز و گداز سے لبریز ہے۔ ان کے کلام کا خاصہ یہ ہے کہ وہ فنا فی الشیخ ہیں اور ہر نظم، غزل اور منقبت میں اپنے مرشد سے ہی سرور نظر آتے ہیں۔ یہ مقام بہت ہی محدود لوگوں کو حاصل ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ظہوری صاحب درد دل کے حصول کے باعث ایک خوش قسمت انسان ہیں۔ ان کا نعتیہ کلام، حمد اور دیگر اصناف سخن سب میں ان کی واردات قلب کا مظہر ہے۔

ڈاکٹر سلطان الطاف علی

آستانہ دہلی، سرآب، کوئٹہ

عظمتِ نعتِ کانفرنس

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایہا النبی انا ارسلناک شہداً و مبشراً و نذیراً و داعیاً

الا للہ بہ اذنہ و سراجاً منیراً

حضرات!

مجلس حسان کے روح رواں حضرت ظہوری صاحب کی وساطت سے میں اس متبرک محفل میں شرکت کا اسی لئے شوق رکھتا تھا اور اس امید اور آرزو پر اس میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں کہ میدانِ حشر میں جب تمام مخلوق دربارِ الہی میں حاضر ہوگی اور وہاں ہر گروہ کو علیحدہ علیحدہ حاضر کیا جائے گا۔ تو اس میں ایک گروہ مداحانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو گا جس کے امام حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ ہوں گے۔ ایک جھنڈا اس عاشقِ رسول ظہوری صاحب کے ہاتھ میں بھی ہو گا۔ میں اس شوق اور امید میں حاضر ہوا ہوں کہ اس جھنڈے کے نیچے میں بھی شریک ہوں گا۔ میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس ایک آیت میں اللہ کریم نے رسول کریم کی دس نعمتیں بیان کی ہیں۔

۱۔ پہلی یا ایہا النبی

۲۔ دوسری انا ارسلناک

۳۔ تیسری شہداً

۴۔ چوتھی مبشراً

- ۵- پانچویں "نذیرا"
 ۶- چھٹی "داعی"
 ۷- ساتویں "الا اللہ"
 ۹- نویں "سراجا"
 ۱۰- دسویں "منیرا"

یہاں میں صرف شاہدا" کے موضوع پر گفتگو کروں گا۔ جس کے معنی تین ہیں۔
 خدا کے گواہ۔ پیغمبروں کے گواہ اور مخلوق کے گواہ
 اللہ تعالیٰ نے میرے آقا کو خود محبوب بنایا اور اپنے محبوب کی جتنی خوبیاں اور
 فضائل ہو سکتے تھے ان کو عطا کر دیئے۔ اس سے آپ کی نعت کی شان سمجھی جا سکتی
 ہے۔

اللہ تعالیٰ تو نظر نہیں آتا۔ نہ محسوس ہوتا ہے یہ مخلوق خدا اس کو صرف حضور
 کی وساطت سے ہی پہچان اور مان سکتی ہے۔

مفتی محمد حسین نعیمی

خطاب عظمت نعت کانفرنس جناح ہال لاہور

۲۳ فروری ۱۹۸۳

83996

ناور الوجود شخصیت

شاعری مشاہدات و محسوسات اور انسانی جذبات کے اظہار کا ایک خوبصورت ذریعہ ہے۔ شاعر جو کچھ دیکھتا اور محسوس کرتا ہے اسے اپنے مشاہدے کی بنا پر خوبصورت الفاظ، دلاویز تراکیب اور اچھوتے تشبیہ و استعارے کا پیراہن پہنا کر صفحہ قرطاس پر بکھیر دیتا ہے۔

اب یہ اپنے اپنے نصیب کی بات ہے کہ کسی کے مشاہدے اور محسوسات کا دائرہ اور جذبات و تخیلات کا قبلہ کیا ہے اور جلوہ گاہ حسن کا کونسا گوشہ اس کے بربط جذبات کے تار کو چھیڑتا اور حسن کائنات کی کونسی رعنائی اس کے دامن دل کو کھینچتی ہے، بنا بریں کوئی حسن فطرت کی رنگینیوں میں گم ہے تو کوئی لب و رخسار کی رعنائیوں میں۔ کوئی مرغزاروں، آبشاروں، کوہساروں اور حسن فطرت کے دلاویز نظاروں کا رسیا ہے تو کوئی مرمریں ہونٹوں، جھیل سے گہری آنکھوں اور ماہتابی چروں کا۔ لیکن کتنے خوش نصیب ہیں وہ مخمور جنہیں رب العزت نے باطنی آنکھ اور دل بینا عطا کیا ہے اور ان کے مشاہدات و محسوسات کا مرکز حسن مطلق کا آئینہ اور جمال ربوبیت کی جلوہ گاہ ہے۔ جنہیں دنیائے رنگ و بو میں اگر کوئی حسن متوجہ کرتا ہے تو وہ حسن مصطفوی ہے جو حسن الوہیت کا پر تو جمال اور اس کا محبوب خوش خصال ہے۔ وارث مسلک حسان الحاج محمد علی ظہوری بلاشبہ صحرائے عشق و مستی کے انہی بادہ پیماؤں میں سے ہیں جنہیں رب العزت نے ذوق کی آنکھ عطا کی ہے اور جو حسن الوہیت کے مظہر اتم اور کارخانہ ربوبیت کے لازوال شاہکار کے جلووں میں مست، اس

کی زلفوں کے اسیر اور اس کی نورانی اداؤں پر فدا و جانثار ہیں۔ ظہوری صاحب کا فن اور ان کی شخصیت کسی تعارف یا تعریف کی محتاج نہیں ذکر مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں جو رفعت اور بلندی عطا کر دی ہے اس کا احاطہ الفاظ میں نہیں کیا جاسکتا۔

انہیں رب العزت نے مخموری کے ساتھ ساتھ لحن پر سوز بھی عطا کیا ہے اور وہ حسن و جمال اور فضائل و شمائل محبوب رب کائنات کے بیان میں لہجے کے زیروہم اور ترنم و نغمگی سے سامعین پر ایسی کیفیات طاری کر دیتے ہیں کہ دل جھوم اٹھتے ہیں اور روہیں وجد میں آجاتی ہیں۔ نعت گوئی و نعت خوانی میں آپ کی حیثیت ایک ولستان کی سی ہے اور عصر حاضر کے فن نعت خوانی کے بڑے بڑے اساتذہ ان کی عظمت فن کی بارگاہ میں دست بستہ کھڑے نظر آتے ہیں۔

خوبصورت، بر محل اور نادر تہمینات سے مضمون کے نورِ علمیت کو نورِ علی نور کر دینا ان ہی کا حصہ ہے۔ ان کے کلام میں عشقِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شیفنگلی، حسن بیان کی نیرنگی اور اسلوب ادائیگی کی بوقلمونی کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ اور عملی سیرت کی طرف مراجعت کا داعیہ بھی بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر طبقہ فکر سے متعلق ارباب انہیں اور ان کے فن کو انتہائی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ الغرض ظہوری صاحب کا فن نعت خوانی و نعت گوئی ایک ایسا کثیرالہمت گمینہ ہے جس کی ہر جہت کی اپنی آب و تاب، اپنی چمک دمک اور اپنی دلگیری و رعنائی ہے۔ دعا ہے کہ رب العزت ظہوری صاحب کے فکر و فن ان کے فیوضات اور عمر میں بیش از بیش اضافہ فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

بانی و سرپرست اعلیٰ ادارہ منہاج القرآن

محمد علی ظہوری کی شخصیت

الحاج محمد علی ظہوری کی فروغ نعت کے سلسلے میں ان گنت خدمات ہیں۔ جب تک سلسلہ نعت اس ملک میں قائم رہے گا ان کا نام نعت کی تاریخ میں ایک زریں باب کے طور رقم رہے گا۔ مجھے یاد ہے جب میں ایک چھوٹا بچہ تھا یعنی میرے بچپن کا زمانہ تھا۔ جھنگ کے قیام کے دور میں تو ہم ظہوری صاحب کی نعیتیں سنتے تھے۔ اور اس وقت سے سنتے چلے آ رہے ہیں۔ لیکن ان کی زیارت کا شرف لاہور آ کے نصیب ہوا۔ پھر میں سوچتا تھا کہ ان کے کلام میں یہ لذت یہ کیف و سرور اور یہ بے ساختگی یہ سب کچھ کیوں ہے۔ پھر پتہ چلا کہ یہ بلھے شاہ کی سرزمین قصور اور ان کے عارفانہ کلام کا اثر ہے۔

اسیں قصوری ساڈی ذات قصوری اسیں وچہ قصور دے رہنے آں
 اللہ کے بندوں کا اپنے ماحول پہ مخصوص اثر ہوتا ہے۔ یہ بزرگوں کی توجہ کا اثر تھا جو ظہوری نے وافر مقدار میں پایا اور یہ بڑے خوش نصیب ہیں کہ میں جہاں کہیں بھی مثلاً کراچی پشاور یا کسی بڑے شہر میں جاتا ہوں یقیناً جانئے کوئی مجلس اور کوئی محفل نعت ایسی نہیں ہوتی جہاں حضور کی نعت کے نغمے الاپے جا رہے ہوں اور آخر میں مقطع میں نام ظہوری کا نہ آئے۔ کتنا خوش نصیب ہے یہ شخص کہ کم و بیش ہر زبان پر جب حضور کی نعت ہوتی ہے تو آخر میں نام انہی کا آتا ہے۔ یہ بارگاہ رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم میں قبولیت کی علامت ہے۔ میں ظہوری صاحب کو انہی عاجزانہ منکسرانہ اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ کے ساتھ خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ حضور

کے نعت خوانوں کو یہ عزت نعت رسول کی نسبت سے ملی ہوئی ہے اس لئے یہ عزت سب عزتوں سے اونچی ہے اور میں حضور کے نعت خوانوں کی تعریف اور توصیف کیا کروں سچ تو یہ ہے کہ جو آقا کا نعت خواں ہے اور نعت گو ہے میں تو اس کے جوتوں کے تلووں کی بھی تعریف نہیں کر سکتا اور اس کے جوتوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنا لوں تو شاید یہ بھی بے ادبی ہے۔ اس لئے کہ یہ نسبت میرے آقا کی نعت کی نسبت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نسبت کو قائم رکھے۔ ان کی عمر دراز کرے ان کی وجہ سے بزم عشق میں گرمی ہے۔ اللہ ان کو اس دینی خدمت کا وافر اجر عطا فرمائے۔ میں اس محفل کے منتظمین کو مومنین قلب مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس لئے کہ شامیں کئی گزرتی ہیں اور بہت سوں کے ساتھ گزر جاتی ہیں لیکن آج کی شام نہ صرف حضور کے نعت خواں کے ساتھ گزری ہے بلکہ حضور کی نعت کے ساتھ گزری ہے۔ ذاکر ہمہ ذکر بہ مذکور شود اور ذاکر جب ذکر کرتا ہے تو کرتا مذکور ہو جاتا ہے۔ یعنی وہ محو ہوتا ہے اور اس کا وقت استغراق میں گذرتا ہے۔ ذکر کرتے ہوئے اس میں گم ہو جاتا ہے۔ تو آج نعت خواں کا ذکر ہوا۔ حضور کی نعت کی بات چلی۔ تو چلتے چلتے جو بن حسن رسول تک پہنچی۔

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

سرپرست مرکزی ادارہ منہاج القرآن

محمد علی ظہوری کے ساتھ ایک شام

المحراء ہال لاہور، ۸ مارچ ۱۹۸۷ء

ارشادات سعید

محترم الحاج محمد علی ظہوری صاحب دور حاضر کے نعت گو شعرا میں ایک منفرد اور ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ میں نے ظہوری صاحب کو بارہا محافل نعت میں اپنا کلام پیش کرتے ہوئے سنا ہے۔ محفل میں کتنا ہی بڑا شیریں نوا نعت خواں کیوں نہ موجود ہو جب ظہوری صاحب اپنا کلام اپنے مخصوص انداز میں پیش کرتے ہیں تو بلاشبہ سب پر سبقت لے جاتے ہیں۔ ایک سماں بندھ جاتا ہے اور سرور و مستی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

نعت گوئی ایک نہایت ہی مشکل فن ہے۔ فیشن کے طور پر نعت کہنے والے تو بہت مل جائیں گے لیکن اس صنف کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے اس کے تقاضوں کو پورا کر کے کامیابی سے ہمکنار ہونے والے بہت کم شعرا ہیں اور ظہوری صاحب ایسے ہی شعرا کی صف اول میں شامل ہیں۔

ظہوری صاحب کی نعت میں اصل رنگ ان کے جذبے کی صداقت نے بھرا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عشق رسولؐ کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے اور وہ محبت رسولؐ میں ڈوب کر نعت لکھتے اور پڑھتے ہیں۔ ظہوری صاحب کے نعتیہ کلام میں جذبہ کی صداقت اور اظہار بیان میں جو ہم آہنگی پائی جاتی ہے اس نے ان کی شاعری کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔

آج کل قریہ قریہ اور بستی بستی محافل نعت کا جس ذوق و شوق سے انعقاد کیا جاتا ہے اس کا سرا بھی ظہوری صاحب کے سر ہے۔ سب سے پہلے ظہوری صاحب نے ایک پروگرام کے تحت محافل نعت کے انعقاد کی داغ بیل ڈالی۔ مجلس حسان کی بنیاد رکھی اور پھر اسے ملک گیر سطح پر منظم کیا۔ سید مظہر سعید کاظمی ملتان

مقبولِ عام ثنا خوانِ خیر الانام

جناب محترم الحاج محمد علی ظہوری صاحب کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ احقر کو ان کی ملاقات کا شرف بھی حاصل ہے۔ مگر میں عادتاً کسی کو باوجود جاننے کے ماننا نہیں ہوں۔ لیکن جناب ظہوری صاحب کو میں ماننا بھی ہوں۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میرے پیر و مرشد فرید العصر حضرت میاں علی محمد خاں صاحب چشتی نظامی فخری سجادہ نشین بسی شریف رحمۃ اللہ علیہ کے حضور کسی بے قصور قصوری نے عرض کیا کہ ”سرکار! اس مرتبہ حضرت بلعہ شاہ قادری قدس سرہ کے عرس کے موقع پر ظہوری صاحب کے اس مصرع پر لوگوں نے بے حد داد دی۔“

حضرت میاں صاحب قبلہ نے بھی اس مصرع کو پسند فرمایا۔ لہذا فقیر نے انہیں مان لیا۔

۱۹۷۳ء میں احقر و انقر مدینہ منورہ میں قطب مدینہ، شیخ العرب والعمم حضرت قبلہ شاہ ضیاء الدین احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں حاضر تھا کہ ظہوری صاحب بھی وارد ہو گئے اور انہوں نے حضور علیہ السلام کے حضور ہدیہ نعت پیش کیا جس سے سامعین پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی۔

جب مجلس برخاست ہوئی تو ظہوری صاحب بھی دیگر حضرات کے ساتھ ہی رخصت ہو گئے۔ اختتام مجلس کے بعد حضرت قطب مدینہ نے مجھ سے فرمایا کہ ”آج ایک شخص نے بہت اچھا قصیدہ (نعت) پڑھا ہے۔“ میں نے عرض کیا کہ حضور! یہ صاحب پاکستان کے مقبول ترین ثنا خوان محمد علی ظہوری صاحب تھے۔ اس پر حضرت

قبلہ نے فرمایا کہ ”کل انہیں کہہ دینا کہ روزانہ آ کر نعت شریف پڑھا کریں۔“ چنانچہ اگلے روز حرم نبوی میں احقر نے حضرت والا کا پیغام انہیں دے دیا اور ظہوری صاحب جتنے روز مدینہ منورہ میں حاضر رہے۔ حضرت قطب مدینہ کی محفل مقدس میں نعت پاک پڑھنے کا شرف حاصل کرتے رہے۔۔۔۔۔ اور میں نے انہیں تمہ دل سے مان لیا اور ان کی خوش قسمتی پر رشک کیا۔

یہاں اس امر کا اظہار کر دینا بھی ضروری ہے کہ ”مرکزی مجلس رضا“ کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ یوم رضا، نوری مسجد ریلوے سٹیشن لاہور میں جناب ظہوری صاحب نے متعدد مرتبہ شرکت فرمائی اور ہر بار صدر جلسہ، پیکر صدق و صفا، فخر دود مان امام اہل سنت حضرت قبلہ مفتی تقدس علی خان صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے فرمائش کر کے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کی منقبت سنتے اور بے حد مسرور و مخطوظ ہوتے۔ یہ بات بھی ظہوری صاحب کو منواتی رہی اور ایک بار ”یوم رضا“ کے موقع پر انہوں نے نہایت اہتمام کے ساتھ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کا ”قصیدہ معراجیہ“ پڑھا اور حق تو یہ ہے کہ حق ادا کر دیا۔ اس روز میں نے بغیر کسی بزرگ کے واسطہ ہی کے انہیں مان لیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے اور وہ ریاض رسول میں بلبل کی طرح چمکتے رہیں اور مشتاقان رسالت ماب کے قلوب کو گرماتے رہیں۔

آمین ثم آمین! سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

حکیم محمد موسیٰ امرتسری

لاہور

گدائے درِ اولیاء

الحاج محمد علی ظہوری کے پاس خوش قسمتی سے ایسا دل ہے جو محبت رسولؐ سے لبریز ہے اور ایسی زبان ہے جس پر محبوب پروردگار کی مدح و ثنا جاری و ساری رہتی ہے۔ نعت خوانی گلے کا جو معیار طلب کرتی ہے آپ اس پر بھی پورا اترتے ہیں اور کسی بھی لحاظ سے اس میدان میں کم مائیگی کا شکار نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جناب ظہوری صاحب کو جہاں دینی و دنیاوی نعمتوں سے نوازا ہے وہاں اپنے محبوب کے دونوں شہروں کے مقدس نظاروں اور معطر و ایمان افروز بہاروں سے بھی بار بار لطف اندوز ہونے کے مواقع عطا کئے ہیں۔

اختر شاہجہان پوری لاہور

الحاج محمد علی ظہوری کی ہمہ پہلو شخصیت کے دو پہلو

مرکزی مجلس حسان پاکستان کے بانی اور سرپرست اعلیٰ محترم الحاج محمد علی ظہوری تصوری ایک ہمہ پہلو شخصیت ہیں، جن کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ وہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں تو بے جا نہ ہو گا۔

ان کی شخصیت کے دو پہلو بہت نمایاں ہیں جو ان کو سمجھنے میں بہت مدد دیتے ہیں اور قریب سے دیکھنے والے کو یہ ہر موقعہ فراہم کر دیتے ہیں کہ وہ ان کے بارے میں کوئی حتمی اور متوازن رائے قائم کر سکے اور اس کی وہ رائے اتنی صائب، محتاط اور چچی تلی ہو کہ کسی کے لئے اس میں اختلاف کی گنجائش نہ رہے اور اسے تسلیم کرتے ہوئے کوئی بھی تردد اور ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے۔

چنانچہ ان کی ممتاز شخصیت کا ایک خارجی پہلو ہے، جس میں نگاہ اولیں ایک ایسے ”چھریے قد و قامت“ اور اکہرے جسم کے نرم و نازک اور دبے پتلے انسان کا مشاہدہ کرتی ہے، جو شگفتہ مزاج، خندہ جبیں، شیریں سخن اور باغ و بہار طبیعت کا مالک ہے، جسے دیکھ کر دور رس عقابی نگاہیں فوراً بھانپ لیتی ہیں کہ یہ نازنین اور ناز آفریں شخصیت یگانہ و بیکتا، سرمایہ ملت اور غیر معمولی صلاحیتوں کی مالک ہے، جسے اپنے فن پر پورا عبور حاصل ہے، اور جو پہلی ہی نظر میں دوسروں کو مسحور و متاثر کر سکتی ہے۔

اس انفرادیت کے باعث ظاہری نزاکت و لطافت بھی، ان کی عظیم شخصیت کا ایک لازمی حصہ، جمالیاتی عنصر، اور خاص شناخت کا ایک حسین ذریعہ بن گئی ہے۔ مگر وہ اس کے برعکس ہوتے تو شاید جذب و کشش کا وہ سحر نہ رکھتے جو اس پیکر رعنا میں

ودیعت ہے اور انہیں سب میں نمایاں اور ممتاز کرتا ہے۔

ان کی محمود شخصیت کا دوسرا اور داخلی پہلو 'اس سے بھی زیادہ پرکشش' نمایاں، قابل احترام بلکہ قابل صد رشک ہے، جس پر وہ جتنا بھی ناز اور اپنے پروردگار کا شکر ادا کریں، کم ہے اور وہ ہے ان کی نعت گوئی کا فن اور نعت خوانی کا کمال۔ اگر وہ صرف نعت گو ہوتے تو امتیاز بخشے کے لئے یہی عطا کچھ کم نہ تھی، انہیں امت میں ایک منفرد و بالا مقام عطا کر دیتی۔ خوش لحن نعت خواں، منفرد زمین اور اسلوب میں کسی ہوئی ان کی نعتیں پڑھتے اور محفلیں لوٹتے، حاضرین کے دل گرماتے اور ایمان تازہ کرتے۔ جیسا کہ اب بھی ہوتا ہے۔ مگر قدرت نے انہیں، نعت گوئی اور سخن وری کے ساتھ فن نعت خوانی کا ملکہ بھی عطا کیا ہے۔ بے شک نعت کہنا اور نعت سننا بھی ایک فن ہے، مگر درد و سوز میں ڈوب کر نعت پڑھنا خاص نوازش خداوندی ہے، جو لحن داؤدی کے بغیر ممکن نہیں اور فیاض نے انہیں اس نعت عظمیٰ سے اس طرح اور اس فیاضی سے بہرور کیا ہے کہ جب وہ اپنے خاص انداز میں نغمہ سرا ہوتے ہیں تو فضاؤں پر سحر طاری ہو جاتا ہے، اور سامعین اسی طرح جامد و ساکت ہو جاتے ہیں جیسے وہاں موجود ہی نہ ہوں۔

حضرت ظہوری صاحب اردو اور پنجابی دونوں زبانوں کے نعت گو شاعر ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ دونوں میں انوکھا اور نرالا اسلوب رکھتے ہیں۔ مضمون آفرینی، برجستگی، سادگی، معنویت، کیف و سرور، نغمگی اور موسیقیت ان کے کلام کا خاص جوہر ہیں، جب ان کا کلام پڑھا جا رہا ہو، تو آسانی سے اسے پہچان لینا ناممکن نہیں، تیور بتا دیتے ہیں کہ حضرت ظہوری بول رہے ہیں۔

بہر رنگ کہ خواہی جامہ سے پوش

من انداز قدرت را می شناسم

کہنہ مشق شاعر کے کلام کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ سخن شناس لوگ کلام سنتے اور سردھنتے ہیں۔ لیکن اگر کلام شاعر بزبان شاعر ہو تو محفل کا رنگ ہی اور ہو جاتا ہے۔ پھر وہاں کیف و مستی کی ایسی برکھا برستی ہے جسے صرف محسوس کیا جاسکتا

ظہوری صاحب کی مجلسیں ایسے سوز و کیف سے ہمیشہ معمور ہوتی ہیں۔ جب وہ اپنا کلام سنا رہے ہوں تو خود بھی نعت میں ڈھل جاتے ہیں۔ پھر ان کی آواز کا دلنواز نغمہ لے کا اتار چڑھاؤ اور پڑھنے کا انداز وہ جادو جگاتا ہے کہ کسی کو ہوش نہیں رہتا کہ کہاں ہے۔ وہ اپنے حاضرین کو سوز و سرور، ذوق و شوق، کیف و مستی اور بے خودی کے ایک ایسے جہاں میں لے جاتے ہیں جہاں وہ سب کچھ بھول کر صرف تاثر میں ڈوبے ہوتے ہیں اور صرف یہ چاہتے ہیں کہ وہ اسی طرح پڑھتے رہیں اور ہم سنتے رہیں۔

یہ ان کی شخصیت کا وہ پہلو ہے بلکہ ان کی ذات کی وہ خصوصیت ہے، جو نعت گو شعراء اور نعت خوانوں میں بھی ان کو ممتاز کرتی ہے اور ایسی بالاتری بخشتی ہے جو بہت کم خوش نصیب نعت خوانوں اور شاعروں کو حاصل ہے

محمد معراج الاسلام

شیخ الحدیث ادارہ منہاج القرآن، لاہور

الحاج محمد علی ظہوری مدظلہ کی خدمات

آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و کمالات کا تذکرہ نعت کہلاتا ہے۔ سلسلہ نعت ازل تا ابد جاری ہے اس عمل میں مخلوق کے ساتھ خالق کائنات بھی شریک ہے۔ ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثناء خواں پیدا کئے جن کے کلام پڑھنے اور سننے سے لوگوں کو رحمت دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہمانہ لگاؤ پیدا ہوا، صحابہ کے دور میں حضرت حسان بن ثابت، حضرت عبداللہ بن رواحہ، حضرت عباس و صاف بنی حضرت بن ابی ہالہ، حضرت ام معبد رضی اللہ عنہم اس پاکیزہ عمل میں سرفہرست ہیں۔ بعد کے ادوار میں امام بوسیری، مولانا جامی، مولانا رومی کے نام تاریخ نعت میں رقم ہیں۔ ہمارے قریبی دور میں حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی اور علامہ اقبال جیسی اہم شخصیات نے اس فریضہ کو بڑے ہی احسن انداز میں نبھایا، موجودہ دور کے ثناء خوان نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک اہم نام اس شخصیت کا ہے جسے لوگ الحاج محمد علی ظہوری سے جانتے ہیں۔ آپ مجلس حسان پاکستان کے بانی اور موسس ہیں۔ آپ کے دم قدم سے ملک کے گوشے گوشے میں محافل نعت کا انعقاد ہوتا ہے اور محبت و اطاعت رسول کا درس دیا جاتا ہے۔ اس نشست میں ہم ان کی زندگی کے بعض اہم گوشوں کا بیان کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ ہمارا ایک فریضہ ہے کہ انہوں نے ہمیں عشق رسول کی دولت سے مالا مال کیا ہے۔ تو ہم ان کے احوال سے لوگوں کو آگاہ کریں۔ اللہ پاک کا فرمان ہے فلذکرونی و ذکرکم اللہ کی یاد یہ ہے کہ فرشتے اور اس کی مخلوق اس

بندے کا تذکرہ کر کے اپنے دلوں کے سکون کا ذریعہ بناتے ہیں۔ آئیے ہم بھی ایک عاشق رسول نعت گو شخصیت کے ذکر سے حظ حاصل کریں۔ ہم جن اہم پہلوؤں کا تذکرہ یہاں کرنا چاہتے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔ نعت کے حوالے سے آپ کی خدمات اور اہل محبت میں آپ کا مقام۔

نعت کی خدمت

خدمت نعت کے حوالے سے جس چیز کا ذکر نہایت ہی اہم ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی تمام عمر نعت لکھنے اور پڑھنے کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ آپ کے شب و روز اسی مشن کی تکمیل اور حصول میں بسر ہوتے ہیں، اس منزل کے حصول کے لئے جو عملی کارنامے آپ نے سرانجام دیئے ان میں سے صرف تین کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ مجلس حسان پاکستان کا قیام

یہاں آپ نے نعت گوئی اور نعت خوانی کی صورت میں سنت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو زندہ رکھا ہے وہاں تاریخ نعت میں اس اہم شخصیت کا یوم منعقد کرنے کے لئے مجلس حسان پاکستان کا قیام بھی عمل میں لایا۔ آپ اس مجلس کے بانی ہیں۔ ملک بھر میں یوم حسان کی مختلف تقاریب اس مجلس کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ ان تقاریب میں مشہور نعت خواں حضرات کے علاوہ علماء اور دانشور حضرات کو دعوت دی جاتی ہے جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی شخصیت، تاریخ نعت اور فضائل و برکات نعت سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں۔ یہ تقاریب امت میں پیغام محبت اور نعت رسول کا شوق پیدا کرنے کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہوئی ہیں۔

۲۔ افراد کی تیاری

اسی مجلس حسان کے تحت آپ نے ایک ادارہ قائم کر رکھا ہے جس میں حمد و نعت کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ جس کے ذریعے ملک بھر میں سینکڑوں ایسے پھلدار پودے آپ نے لگائے جن کے ثمرات سے لوگ بہرہ ور ہو رہے ہیں۔ مداح رسول قاری زبیر رسول شہید اسی باغ کے کھتے پتوں ہیں۔ اس ادارے میں نعت سکھانے

کے ساتھ ساتھ اس کے آداب سے بھی آگاہ کیا جاتا ہے۔

سینکڑوں حضرات آپ کی خدمت میں رہ کر اس رحمت بھرے کام کو سیکھ چکے

ہیں۔

شاگرد کی حوصلہ افزائی

جیسا کہ اوپر ذکر آیا کہ پاکستان بھر میں اکثر نعت خواں آپ کے شاگرد ہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کسی محفل میں آپ کا شاگرد نعت پڑھ رہا ہو تو آپ اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ کلام پڑھنے پر داد دینے میں بخل سے کام نہیں لیتے بلکہ عملاً ان کی خدمت بھی کرتے ہیں۔

۳۔ نعت پر لٹریچر

مجلس حسان کے تحت آپ نے نعت پر بہت ہی خوبصورت لٹریچر بھی قوم کو مہیا کیا۔ آپ نے اردو پنجابی میں بہت ہی خوب کلام لکھ کر طبع کروایا۔ متعدد مجموعے لوگوں کی تسکین کا باعث بنے اس کے ساتھ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پہ مختلف لوگوں سے تقریر و تحریر کے ذریعے مواد اکٹھا کیا۔

کلام کی خصوصیت

اس مجلس کے تحت قوم کو دیئے گئے کلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں ہر موضوع پر کچھ نہ کچھ ضرور لکھا گیا ہے۔ مثلاً حضور کی ولادت کا موضوع لیں تو فلک کے نظارو، زمیں کی بہارو، سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں میلاد منانے کی بات ہو تو

تیرا کھانواں تے تیرے گیت گانواں یا رسول اللہ

تیرا میلاد میں کیوں نہ منانواں یا رسول اللہ

شہر مدینہ کی بات ہو تو

- کونین دے والی دا گھر بار بڑا سوہنا
سوہنہ رب دی مدینے دا دربار بڑا سوہنا

محفل میں کلام

اسی طرح جب کسی محفل میں کلام پڑھ رہے ہوں تو جس موضوع کی طرف متوجہ کیا جائے وجد میں آکر اس موضوع کو اس طرح نبھاتے ہیں کہ سامعین حیرت میں ڈوب جاتے ہیں۔ جب کیف و مستی میں ڈوب کر کلام پڑھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سمندر موجزن ہے۔ عربی، فارسی، پنجابی، ہندی اور سرائیکی کلام ان کے لہجے میں پڑھنا آپ کا ہی کمال ہے۔

اہل محبت میں مقام

آپ کی شخصیت اہل محبت کے ہاں اتنی مسلمہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا اجتماع ایسا نہیں جس میں ظہوری صاحب کی شرکت نہ ہو خواہ وہ اندرون ملک ہو یا بیرون ملک خواہ ملتان سنی کانفرنس ہو یا رائے ونڈ میلاد مصطفیٰ کانفرنس، خواہ حزب الاحناف یا رسول اللہ کانفرنس ہو یا بادشاہی مسجد میں ہر جگہ آپ اس جلسہ اور شیخ کی زینت بنتے ہیں اور وہاں موقعہ اور موضوع کی مناسبت سے آپ کا کلام بھی نہایت ہی قابل تحسین ہوتا ہے۔

نعت خوانوں میں آپ کی شخصیت ان لوگوں میں سے ہے جن کو اس دور کے بزرگوں کی محبت نے کلام پڑھنے کے لئے بلایا گیا۔ حضرت علامہ احمد سعید کاظمی، علامہ عبدالغفور ہزاروی، مولانا محمد عمر اچھروی، مولانا غلام علی اوکاڑوی، مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، وغیرہ کے پائے کے لوگ آپ کی نعت سے حظ وافر حاصل کرتے رہے ہیں۔

آپ کے شیخ کامل

ظہوری صاحب کا تذکرہ اس وقت تک تمام نہیں ہو سکتا جب تک ان کے شیخ کامل حضرت میاں ظہور الدین رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر نہ کیا جائے۔ ان میں درد سوز پیدا کرنے میں ان کی نگاہِ شفقت کا بڑا دخل ہے۔ مجھے چونکہ ان کی زیارت کا شرف

حاصل نہیں ہوا مگر ان کی محبت سے فیض یافتہ لوگوں کے پاس بیٹھنے کا شرف ضرور حاصل ہوا ہے۔ لوگ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے جن باتوں کا ذکر کرتے ہیں ان میں سے دو کے بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۔ عاشق رسول

اہل علم میں بہت کم لوگ ہوتے ہیں جن میں محبت الہی اور عشق رسول کی دیوانگی و وارفتگی ہو۔ بعض اہل علم اپنے علمی گھمنڈ میں ہی تباہ ہو جاتے ہیں۔ بعض تباہ نہیں ہوتے مگر وہ مقام حاصل نہیں کر پاتے جو علم کا تقاضا تھا حالانکہ اسلام میں اسی علم کا اعتبار ہے جو قرب یار کا ذریعہ بنے اور علم کے باوجود یہ کہہ دے۔

خرد کی گھٹیاں سلجھا چکا ہوں
مرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

آپ کے شیخ کامل میں جو عشق رسول کی دیوانگی و وارفتگی کی کیفیت تھی آج وہ ڈھونڈے سے بھی نہیں ملتی پس جب آپ کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے شہر کا ذکر ہو جاتا تو آپ تڑپ اٹھتے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ یہ عمل ان کا وقتی نہ تھا بلکہ زندگی کا معمول اور وظیفہ تھا۔

۲۔ قدردان اعلیٰ حضرت

اہل علم جانتے ہیں کہ امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں کا کلام کتنا مشکل ہے۔ اسے سمجھنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ اہل علم میں سے بھی چیدہ چیدہ حضرات ان کے کلام کو سمجھ پاتے ہیں ان کے ایک ایک شعر میں کتاب و سنت کے دلائل، شرعی اصطلاحات کا تذکرہ ہوتا ہے جو شخص ان اصطلاحات سے آگاہ نہ ہو وہ ایسے کلام کو کیسے سمجھ سکتا ہے۔

حضرت کے بارے میں ظہوری صاحب کا بیان ہے۔

کہ میں نے حضرت سے بڑھ کر کسی شخص کو اعلیٰ حضرت کا قدردان نہیں دیکھا۔
(اس لئے ظہوری صاحب انہیں عاشق اعلیٰ حضرت کے نام سے یاد کرتے ہیں) آپ

جب بھی مجھ سے کلام سنتے تو فرماتے اعلیٰ حضرت کا کلام سناو جب میں آپ کا کلام پڑتا تو آپ کھڑے ہو جاتے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ یہ حالت و کیفیت ان پر مسلسل کئی کئی گھنٹے طاری رہتی۔ اپنی مجلس میں اعلیٰ حضرت کے یہ اشعار خصوصاً سنا کرتے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں

اب تو نہ روک اے غنی عادت سگ بگڑ گئی

پہلے سے ہی مرے کریم لقمہ تر کھلائے کیوں

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے

تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

مٹی نہ ہو برباد پس مرگ الٹی

جب خاک اڑے میری مدینے کی ہوا ہو

منگتے تو ہیں منگتے کوئی شاہوں میں دکھا دو

جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور

تو پھر کہیں گے ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

قصیدہ بردہ شریف کے اکثر اشعار آپ کی زبان پر جاری رہتے اور حضرت بیدم وارثی کا کلام بھی سنتے اور گھنٹوں بے خودی کے عالم میں گریہ کناں رہتے

اب کہاں دنیا میں ایسی ہستیاں

مجھے ایک دفعہ آپ کے شیخ کامل کے مزار اقدس پر صاحبزادہ خادم حسین طاہر کے ساتھ حاضری کا موقع ملا وہاں ان کے صاحبزادوں سے ملاقات ہوئی انہوں نے حضرت کی ذاتی لائبریری دکھائی تو میں نے دیکھ کر محسوس کر لیا کہ واقعی صاحب مکتب عاشق رسول ہیں کیونکہ اکثر کتب وہی تھیں جو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لکھی ہوئی تھیں، بعض اہم اور نایاب کتب بھی نظر سے گزریں بعد میں ظہوری صاحب نے بتایا کہ آپ جب بھی حاضری کے لئے جاتے تو وہاں سے کتب ہی لایا

کرتے تھے۔ اسی موقعہ پر آپ کی اہلیہ محترمہ سے دعائیں لینے کا موقعہ ملا۔ ان کی دعا ہی سے انسان محسوس کر لیتا ہے کہ اس خاندان کے خمیر میں کس طرح محبت رسول بھر دی گئی ہے۔ انہوں نے ہمیں الوداع کرتے ہوئے کہا

اللہ تمہیں مدینہ طیبہ کی زیارت عطا کرے

کلام کی مقبولیت

یہ بزرگوں کی نگاہ کرم کا صدقہ ہے کہ کریم آقا نے اپنی شاخوانی میں ظہوری کو قابل رشک مقام عطا فرما دیا ہے۔

نعت اور لوگوں نے لکھی بھی مگر جو مقبولیت ظہوری صاحب کے کلام کو ہے شاید کسی اور کو ہو۔ میرے پاس ان کے کلام کے مقبول ہونے پر دو دلیلیں ہیں۔

۱۔ جب بھی کوئی پاکستانی در رسول پر حاضری کے لئے جاتا ہے اس کی زبان پر اعلیٰ حضرت کے سلام کے بعد ظہوری صاحب کا کلام ہی ہوتا ہے جبکہ مسجد نبوی نظر آتے ہی یہ مصرعہ ہر ایک کی زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے
جس وقت محمدؐ کا دربار نظر آئے

۲۔ اکثر محافل و مجالس میں آپ کا کلام ہی پڑھا جاتا ہے اور بہت ہی پسند کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے تاکہ لوگ ان کی آواز و کلام سے عشق رسول کی لذت اپنے سینوں میں پاتے رہیں۔ امین بجاہ سید المرسلین

(مفتی) محمد خاں قادری

جامعہ رحمانیہ شادمان لاہور

بے لوث نعت نگار۔۔۔۔۔ مقبول عام ثنا خواں

خانپور ضلع رحیم یار خان کے مدرسہ سراج العلوم کے سالانہ جلسہ کی ایک نشست میں فقیر حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک نوجوان نعت پڑھ رہا ہے جس نے مجمع کو مسحور کیا ہوا ہے۔ سریلی آواز میں سوز و گداز اور بلا کی چاشنی اور غضب کی لذت سے مجمع بار بار مکرر بول اٹھتا ہے اور فرمائشی اشعار کی بھرمار سے نوجوان کو مہلت نہیں دی جا رہی اور کوئی مقرر صرف سٹیج کی زینت بنا بیٹھا ہے کافی دیر تک مجمع کی چاہ سے نعت خوانی نے طول پکڑا تو صدر جلسہ کو معذرت کے ساتھ وعدہ کرنا پڑا کہ دوسری نشست میں اس نوجوان کو زیادہ وقت دیا جائے گا۔ استفسار پر معلوم ہوا کہ یہ نوجوان قصور سے تشریف لائے ہیں انہیں ظہوری صاحب کہتے ہیں۔ اسم گرامی محمد علی ہے۔

فقیر بھی اپنے دارالعلوم منبع الفيوض حامد آباد کا سالانہ جلسہ دستار فضیلت (اسی خانپور کے جلسہ کے بعد) منعقد کرتا رہتا تھا۔ ارادہ ہوا کہ موصوف کو دعوت پیش کروں۔ لیکن رسمی اور موسمی نعت خوانوں سے مجھے خاصی نفرت تھی اور ہے اسی لئے موصوف کے لئے بدگمانی سے کام لے کر خاموش رہا۔ رہائش گاہ پر قریب سے دیکھنے کا موقع ملا تو دل نے گواہی دی کہ یہ صرف نعت خواں اور نعت گو اور شاعر نہیں بلکہ درویش اور نہایت ہی مخلص ترین انسان ہیں فقیر نے مدعا ظاہر کیا تو ایسے خوش ہوئے گویا ان کا اپنا جلسہ ہے۔ تاریخ نوٹ کر لی۔ زاد راہ نہ میرے پاس تھا نہ موصوف نے اشارہ کنایہ سے کچھ کہا۔ ہمارے جلسہ کے اشتہار شائع ہوئے موصوف کا اسم گرامی

اشتمار کی نہ صرف زینت بنا بلکہ جلسہ کی شہرت کو چارچاند لگ گئے۔ فقیر اپنی پرانی بدگمانی میں مبتلا ہو گیا کہ ممکن ہے جناب ظہوری صاحب تشریف نہ لائیں جبکہ میں نے نہ زاد راہ دیا اور نہ ہی اندرین اثناء خط ملا۔ صرف اشتمار بھیجا لیکن خدا تعالیٰ کے محبوب بندے لالچ و نبوی اور حرص و ہوا سے فارغ ہوتے ہیں چنانچہ جلسہ حامد آباد پر حضرت ظہوری تشریف لائے اور وہ بھی ایسے موقعہ پر جہاں اڑہ سے ڈیڑھ دو میل پیدل کا سفر۔ فقیر کو اپنا موقف بدلنا پڑا۔ خوب نعت خوانی ہوئی اور جلسہ بے حد کامیاب ہوا۔ بوقت الوداع ظہوری صاحب نے فرمایا کہ مولانا میں خادم سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ آئندہ جب بھی بلاؤ گے اسی طرح حاضر ہوں گا (جیسے آپ نے دیکھ لیا) ہمارے ان دو پروگراموں (خانپور۔ حامد آباد) کے بعد تو ضلع رحیم یار خان کا کوئی چھوٹا بڑا ایسا جلسہ ہو نہیں سکتا تھا جس کے روح رواں جناب ظہوری صاحب نہ ہوں۔

خدا کا کرنا ایک دفعہ ایسا ہوا کہ فقیر کے جلسہ کے لئے حضرت علامہ مولانا محمد شریف نوری مرحوم نہ پہنچ سکے اور فقیر نے انہیں خانپور سے لانا تھا۔ پہنچا تو ان کی جلسہ میں عدم شرکت کا سخت صدمہ ہوا۔ چونکہ اب حضرت ظہوری صاحب سے بلا تکلف یارانہ ہو گیا تھا۔ میں نے کہا آج ہمارے جلسہ حامد آباد کی تقریر نوری صاحب کے بجائے ظہوری صاحب کے ذمہ ہے۔ ہنس پڑے فرمایا ظہوری اور تقریر۔ فقیر نے کہا آپ کو چونکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت خوانی کا ایک روحانی عشق ہے ورنہ آپ اگر تقریر کا مشغلہ اختیار فرمائیں تو بس دور حاضرہ کے خطیب پاکستان ہیں۔ چنانچہ فقیر نے زبردستی اپنے جلسہ میں ان سے نعت کے بجائے تقریر ہی کرا ڈالی اور تقریباً دو گھنٹے مسلسل روانی سے تقریر فرمائی۔ فقیر نے کہا دیکھا آپ کیسے بہترین مقرر ہیں۔ یہ ظہوری صاحب کا کمال عشق بہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھے کہ اسی طرح نعت خواں اور شاعر ہی رہے ورنہ اگر تھوڑا سا مشغل مقررانہ اختیار فرماتے تو اب صرف ظہوری صاحب نہ ہوتے بلکہ علامہ ظہوری صاحب ہوتے وغیرہ وغیرہ۔ بہر حال جب تک ہم حامد آباد میں رہے ضلع رحیم یار خان کے تمام جلسوں

کے نعت خوانی کے سلسلہ میں ہمارے نعت خوانوں کے سر تاج حضرت ظہوری صاحب رہے (سدا سلامت رہیں) ۱۹۶۷ء میں فقیر نے حامد آباد سے بہاولپور نقل مکانی کی اور یہاں وہ چرچے کہاں جو ضلع رحیم یار خان میں تھے۔ عوام کی توجہ کم فقیر مسافر، مہاجر، نہ کہیں جلسے اور نہ نعت خوانی اور نہ اور کوئی شغل دینی۔ فقیر نے جلسوں کا آغاز کیا۔ ایک سال حضرت ظہوری صاحب تشریف لائے۔ لیکن یہاں کی زمین بنجر ظہوری صاحب کی نعت خوانی سے اہلسنت عوام کے خوابیدہ خیالات بیدار ہونے لگے لیکن ہمارا سلسلہ حضرت ظہوری سے منقطع ہو گیا۔ لیکن بفضلہ تعالیٰ حضرت ظہوری صاحب کو اپنے خلوص نے خوب ترقی دی۔ خدا کرے اس سے اور ترقی نصیب ہو آمین ثم آمین۔

بجاہ حبیب سید المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ابوالصالح محمد فیض احمد رضوی اویسی

بہاولپور

صداقت فکر

الحاج محمد علی ظہوری قصوری صاحب ایک سچے عاشق رسول ہیں یہی وجہ ہے کہ جو شعر ان کے نوک قلم سے نکلتا ہے وہ مخلوق خدا کی زبانوں پر آجاتا ہے اور جو ان کی زبان سے نکلتا ہے۔ وہ دلوں میں گھر کر جاتا ہے۔ کئی بار جلسوں میں بالخصوص میلاد مصطفیٰ کانفرنس رائے ونڈ اور عالمی منہاج القرآن کانفرنس (ویمبلے ہاؤس) میں ظہوری صاحب کی سحر انگیزیوں سے مسحور ہونے کا موقع ملا ان کی نعت کے دوران ایسا محسوس ہوتا ہے کہ واقعی ظہوری صاحب سچ کہہ رہے ہیں کہ کائنات کا والی دو جہاں کا بادشاہ ہم غلاموں کے درمیان موجود ہے اور ہمیں اپنی عنایتوں سے مالا مال کر دیا ہے۔

یہ ہوا یہ فضا کہہ رہی ہے آقا تشریف لائے ہوئے ہیں

ظہوری صاحب نے محبت بھرے ترانوں کی مے اپنے لحن داؤدی کے ذریعہ جس طرح بھر بھر کر پلائی ہے۔ اس کا خماری برسوں عاشقان مصطفیٰ کے دلوں پر چھایا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے طفیل ان کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔

صاحبزادہ محمد زبیر نقشبندی

حیدر آباد سندھ



ظہوری صاحب اور فیضان مرشد

محمد منشا تابش قصوری

خطیب اسلام علامہ محمد شریف صاحب نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ قصور شہر میں اس شان سے جلوہ فگن ہوئے کہ اکناف و اطراف ان کے نورانی خطابات سے مسحور ہو گئے، انہی دنوں سلطان المناظرین مولانا محمد عمر صاحب اچھروی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا قصور میں طوطی بول رہا تھا۔ شرکی جملہ مساجد کا اجتماع ایک طرف اور ان دو عظیم خطیبوں کا اجتماع ایک طرف۔ ہر شب کسی نہ کسی مسجد میں علامہ نوری صاحب کا خطاب ہوتا، حد نگاہ تک عاشقان مصطفیٰ کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا دکھائی دیتا۔

علامہ نوری صاحب کی تقریر سے پہلے زینت القراء الحاج قاری غلام رسول صاحب مدظلہ کی روح پرور تلاوت قرآن کریم اور پھر میرے ممدوح جناب محمد علی صاحب ظہوری مدظلہ کی نرم و نازک اور پرسوز آواز میں نعت، سامعین پر عجیب کیف طاری کر جاتی اور ابھی ظہوری صاحب کے ترنم کا مدوجزر ٹوٹنے نہ پاتا تھا کہ علامہ محمد شریف نوری علیہ رحمۃ عشق و محبت سے بھرپور خطاب سے سامعین پر عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سکے بٹھانے شروع کر دیتے بقول رضا۔

ملک خن کی شاہی تجھ کو رضا مسلم

جس سمت آ گئے ہوم سکے بٹھا دیئے ہیں

قاری صاحب، ظہوری صاحب اور علامہ محمد شریف نوری صاحب ایک ایسی خوبصورت

مثلت کی حیثیت رکھتے تھے، جس کے تینوں ضلعے مساوی دکھائی دیتے تھے۔

محمد، علی

شیخ رفیق احمد سابق سپیکر پنجاب اسمبلی لاہور، ظہوری صاحب کے تعارف میں نام پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ ”یہ حسن اتفاق شاید قدرت کو بے حد پسند ہے کہ جس شخص کا نام محمد علی ہوتا ہے وہ بھی دوسروں سے ممتاز نظر آتا ہے۔ محمد علی جوہر ہو یا محمد علی جناح، محمد علی باکسر ہو یا محمد علی ظہوری اس نام کی بناوٹ ہی کچھ ایسی ہے کہ اس شخصیت میں ایک خصوصیت اور انفرادیت پیدا ہو جاتی ہے اور محمد علی ظہوری کے کلام و آواز میں یہ انفرادیت بدرجہ اتم موجود ہے۔

احمد ندیم قاسمی صاحب ظہوری صاحب سے متعلق خیالات کا اظہار کرتے ہوئے رقم فرمود ہیں۔

”ویسے تو ہم سب مسلمان اس ذات گرامی کے ثناء خواں ہیں مگر ظہوری صاحب کو ہم پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے عقیدے کو عشق میں بدل لیا ہے انہیں نعت کہنے اور نعت پڑھے کا جو کمال حاصل ہے وہ اسی عشق کی بدولت ہے کہ اس طرح دل و دماغ میں ذوق و شوق کی جگمگاتی ہوئی شمعیں لفظ لفظ پر عکس ریز ہوتی ہیں اور حرف حرف کو چمکا دیتی ہیں۔ ظہوری صاحب کو میں نے جب بھی نعت پڑھتے سنا ہے یوں محسوس کیا ہے جیسے ان کا سارا وجود صوت و صدا میں بدل گیا اور وہ مجسم غنا بن کر رہ گئے ہیں یہ کیفیت مجھے بہت کم نعت گوؤں اور نعت خوانوں کے ہاں محسوس ہوئی فرق وہی سیدھے سادے عقیدے اور بھرپور عشق کا ہے۔

حلیہ

ظہوری صاحب قد و قامت، حسن و جمال اور جسامت و حجم میں مثالی ہیں۔ نرم و نازک آواز کی طرح، محفل میں جان محفل، بڑے بڑے قد اور نیچی نگاہ کرتے ہوئے ان کی زیارت سے مستفیض ہوتے ہیں اور بیٹھے ہوئے اوپر نگاہیں لگائے محمد علی کا رخ زیبا تکتے رہتے ہیں۔ منحنی سا سراپا بدن پر نفیس ترین لباس، ٹوپی، دستی روبال، پنکا،

خوبصورت پاپوش، ہلکی پھلکی مسکراہٹ ہر ایک کے ساتھ اس کے مزاج کی بات، محفل یاران میں زعفران اور ان جملہ اشیاء کا اگر وزن کیا جائے تو ظہوری اور ان کی اشیاء کا وزن مساوی! سبحان اللہ

حضرت سعدی شیرزای رحمتہ اللہ علیہ نے اس فلسفہ کی اپنے کلام میں یوں گہ کشائی فرمائی ہے۔

اقل جبال الارض طور وانہ لاعظم و عند اللہ قدرا و منزلا
کوہ طور اگرچہ دنیا بھر کے پہاڑوں سے چھوٹا ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا رتبہ بہت بلند ہے۔

اس طرح ظہوری صاحب ظاہری طور پر دبیلے پتلے نحیف، کمزور حبشہ والے دکھائی دیتے ہیں مگر مراتب و مدارج میں کمال پر ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

عاجزی و انکساری

جناب محمد علی ظہوری جس مقام پر فائز ہیں اس بنا پر وہ کسی کو قریب تک بھی نہ آنے دیں تو دنیاوی دستور اس کی اجازت دیتا ہے، کیونکہ دنیا داروں نے اپنے آداب و سلام کے لئے کچھ قاعدے اور قوانین بنا رکھے ہیں۔ ان کی بارگاہ میں حاضری کے آئین کی بجا آوری از بس ضروری ہے، ان کے اوقات ملاقات مقرر ہیں اور پھر وقت پر بھی ملاقات میں خود سری کی کیفیت ان کے سکون کا سامان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آہستہ آہستہ چار دیواری کی زینت بن کر رہ جاتے ہیں۔ ہمسائے بھی ان کی خبر نہیں لیتے، گوشہ گنہامی میں دب جانا ہی ان کا مقدر ہوتا ہے لیکن اس کے برعکس ظہوری صاحب اخلاقیات میں نعت کی طرح خوبصورت ہیں۔ حفظ مراتب ان کا وطیرہ، ہر آنے والے سے یوں ملتے ہیں جیسے وہی سب سے قریبی راز دان ہے۔ کام و دہن سے تواضع موصوف کا معمول ہے اور پھر اپنی کیفیت کو چھپاتے نہیں برملا اعلان کرتے ہیں، جو عاجزی و انکساری کی معراج ہے۔

مرشد ظہوری

بات مرشد تک آپہنچی تو حضرت الحاج محمد علی ظہوری کے مرشد گرامی حضرت الحاج میاں ظہوری الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ خلیفہ مجاز حضرت پیر مر محمد صوبا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھرپور نعتیہ اشعار سے بھی اپنے قلب و نگاہ کی پیاس بجھاتے چلیں تاکہ یہ بات راسخ ہوتی جائے کہ ظہوری صاحب کی تربیت روحانی کس نہج پر ہوئی ہے اور حضرت میاں ظہور الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کا اظہار کتنے عمدہ طریقہ سے ظہوری صاحب کے حصہ میں آیا ہے، حضرت پیر و مرشد نے ظہوری صاحب کو روحانی و جسمانی خزانوں سے حظ وافر مرحمت فرمایا۔ حقیقتاً "ظہوری صاحب کو اگر فتانی الشیخ کہا جائے تو اس میں قطعاً مبالغہ نہیں ہو گا۔ دلیل آئندہ سطور میں موصوف کے اشعار کی صورت میں ملاحظہ کیجئے گا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ بارگاہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں یوں عرض کناں ہیں۔

سائلم دربارگاہش روئے گرد آلود خود
و ز غبار آستانش چشم خود بینا کنم
جاں فدا سازم نہ بہر طوف آں خرم خرام
سرمہ جاں خاک راہ شاہ او ادنیٰ کنم
حاجت مسکین ظہور این است یارب مستجاب
تاکہ جاں و دل فدائے خاک آں بطحا کنم

جب فرقت ستاتی ہے تو دل سے کیسی ہوک نکلتی ہے۔

خبراز جانب یارم نیامد دریا گل بہ گلزارم نیامد
بمردم از غم و درد و فراقش طیب جان بیمار نیامد
فغان از دست چرخ بے مروت ز صد یک نالہ درکارم نیامد
چرا من داشتی وقف مصائب؟ ترا ترسے ز آزارم نیامد
ظہور ہر لفظ در درود جدائی فغان وارد کہ دلدارم نیامد

اس میں شکوہ نہیں، درد دل مقصود ہے حضرت اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ

بھی اسی طرح تڑپتے نظر آتے ہیں۔

دل پہ غم نے پھر لگایا زخم کاری یارسول
آپ کی فرقت خزاں ہے نخل دل کے واسطے
اشرفی شوق زیارت سے تڑپتا ہے مدام
امام العاشقین حضرت جامی بھی تو بے حال ہو رہے ہیں۔

از خار خار عشق تو ○ در سینہ دارم خاربا
ہر دم گلگفتہ بر زخم ○ زان خاربا گلزاربا

یکبار میردہر کے بیچارہ جامی باربا

ہاں تو بات ہو رہی تھی حضرت میاں ظہور الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نعتیہ کلام کی
بارگاہ عالی وقار میں پنجابی عرض و معروض کی کیفیت بھی ملاحظہ فرمائیے۔

خداوندا جلدی لیا اوہ بہاراں
ایسہ موسم خزاں داکدوں دور ہوسی
ایسہ دوری مدینے دی جو جو اے کردی
میں قریاں جاواں مدینے دے راہ توں
آہ عشاق ایک ایک لمحہ بارگاہ محبوب میں گزارنے کے لئے تڑپتے اور بلکتے رہتے ہیں
دیکھنے والے کچھ اور تصور باندھتے ہیں۔ مگر انہیں لباس مجاز میں حقیقت دکھائی نہیں
دیتی، محب اپنا کام کئے جاتا ہے اور پھر میاں صاحب کی زبان میں پکار اٹھتا ہے۔

میرے موٹی لیا جلدی گھڑی اوہ میں نمانے تے

سوہنے روضے دی جالی نوں سینے دے نال لاون دی

میرے مولا جدوں پنچیاں میں اس دربار عالی وچہ

محبت دی فنا بخشیں نہ ہووے تاہنگ آون دی

اور جب التجا قبولت کا جامہ پہنتی ہے تو تحدیث نعمت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

ظہور ہويا فضل تیں تے بلاوا آ گیا تیتوں
 خدا دے فضل تھیں آئی گھڑی بگڑی بناون دی
 اور پھر جب سب کچھ سنور گیا تو ایک منادی بن کر ندا دیتے ہیں سنو! سنو! لوگو! سنو!
 ہر چیز تے مل دی اے سرکار محمد توں
 بگڑی ہوئی بن دی اے دربار محمد توں
 جو سنگیا خدا دتا محبوب پیارے نوں
 کدی کیتا نہیں رب نے انکار محمد توں
 دیار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بات جب سامنے آئی تو حضرت میاں صاحب
 مدینے کی گلیوں کا تصور کر کے جذب کے عالم میں گنگناتے ہیں۔

سبحان اللہ کیا شان رکھن مدنی سرکار دیاں گلیاں
 دیکھو جنت نوں بھی چچ کرن اس شاہ سوار دیاں گلیاں
 قدر ابھنل گلیاں دی پچھ جا کے صدیق بلال پیارے توں
 دو جہان انہاں تھیں وار دتے نہیں چھڑیاں یار دیاں گلیاں
 جے بخت ظہور دے ہوئے یادور پی نشہ پریم دا مستی وچہ
 پھر عشق دی ہولی کھہڈاں گا وچہ رب دے یار دیاں گلیاں
 الحاج ظہوری صاحب کے پیر و مرشد کے نورانی کلام کی چند جھلکیاں آپ نے ملاحظہ کی
 ہیں۔ جب پیر کامل کی نگاہ میں ظہوری صاحب قبولیت کی سند پاتے ہیں تو ہڈبیتی کا
 دوسرا منظر پیش کرتے ہیں۔

قدموں وچہ ڈگے بیگانے	اپنے ویکھ ہوئے دیوانے
دشمن جو بھی سامنے آیا	منہ کالا ہويا گھبرایا
ٹیاں جاگ پیاں تصویراں	بدل گیاں میریاں تقدیراں
وکھرا جگ تو ملیا ساقی	حسرت کوئی نہ رہ گئی باقی
نظراں نال پلاندا جاوے	تے لیکھ جگاندا جاوے

سب دے عیب لکاندا جاوے
 دل نوں درد اکھاں نوں رونا
 لگی توڑ بھاندا جاوے
 دھو چھڈیا مرشد نے دھونا
 مک گئی میری مجبوری
 جگ نے مینوں کہہا ظہوری

سعادت عظمیٰ

نعت کہنا، لکھنا، پڑھنا اور سننا عبادت ہے، عبادت پر صلہ و جزا کا مرتب ہونا قرآن و سنت سے ثابت ہے، عبادت اجتماعی و انفرادی حیثیت رکھتی ہے۔ فرائض و نوافل کی یہی کیفیت ہے، اکیلا بھی فرض و نفل ادا کر سکتا ہے اور جماعت کی سعادت بھی حاصل کی جا سکتی ہے، شرعاً ہر صورت جائز و درست ہے، مگر نعت ایک ایسی مستحب عبادت ہے کہ انفرادی طور پر گنگناتے رہنے کے ساتھ ساتھ اجتماعی سطح پر بھی فیض یاب ہوا جاتا ہے۔ عملاً اس کی بنیاد ممدوح کائنات فخر موجودات حضرت رسالت ماب جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رکھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں بکثرت نعت کہنے کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ سننے کی نعمت تو ہر صحابی کو میسر تھی وہ کیسا منظر ہو گا جب حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت ماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حضور پر نور کی موجودگی میں آپ کے ارشاد پر ممبر فلک معنبر پر جلوہ افروز ہو کر گویا ہوں گے۔

مَا اَنْ مَدَحْتَ مُحَمَّدًا بِمَا لَتِي

وَلَكِنْ مَدَحْتَ مَقْلَتِي بِحَمْدِ

میں اپنے اشعار سے حضور کی مدح نہیں کرتا بلکہ حضور کی وجہ سے میرے اشعار کی تعریف ہوتی ہے۔

سبحان اللہ!

مکرم جناب ظہوری صاحب کس خوبصورت انداز میں حضرت حسانؓ کے اس مقبول کلام کا ترجمہ اپنے شعر میں کرتے ہیں۔

ظہوری تیرے توں ظاہر ایہدا اپناتے کچھ بھی نہیں
 زباں میری بیاں تیرا ترے اظہار دی خاطر

قاسم خزان خدانندی کی بارگاہ سے حضرت حسان انعام و اکرام سے نوازے جاتے ہیں اور صحابہ کرام میں پہلا انعام نعت خوان صحابی کو عطا فرمایا جاتا ہے، میری نگاہ سے ابھی تک کوئی ایسی روایت نہیں گزری جس سے یہ پتہ چلے کہ کسی مقرر صحابی کو اس تقریر پر ظاہراً "انعام سے نوازا گیا ہو۔ سب سے بڑا انعام صاحب نعت حضرت رسالت ماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے بہرہ ور ہونا ہے۔ یہ وہ انعام ہے کہ کائنات کی ساری دولت بھی ہیچ ہے۔ حضرت امام بوصیری، جامی امام یوسف النہیلی، حضرت خواجہ دائم الحضور، مولانا احمد رضا بریلوی، مولانا ضیاء القادری بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ ایسی بلند و بالا شخصیات نے نعت کے صلہ میں ہی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا کی زیارت عظمیٰ کی دولت سمیٹی، جب اس سلسلہ میں ظہوری کے بارے میں پتہ چلتا ہے تو انعام کی صورت اس خوش بخت نعت خواں کے حصہ میں آچکی ہے بلکہ ان کے باعث دوسرے بھی زیارت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نوازے گئے۔

خلاصہ مکتوب

محترم المقام الحاج جناب صوفی نواب الدین صاحب چشتی گولڑوی مدظلہ کسی ملاقات میں اپنا خاص خواب بیان کر چکے تھے، جناب مکرم نشاط احمد صاحب ساقی نے ظہوری صاحب سے متعلق کتاب شائع کرنے کے لئے پاکستان میں اہل قلم سے رابطہ کی مہم شروع کی۔ اس سلسلہ میں موصوف کے متعدد خطوط راقم السطور کے نام بھی آئے، وعدہ کیا کہ ظہوری صاحب کے بارے اپنے تاثرات ارسال کروں گا مگر عدیم الفرستی نے گھیرے رکھا۔ مگر ساقی صاحب کا گھیراؤ بھی جاری رہا۔ یہاں تک کہ یہ مضمون تیار ہوا۔ ساقی صاحب کے خطوط نے مجھے مجبور کیا تو مکرم جناب الحاج صوفی نواب دین صاحب چشتی گولڑوی کو خط لکھا کہ اپنا وہ خواب تحریر فرمادیں جس میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے ہیں۔ موصوف نے میری گزارش پر خط تحریر فرمایا جس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

بیس سال قبل کا واقعہ ہے مجلس حسان پاکستان کے زیر اہتمام جامع مسجد چونیوں

میں محفل نعت کا انعقاد تھا۔ ظہوری صاحب کے متعدد شاگردوں نے خصوصیت سے حصہ لیا۔ اکثر و بیشتر حضرات نے ظہوری صاحب کا کلام پڑھا، گا ہے گا ہے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار بھی سنائی دیتے رہے۔

صلوٰۃ و سلام اور دعا کے بعد بندہ نے جناب ظہوری صاحب سے تنقیداً کہا یہ مجلس حسان تھی؟ یا بزم ظہوری؟ کیونکہ اس میں تو زیادہ تر آپ ہی کا کلام پڑھا گیا؟ اس سے بہتر تو یہ تھا کہ آپ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کلام کا ترجمہ کر کے نعت خوان حضرات سے پڑھایا کریں۔ بات یہاں پر ختم ہوئی۔

رات خواب میں دیکھا ایک خوشنما باغیچہ ہے جس میں رنگ برنگے قلمیے روشن ہیں اس میں بھی نعت خوان حضرات شامل ہیں۔ میں بھی نعت خوانوں کی صف میں ہوں اور جناب محمد علی ظہوری کے پیچھے پیچھے قیام کی حالت میں دست بستہ بڑے ذوق و شوق سے جھوم جھوم کر نعت خوانی کر رہے ہیں۔ اسی اثناء میں جناب رسالت ماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور ہمیں اس کیفیت میں دیکھ کر بہت خوشی سے فرماتے ہیں نعتیں پڑھتے جاؤ! یہاں تک کہ صبح کی ازاں ہو جاتی ہے اور بندہ خواب سے بیدار ہوتا ہے۔

اس خواب حسین کے بعد بندہ ناچیز کو جناب ظہوری صاحب سے بے حد عقیدت ہو گئی اس لئے کہ ظہوری صاحب کے طفیل جناب رسالت ماب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین مرتبہ زیارت نصیب ہوئی۔ اب جب میرے بچے ظہوری صاحب کا کلام پڑھتے ہیں تو میری وہی کیفیت ہو جاتی ہے اور وہی پر کیف و پر سرور منظر یاد آ جاتا ہے جس سے بندہ محظوظ ہوا۔ ظہوری صاحب کے لئے بے ساختہ دل کی گہرائیوں سے دعائیں نکلتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ موصوف کی زندگی میں برکت فرمائے اور نعتیں پڑھتے پڑھاتے رہیں۔ حتیٰ کہ آنکھیں کھلیں تو یہ اعلان ہو رہا ہو۔

جنت چہ مزا آئے سرکار بے فرماون ○ لے آؤ ظہوری نون اک نعت سنا جائے

۲۶ مارچ ۱۹۸۰ خلاصہ مکتوب الحاج صوفی نواب الدین صاحب

رضا اور ظہوری کی فکری مماثلت

تحریر :- محمد اسلم سعیدی

جنرل سیکرٹری انجمن طلباء اسلام خانیوال

نعت گوئی ایک مقدس مگر مشکل فن ہے۔ اس کی گہرائیوں اور باریکیوں سے عمدہ برآ ہونے کے لئے بڑے محتاط فکر و تخیل کی ضرورت ہے۔ فخر موجودات، آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت گوئی بچوں کا کھیل نہیں اور نہ ہی یہ قافیہ پیمائی اور الفاظ و بیان کے جادو جگانے کا نام ہے۔ یہاں سچ و تاب رازی کی بجائے سوز و ساز رومی کی ضرورت ہے۔ نعت گوئی میں حقیقت جذبات کی یہ پہلی شرط ہے کہ شاعر کے دل میں محبت رسول کا چراغ جگمگا رہا ہو۔ اس معیار پر محمد علی ظہوری اس قدر پورا اترتے ہیں کہ وہ اس عشق اور محبت کو عبادت کے مدار میں لے آئے ہیں۔

درحقیقت نماز ہے ان کی

عشق جن کا امام ہوتا ہے

قومی اور عالمی سطح پر ہمارا عہد ایک منفی صورتحال سے دوچار ہے۔ ظلم، ناانصافی، جہالت، جنگ اور قتل و غارت کے دل خراش مناظر نے آج کے امن پسند انسان کو ایک شدید اضطراب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ وہ ان دکھوں سے رہائی چاہتا ہے مگر اسے راستہ نہیں ملتا۔ ظہوری کے نزدیک ان تمام حادثات زمانہ کو مٹانے اور بھلانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آج کا پریشان حال انسان اپنی زندگی کو نظام مصطفیٰ کا عملی نمونہ بنالے اور در رسول کو اپنی آنکھوں میں بسائے رکھے۔

خیر الوریٰ کا در ہے نگاہوں کے روبرو

بھولے ہوئے ہیں مجھ کو زمانے کے حادثات

سلاست، سادگی اور بے ساختگی ظہوری کے کلام کی بنیادی خصوصیات ہیں۔ ان کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری

سے بہت متاثر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری میں امام احمد رضا کی بے مثال شاعری کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔

اے خار طیبہ دیکھو کہ دامن نہ بھیگ جائے
 یوں دل میں آگے دیدہ تر کو خبر نہ ہو
 زخم خیال یار ہی دل کا علاج ہے
 مانگو یہی دعا کہ دعا میں اثر نہ ہو
 جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
 تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا
 چھوڑ آیا ظہوری میں دل و جان مدینے میں
 اب جینا یہاں مجھ کو دشوار نظر آئے!

یہ اشعار پڑھنے کے بعد ایک نعت گو شاعر کی حیثیت سے محمد علی ظہوری کے مقام کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے والہانہ عشق انہیں عظیم سے عظیم تر بناتا چلا جاتا ہے۔ بقول احمد ندیم قاسمی کہ ”ظہوری صاحب کو ہم پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے عقیدے کو عشق میں بدل لیا ہے۔ انہیں نعت کہنے کا جو کمال حاصل ہے وہ اسی عشق کی بدولت ہے کہ اس طرح دل و دماغ میں ذوق و شوق کی جگمگاتی ہوئی شمعیں لفظ لفظ پر عکس ریز ہوتی ہیں اور حرف حرف کو چمکا دیتی ہیں۔“

محمد علی ظہوری کے نزدیک ہمارے تمام عصری مسائل کا حل غلامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پوشیدہ ہے اور اس جذبے کے بغیر زندگی فضول ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو انسان دربار مصطفیٰ میں بک جاتا ہے دنیا کا کوئی قارون اسے نہیں خرید سکتا اور ظہوری بھی اسی حقیقت کا دعویٰ دار ہے۔

تاج شاہاں تری نعلین مدینے والے
 آج جبکہ عبادتیں بیچ دینے والے شیخ حرم سے لے کر بدعہد سیاستدان تک کے

منفی رویوں اور بھیانک کردار کے باعث ہمارا معاشرہ نفرتوں اور لسانی تعصبات کے ایک دہکتے ہوئے جہنم کا الٹا منظر پیش کر رہا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم سچے عاشق رسول اور منفرد نعت گو شاعر محمد علی ظہوری کی فکر کے چراغ اپنے قلوب میں فروزاں کریں تاکہ آتشکدہ انتشار بجھا کر، شخصیت پرستی کے محلات ڈھا کر اور تعصبات کے سارے بت گرا کر ہر طرف رحمت اللعالمین انقلاب برپا کر دیا جائے۔ ہمارے تمام دکھوں کا مذاوا ہے۔ بلاشبہ محبت رسول مومن کی سب سے بڑی قوت ہے اور محمد علی ظہوری کا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی ولولہ انگیز نعتیہ شاعری کے ذریعے اس قوت کا شعور عوام کو ایسے حالات میں دیا ہے جب اسلام دشمن عناصر دین متین کے خلاف مذموم سازشیں کرنے میں مصروف ہیں۔ ظہوری کے کلام کو قوالوں کے سپرد کرنے کی بجائے اگر ہم نے عملی سطح پر اپنا لیا تو ہم ایک انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ ایک ایسا انقلاب جو نفرت، منافقت اور ابن الوقتی کا خاتمہ کرتا ہے اور امن و انصاف کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

کلام ظہوری آیات قرآن کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید چشتی
فیصل آباد

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

کتنی قومیں وجود میں ہیں
دہر میں خشک وتر کے رشتے سے
ہم نے بنیاد دوستی رکھی
یاد خیر البشر کے رشتے سے
انجم

کچھ سالوں کی بات ہے۔ جناب محمد علی ظہوری صاحب کی زبانی مگر بذریعہ شیپ ریکارڈ ”جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے“ سننے کا اتفاق ہوا۔ ایک اچھوتا کیف نصیب ہوا جو آج تک قائم ہے۔ الفاظ کا بہاؤ ایسا کہ سننے والا چشم زدن میں حضور کے اعلیٰ ترین مقام پر پہنچ جائے۔

مگر عجز و انکسار

کہاں یہ حضور کہاں میں ظہوری

میں ادنے سے ادنے وہ اعلیٰ سے اعلیٰ

اس کے بعد نعت خواں حضرات سے جتہ جتہ آپ کا کلام میسر آتا رہا اور اپنا سکہ جماتا گیا۔ مگر جو چاہنی ”وہ کہاں میں کہاں“ میں دیکھنے میں آئی وہ کچھ انہی کا حصہ ہے۔ چھوٹے چھوٹے جملوں میں یوں گویا ہوتے ہیں۔

ان گنت خوبیاں ○ میری قاصر زباں

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر

ان کا رتبہ ہے کیا خود ہی جانے خدا

نہ کہتے ہوئے بھی خدا معلوم کیا کچھ کہہ جاتے ہیں۔

وہ جو جانتے ہیں بتلاتے ہیں کہ نعت کہنا، سننا سنانا لکھنا چھپانا یا محافل میلاد کا انعقاد کرنا کسی کا اپنا کمال نہیں کیونکہ ذوق و شوق عطا کرنا اس ذات باری کے کرم خاص پر مبنی ہے، جس کے قبضہ قدرت میں مومنوں کے قلوب و اذہان ہیں۔

واعلموا ان اللہ بحول بین المرء وقلبه وقلبه وقلبه تحشرون (الانفال: 24)

بقول جناب قمرالدین انجم اس خطا کار کے لئے تو

یہ شرف بڑا شرف ہے

میرا رخ تیری طرف ہے

ہی بہت بڑا اعزاز ہے۔

نیز نبی مکرم و معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بلند کر ہی رکھا ہے۔

ورفعنا لک ذکرک (الانشراح: 4)

اس لئے نہایت محترم اور بڑے مکرم ہیں وہ لوگ جو مشیت ایزدی کے ظاہری اسباب بنا لئے جاتے ہیں ان کا چناؤ ہی ان کے مقبول بارگاہ ہونے کا بین ثبوت ہے۔

مقدر کو مرے بخشی گئی رحمت کی تابانی

مرے حصے میں آئی ہے محمدؐ کی ثنا خوانی

خدا کرے ظہوری صاحب کی طرح ہم سب کا سرمایہ حیات بھی ذکر حبیب صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو جائے۔ کیونکہ ان کے بقول

فکر عقبی سے نہ ہوگا وہ پریشان کبھی

یاد سرکار کا جس دل میں بسیرا ہوگا

میرا خیال ہے کہ بہت سے صاحب حال حضرات نے اس مجموعہ نعت پر اظہار

خیال کیا ہوگا۔ یہ بابرکت کام ایسے قابل قدر اصحاب ہی کو زیب دیتا ہے۔ راقم

الحروف کے لئے تو اس رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مداحوں کا مداح ہونا ہی

باعث صد افتخار اور باعث نجات ہے۔

بجز رحمت نہیں کوئی سہارا یا رسول اللہ
کرم کی بھیک پہ میرا گزارا یا رسول اللہ
دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم دراصل دین محبت ہے کیونکہ

والذین آمنوا شد حباً للہ (البقرہ: 165)

اللہ تعالیٰ سے شدید محبت تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے ارفع و
اعلیٰ اہل ایمان کی شان ہے جو سب کے سب ستاروں کی مانند ہیں اور جن کی اقتدا پر
ہماری ہدایت کا دار و مدار ہے۔

اگر عقیدت ادب کا پیش خیمہ ہوتی ہے تو ادب کا اظہار خدمت کی صورت
اختیار کر جاتا ہے جس سے محبت جنم لیتی ہے جو اتباع کو نہ صرف سہل بلکہ پر کیف بھی
بنا دیتی ہے۔ درجے کا فرق تو ممکن ہے لیکن یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ محبت تو ہو مگر طور
اطوار میں مشابہت حتیٰ کہ مماثلت نہ ہو۔

قل ان کنتم تعبون اللہ فاتبعونی بحبیبکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم ط واللہ غفور
الرحیم (آل عمران: 31)

اسی لئے اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر بندے کا اپنے
رب سے محبت کا دعویٰ ہی عبث۔ برعکس اس کے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم
اسے اپنے مالک و خالق کا محبوب بنا دیتی ہے بات میرے تیرے سے ہٹ کر

من بطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء: 80)

تک جا پہنچتی ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے محرک بھی ہے اور تحریک بھی۔ لہذا یہ
مقدس جذبہ نہ صرف اسلام کی علت بلکہ اس کی غرض و غایت بھی ہے۔
اس ضمن میں چند ارشادات نبوی بھی ملاحظہ ہوں۔
مگر یاد رہے کہ

وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی علمہ شدید القوی ذومرہ ط (النجم: 3 تا 6)

ان کے منہ سے جو بھی نکلا وہ ہے فرمان خدا
میں اسے قرآن سمجھوں یا کلام مصطفیٰ

- 1- تم مومن نہیں بن سکتے جب تک تم میں باہمی محبت نہ ہو۔
 - 2- ایمان کی تکمیل نہیں ہو پاتی جب تک مسلمان کے دل میں اپنے ماں باپ
اولاد بلکہ ہر شے سے زیادہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے محبت نہ ہو۔
 - 3- تم اس کے ساتھ ہو گے جس سے تمہیں محبت ہوگی۔
 - 4- جو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔
- براہ کرم نوٹ فرمائیں کہ مندرجہ بالا حدیثوں کا صرف متعلقہ حصہ میں نے اپنے
الفاظ میں نقل کیا ہے۔

مجھے ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے کہ ایسی شدید محبت یا عشق میں کیا قباحت
ہوگی جو شرط ایمان ٹھہری اور جس کے نتیجہ میں معیت بالرسول فی الجنت جیسی نعمت
عظمیٰ ملے۔

مومن از عشق است، عشق از مومن است

عشق را ناممکن ما، ممکن است

لہذا جو تحریک مجھے اس جذبہ خواص کی طرف رغبت دلائے بشرطیکہ خلاف شرع
نہ ہو۔ وہ میرے لئے عبادت سے کم نہیں۔ رہا مقصود تو وہ اتباع ہی سے حاصل ہوگا۔
ظہوری گویا ہیں۔

عاشقان مصطفیٰ ہر دور میں ہر موڑ پر

آپ کے نقش قدم کی جستجو کرتے رہے

یہی جذبہ طیب جب اہل ایمان کے اندر رس بس جاتا ہے تو ذکر حبیب، نعت
رسول اور درود و سلام جیسے مقبول ترین اذکار و افکار کا روپ دھار لیتا ہے جو مردہ
دلوں کو جلا بخشنے میں اکسیر سے کم نہیں۔

ملاحظہ ہو ظہوری صاحب نے حمد باری تعالیٰ میں نعت رسول کو کس قرینے سے

سجایا۔ لیکن ہے یہ بھی شانِ محبوبیت

ترا محبوب پیغمبر تری خلوت سے واقف ہے

کہ سب نبیوں میں تنها ہے وہی اک رازداں تیرا

محب کا اپنے محبوب کی توصیف میں رطب اللسان ہونا تو محبت کا ایک ادنیٰ کرشمہ

ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے پیاروں کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ

بالعموم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک بالخصوص اس شد و مد سے اور بار بار

فرمایا کہ ظہوری صاحب کو نعت رسولؐ کی عظمت کا نہایت معتبر جواز میسر آگیا۔ فرماتے

ہیں۔

مدحت محبوب میں آیاتِ قرآن کا نزول

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو عظمت نعت رسول

وہ نعت گو حضرات بازی لے جاتے ہیں جو ان الہامی الفاظ کو نگینوں کی طرح اپنے

زیور نعت میں جڑ لیتے ہیں نہ بے ادبی کا جھگڑا نہ حفظ مراتب کا ڈر۔ ایسی ہی چند

آیات کو ایک قطعے میں یکجا کر کے شیخ سعدی نے وہ لاثانی اور لافانی گلدستہ پیش کیا کہ

زبان گنگ اور عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمہ

حسنت جمیع خصالہ صلوٰ علیہ وآلہ

اور اسے جو پذیرائی یہاں اور وہاں نصیب ہوئی اس سے بھی آپ بخوبی واقف

ہیں۔ ہر خوشنویس اسے لکھنے کا خاص اہتمام کرتا ہے۔ ہر نعت گو اسے اپنے کلام میں

سمونے کی سعی کرتا ہے اور ہر قوال اس میں گرہیں لگانے کا خواہاں ہے حد تو یہ ہے

کہ مسجدوں تک کو اس سے مزین کیا جاتا ہے۔ ایسی ہی آمیزش کا ایک اور نمونہ پیش

خدمت ہے۔

یا صاحب الجمال ویا سید البشر
 لا یمكن الشناء كما کان حقہ
 من وجہک المنیر لقد نور القمر
 بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر
 مسلمان ہونا ہی شرط نہیں۔ ہر صاحب علم و دانش بلکہ میں تو کوونگا ہر صاحب دل
 نے اس مبارک موضوع پر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق طبع آزمائی کرنے کو باعث
 سعادت جانا۔ غیر مسلموں کی نعتوں پر مبنی ایک مجموعہ نعت سے ایک شعر ملاحظہ ہو۔

میں ہندو ہوں مگر ایمان رکھتا ہوں محمدؐ پر
 کوئی اندازہ تو دیکھے میری کافر ادائیگی کا
 چند پرکاش
 یوں لگتا ہے جیسے اس فخر انسانیت پر کلمائے عقیدت نچھاور کرنے کو ہر شخص
 بے تاب ہے مگر۔

محبوب کی مدحت میں ہے تاب سخن کس کو
 سب اہل سخن میں نے حیرت میں گڑے دیکھے
 حافظ محمد افضل فقیر صاحب کا فیصلہ مبنی برحق لگتا ہے

تا حشر نہ لکھ سکے گا شاعر۔ وہ ثنا
 جو ختم الرسل کی شان کے شایان ہو

کیونکہ مقام مصطفیٰ انسانی عقل و فہم سے مادرا ہے۔ دراصل علم سراپا حجاب مگر
 عشق والوں کا معاملہ وہی جانیں۔ ان کے نوک قلم نے وہ وہ شاہکار پیدا کئے کہ
 شاعروں کے اس لامتناہی سمندر میں یہ لوگ بالکل جدا نظر آنے لگے۔ وجہ امتیاز چاہے
 کچھ بھی ہو مگر ایک بات مسلم ہے کہ وہ جسے چاہیں شرف مقبولیت بخش دیں۔ آپ
 ان اشعار سے واقف سہی مگر جی انہیں بار بار پڑھنے اور سننے کو کرتا ہے۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے

غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا

وہی قرآن وہی فرقاں وہی ہمس وہی طہ

کتنی خوبصورت بندش ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ پد بیضا داری
 آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنها داری
 ابوالاثر حفیظ جالندھری کہاں کم ہیں۔

زباں پر اے خدا صل علیٰ یہ کس کا نام آیا
 کہ جبریل امین میرے لئے لے کر سلام آیا
 جناب قمر الدین انجم دعا گو ہیں۔

سوز بلائ و بوذر و سلمان ہمیں بھی دو
 دوا شک اپنی شان کے شایان ہمیں بھی دو
 کیا جامعیت کا حامل ہے علامہ اقبال کا یہ شعر

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
 گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب
 ظہوری صاحب طریقت اور شریعت کی یوں وضاحت فرماتے ہیں۔
 ہے طریقت در حقیقت جستجو سرکار کی
 اور شریعت ان کے نقش پا پہ مٹ جانے کا نام

معراج النبیؐ جہاں نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ارفع و اعلیٰ مقام کا مظہر
 ہے وہاں اہل دانش اور اہل بینش حضرات کے درمیاں وجہ نزاع بھی ہے۔ ظہوری کا
 انداز بیان ملاحظہ ہو۔

دیکھے تو کوئی عظمت و توقیر بشر کی
 اللہ کے مہمان ہیں سرکار دو عالم

جو آپؐ کو الصادق اور الامین جانتے تھے ان کے لئے تو ”کون کہہ رہا ہے“ سے
 زیادہ پوچھنا لامعنی تھا۔ میرے ایمان و ایقان کا تقاضا بھی یہی تھا کہ میں اس عظیم واقعہ
 کے ہر ہر جز کی جیسا کہ قرآن و حدیث میں بیان کیا گیا ہے دل و جان سے تصدیق کرتا
 کیونکہ

کی اس موسلا دھار بارش سے علیحدگی بھی اتنی ہی دشوار ہونا چاہیے۔

دل تڑپ جائے گا اسے زائرِ بطحے تیرا

ظہوری تیری جس وقت مدینے سے جدائی ہوگی

وما لوسلک الا رحمتہ العلیمن

زمان و مکان کی قید تو نہیں لیکن

رحمت نے بڑھ کے ان کو گلے سے لگالیا

ظہوری جس کو مرے حضور نے در پر بلالیا

جیسا بھی ہے جب ہمارا درود فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

اقدم میں پیش کرتے ہیں تو لامحالہ ہم ان کی نگاہ میں آتے ہیں۔ ایمان اور عمل کی

نفی مقصود نہیں مگر جناب قمر الدین صاحب انجم کا قطعہ کتنا امید افزا مگر مبنی بر حقیقت ہے۔

نہ مٹا پائے گی ہمیں دنیا

ایسی مضبوط تر پناہ میں ہیں

وہ ہماری نگاہ میں نہ سہی

ہم تو سرکار کی نگاہ میں ہیں

جناب حافظ لدھیانوی صاحب تو کسی مخمضے میں نہیں۔ قائدہ کلیہ بیان فرماتے ہیں۔

بھیجو درود سید خیر الانام پر

وجہ نزول رحمت یزداں ہے ان کی یاد حافظ لدھیانوی

درود شریف ایسا ذکر ہے جس کا نام مقبول ہونا بعید از امکان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ

اور اس کے فرشتے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں خواص کی

طرح ظہوری صاحب کا کہنا ہے۔

درود جس نے پڑھا ہے وفور الفت سے

وہ جیسے سرور عالم سے ہمکلام ہوا

بلکہ شروع اور آخر میں پڑھا گیا درود شریف تو دعا کی قبولیت کا ضامن ہے۔ آپ ہی کا نسخہ کیمیا بھی ملاحظہ ہو۔

آبرو سے جیسے آبرو سے مرے

فکر عقبے ظہوری بھلا کیوں کرے

کوئی غم کیسے نزدیک آئے بھلا

جب وظیفہ ہمارا تیرا نام ہے

جناب ظہوری صاحب کے اس شعر پر اپنی معروضات ختم کرتا ہوں۔

ظہوری زندگی میں جب کبھی مشکل پڑی مجھ کو

بجز حب نبیؐ کوئی نہ جذبہ اور کام آیا

جب بھی کوئی اہم مشکل کام درپیش ہوتا اکابرین سلف کی طرح خواجہ دلنواز

حضرت خواجہ خان محمد صاحب تونسوی کا یہ دستور تھا کہ محفل میلاد کا انعقاد کرتے۔

آپ کما کرتے تھے کہ شامل ہونے والوں کی تعداد یا خرچ اس کے ثمرات پر اثر انداز

نہیں ہوتے کیونکہ خلوص نیت سے سادہ پانی سے روزہ افطار کروانے والا بھی اتنے ہی

اجر و ثواب کا مستحق ہے جتنا کہ ایک پر تکلف خوان پیش کرنے والا مگر ادب و محبت

طہارت و نفاست، حلال و طیب، شرب و طعام اور سب سے بڑھ کر غرباء کی شمولیت

ایسی محافل کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خالصتاً اپنی رضا کی خاطر ایسی

محافظ کے انعقاد اور ان میں شمولیت کی توفیق دے۔ آمین

دو جہاں میں حکومت ہے ان کی جو بھی ہے وہ حبیب خدا کا

چاہتے ہو رضا گر خدا کی ذکر کرتے رہو مصطفیٰ کا اور

سلام اس پر کہ جس کے ذکر سے سیری نہیں ہوتی

سلام اس پر کہ جس کی بزم میں قسمت نہیں سوتی

عظمت جاودانی

مجھے یہ پڑھ کر از حد مسرت ہوئی کہ مجلس حسان پاکستان (خانیوال) پاکستان کے عظیم نعت گو شاعر جناب محمد علی صاحب ظہوری مدظلہ کی شخصیت اور فن کے بارے میں ایک کتاب شائع کر رہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جناب ظہوری نے عمر عزیز کا اکثر و بیشتر حصہ حضور پر نور یوم النشور معطی البہاء و السنور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کے لئے وقف کر کے جو عظمت جاودانی حاصل کی ہے، اس کے سامنے دنیائے فانی کے تحت و تاج، مال و منال اور جاہ و جلال کی کوئی حیثیت و وقعت نہیں۔ انہوں نے نعت لکھی تو خوب لکھی، پڑھی تو خوب پڑھی اور پھیلائی تو شاید اپنے دور میں خوبترین انداز میں پھیلائی میں نے ایک جگہ عرض کیا ہے

نبی کی نعت سوچیں، نعت لکھیں، نعت پھیلائیں
جو سچ پوچھو تو اک اک مرحلہ جنت ہی جنت ہے

کہنے کو تو یہ شعر راقم الحروف کا ہے مگر اس میں گویا ظہوری صاحب کی داستان حیات ہی سمٹ آئی ہے۔

جناب ظہوری نے ان تینوں مرحلوں کو جس خوش اسلوبی سے نبھایا ہے، اس کی مثال دور حاضر میں کمیاب ہے۔ انہوں نے نعت لکھ کر اردو اور پنجابی شاعری کے تقدس ماب پہلوؤں میں حسین اضافے کئے، نعت پڑھ کر اہل دل کے دل موہ لئے اور اہل نظر کے منظور نظر بن گئے، نعت پھیلانے کی طرف رخ کیا تو بہترین نعت خوانوں کی ایک فوج ظفر موج تیار کر دی۔ ایسی فوج جو نعت کے محاذ پر علاقوں پر علاقے فتح

کئے جا رہی ہے اور وطن عزیز کے طول و عرض میں میدان پر میدان مار رہی ہے۔ (نیز مجلس حسان پاکستان قائم کر کے اشاعت نعت کے پروگرام کو زیادہ منظم کر دیا) مجھے ظہوری صاحب دام فیضہ کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل نہیں ہوا اور نہ ہی ان کے شعر و سخن کے مختلف زاویوں کو بنگاہ غائر دیکھنے کا وقت ملا ہے تاہم کہیں کہیں کسی نہ کسی سٹیج پر ان سے کچھ سننے کی سعادت ضرور ملتی رہتی ہے۔ چند سال کی بات ہے جڑانوالہ میں ایک عظیم محفل میلاد منعقد ہوئی جس کی مسند صدارت کی زینت سیدی و سندی، مرشدی و مولائی، قطب دوراں، غوث زماں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الحاج پیر سید علی حسین شاہ صاحب نقش لاٹھانی قدس سرہ تھے۔ اس میں جناب ظہوری صاحب بھی مدعو تھے اور جناب اعظم چشتی صاحب بھی۔ پہلے جناب چشتی صاحب کو سٹیج پر دعوت نعت ملی، انہوں نے بھی خاصا محظوظ کیا، پھر قبلہ ظہوری صاحب کا نام پکارا گیا۔ انہوں نے اٹھتے ہی بڑے خلوص بھرے لہجے میں فرمایا ”میں نے ہمیشہ جناب محمد اعظم چشتی کو اپنا بڑا بھائی سمجھا ہے، سمجھتا ہوں اور آئندہ سمجھوں گا۔ حیرت ہے کہ انہیں گویا مسلمہ عظمت کے باوجود مجھ سے پہلے وقت دیا گیا۔ ظہوری صاحب کا یہ نیاز مندانہ انداز میرے آقا و مولا حضور صاحب صدر علیہ الرحمۃ کو بھی بہت پسند آیا۔ بہر حال آپ نے نعت پڑھی اور سامعین کو مسحور کر کے رکھ دیا۔ شاید اس انکسار و پسند کا بھی اثر تھا کہ بت چمکے (اور میری دعا ہے کہ چمکتے ہی رہیں)

ظہوری صاحب مدظلہ کی جس فوج کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے، اس میں قاری زبید رسول صاحب ہارون آبادی ایک سالار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میں نے انہیں اپنے حضور قبلہ عالم قدس سرہ (جن کا ذکر خیر اوپر بھی آچکا ہے۔ کے زیر سایہ سب سے پہلے چورہ شریف کی مقدس سرزمین پر خواجہ خواجگان، مخدوم العارفین، سلطان الواصلین حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب، چوراہی قدس سرہ العزیز کے سالانہ عرس مبارک میں دیکھا تھا جس کا اہتمام عارف معارف حقیقت آفتاب چورہ شریف حضرت پیر آفتاب احمد صاحب (سجادہ نشین) دامت برکاتہم القدسیہ نے فرمایا تھا۔ (ظہوری صاحب اور قاری صاحب کی یہ بڑی خوش قسمتی ہے کہ حضرت آفتاب انہیں دل و

جان سے چاہتے ہیں)۔ اس ملاقات کے بعد قاری صاحب شمال مغربی پنجاب کے سب سے بڑے عرس یعنی عرس شہنشاہ لاثانی و قدس سرہ النورانی مورخہ ۲ اکتوبر منعقدہ دربار شاہ لاثانی علی پوری سیداں شریف میں بھی ہر سال حاضری دینے لگے۔ علاوہ ازیں، خود میرے ہاں بھی سیالکوٹ ہمیشہ ۱۰ ربیع الاول شریف کو تشریف لاتے ہیں۔ میں نے قاری صاحب کو ہمیشہ اپنے استاد (ظہوری صاحب) کا ذکر نہایت ادب و عقیدت سے کرتے دیکھا ہے۔ یقیناً درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور قاری صاحب ثمر نورس ہیں اس شجر سدا بہار کے جس کا نام ظہوری ہے، پھر ظہوری کی عظمت میں کسے شک ہو۔

بہر حال مجلس حسان خانیوال کو اس کے حالیہ اقدام پر میں تمہ دل سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعاگو ہوں کہ جناب ظہوری کا فیض روز بروز اضافہ پذیر اور ملک گیر ہو۔ آمین بجاہ سید المرسلین طہ و پسین علیہ الصلوٰۃ و التسلیم

پروفیسر محمد حسین آسی

ایم۔ اے اسلامیات، ایم۔ اے اردو سیالکوٹ

محبوب عمل

محمد علی ظہوری قصوری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ ان کی پہچان ہی سنت الہیہ یعنی محبوب رب العالمین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کی ثناء خوانی پر عمل ہے۔

ظہوری صاحب کا شغل ملائکہ کی سنت پر عمل ہے۔ آپ محبوب رب العالمین علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کے بھی محبوب ہیں اور بلا شک و دفعنا لک ذکوک کا فرمان سنانے والی ذات اقدس کے محبوب بھی ہیں۔

محمد علی ظہوری صاحب کو متعدد بار المدینہ المنورہ میں قطب مدینہ حضرت مولانا ضیاء الدین قادری المدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس اور حلقہ عاشقان رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و بارک و سلم میں سننے کا اتفاق ہوا۔ ناچیز کے ہاں بھی متعدد بار تشریف لائے۔ نعت شریف لکھنے اور پڑھنے میں ان کا خاص انداز پایا۔ اکثر محافل میں عجیب کیفیات محسوس کیں اور اکثر ظہوری صاحب پر بھی عجیب رقت کا مشاہدہ ہوا۔

ناچیز دعا گو ہے اللہ کریم جل شانہ صدقہ حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم یہ عظیم سعادت ظہوری صاحب کی قیامت تک نسلوں کے نصیب میں کرے اور عشق مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیم کے اس عظیم فیض سے مخلوق خدا جل شانہ فیض یاب ہوتی رہے۔ آمین ثم آمین!

ڈاکٹر محمد عاشق الفیضوی القادری المدنی

قبولیت عام

الحاج محمد علی ظہوری قصوری صرف مقبول عام نعت خواں خوش الحان ہی نہیں بلکہ خود بھی نعت گو شاعر ہیں اور ان کی نعت خوانی و نعت گوئی محتاج تعارف نہیں۔ جن حضرات نے ان کو سنا ہے۔ وہ ان کی قلبی و لسانی کیفیات اور مخصوص انداز سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ظہوری صاحب کو اپنی نعت خوانی و نعت گوئی کے سبب جو شہرت و قبولیت حاصل ہوئی ہے۔ ان کا یہ شعر اس کا صحیح آئینہ دار ہے کہ

ہر جگہ پہ ظہوری، ظہوری ہوئی
اے نبی کے گدا تیری کیا بات ہے

ابو داؤد محمد صادق گوجرانوالہ

بانی مجلس حسان پاکستان مداح مصطفیٰ الحاج محمد علی ظہوری صاحب کی شخصیت پر تاثرات یا مقالہ۔ یہ کام اہل علم و فضل اور ارباب فن کا ہے، راقم اپنی بے بضاعتی کے سبب کیا لکھ سکتا ہے؟

الحاج محمد علی ظہوری صاحب، بلاشبہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے والہانہ محبت، گہری عقیدت کے علاوہ سوز کی دولت، اخلاص کی نعمت اور ذکر و فکر کی حلاوت سے مالا مال ہیں۔ دوران نعت خوانی ایک خاص رنگ اور سماں پیدا کرتے ہیں۔ جو کسی نہیں وہی ہے۔

مجھے ظہوری صاحب کے ساتھ کئی محفلوں میں شریک ہوئے اور لندن، بغداد، معلیٰ کے مبارک سفر میں انہیں قریب سے دیکھنے کا موقع ملا موصوف نہ صرف بہترین نعت گو نعت خواں، ادیب اور صحافی ہیں، ایک بہترین دوست، قہقہہ خیز، لطیفہ ریز بلکہ ہمہ پہلو شخصیت بھی ہیں۔

جناب ظہوری صاحب ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو عمر

نخضر سے نوازے اور حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نقش پا پہ چلتے ہوئے فروغ نعت کے مشن کو مستحکم کرنے کی مزید توفیق ارزانی فرمائے۔ علامہ محب اللہ نوری بصیر پور

تیری نعتوں پر فدا ہے

ظہوری صاحب کا اردو نعتیہ کلام ان دنوں میرے زیر مطالعہ ہے۔ جسے مکتبہ حسان نے بڑی آب و تاب سے شائع کیا ہے۔ بہ مصطفیٰ برسوں خویش را کہ دین ہمہ اوست۔ اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است۔ اس شعر کا حق ظہوری صاحب نے خوب خوب ادا کیا ہے۔ مجھ جیسا پچھان کیا مضمون لکھ سکتا ہے۔ الامرفوق الادب کے پیش نظر مجال انکار بھی نہیں۔ نعتیہ کلام پر اظہار رائے پل صراط پر سے گزرنے سے کم نہیں۔ ذرا سی لغزش سرنگونی کا باعث ہو سکتی ہے۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا
غالب جیسے قادر الکلام نے کہہ دیا تھا۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتم
کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است
وما تو فیقی الا باللہ

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

حضرت حسان وہ مقتدر صحابی تھے جنہوں نے عربی میں نعت لکھی اور دربار نبوی میں پیش کی۔ جسے حضور نے شرف قبولیت سے نوازا۔ سعدی نے یونہی تو نہیں کہا تھا۔ حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری۔ آنچہ خوباں ہمہ وارند تو تنہا داری۔

شعوری طور پر میں الحاج محمد علی ظہوری کے کلام کے مطالعہ سے از حد متاثر ہوا۔ ہر شعر کے اندر عشق و مستی اور سوز دروں کو پنہاں دیکھا۔ ظہوری صاحب جنہیں بلبل بستان رسول کہنا بالکل بجا ہے، عاشق رسول اور پروانہ رسول یا جو بھی ان کا نام رکھوں وہ اس کے مستحق ہیں۔ ظہوری صاحب خود فرماتے ہیں۔

ثناء خوانی مصطفیٰ کی بدولت

ظہوری ہے شیریں مقال اللہ اللہ

وہ اپنی شیریں مقالی کو ثناء خوانی مصطفیٰ کا حتمی اثر سمجھتے ہیں۔ اس موقع پر ایک مصرع دماغ میں گردش کر رہا ہے۔ درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست۔ اس مصرع کو انہوں نے اپنے کلام بلاغت نظام میں کس خوبی سے سمویا ہے۔ کہتے ہیں۔

دیکھ کر مجھ کو ظہوری اتنا کہتے ہیں طبیب

یہ مریض عشق ہے، اس کی دوا کوئی نہیں

ان کو ثنائے مصطفیٰ کی بدولت اپنے معاصی کی بخشش پر کس قدر بھروسہ ہے۔

فرمایا۔

جرم کتنا ہی نہ کیوں ہو بخش دیتا ہے خدا

وہ جسے کہہ دیں کہ جا تیری خطا کوئی نہیں

مصطفیٰ کی آبرو پر مرٹنے کا احساس پیدا ہوا تو کہہ دیا۔

دو جہاں میں وہ ظہوری پا گئے ہیں آبرو

جو بھی نام مصطفیٰ کی آبرو کرتے رہے

وہ اپنے اللہ سے اللہ کے پیارے کے سوا کچھ نہیں مانگتے۔

اور مانگو نہ ظہوری کوئی بس اس کے سوا

اپنے اللہ سے اللہ کا پیارا مانگو

شب معراج میں سدرہ النبی سے آگے جانے کی تاب جبرائیل بھی نہ رکھتے تھے

اور فوراً کہ دیا تھا۔

اگر یکسر موئے برتر پر
 فروغ تجلی بسوزد پر
 ظہوری صاحب اس مضمون کو کس خوبی سے ادا کرتے ہیں۔
 رہ کے سد رہ پہ محمد کی رفاقت کے بغیر
 کیسے جبریل نے لمحات گزارے ہوں گے
 مدینہ سے واپسی اور جدائی ان کو کتنی شاق گزری تھی۔ فرمایا۔

چھوڑ آیا ظہوری میں دل و جاں مدینے میں
 اب جینا یہاں مجھ کو دشوار نظر آئے
 عقیدہ کی پختگی ملاحظہ فرمائیں۔

تجھ سے پوچھا نہ نکیروں نے ظہوری کچھ بھی
 قبر میں نعت نبی تو نے سنائی ہو گی
 اقبال نے کہا تھا۔

بے خطر کود پڑا آتش نمود میں عشق
 عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی
 اس شعر کی بعینہ تفسیر ظہوری صاحب نے یوں کی ہے۔
 عقل والوں کے نصیبوں میں کہاں ذوق جنوں
 عشق والے ہیں جو ہر چیز لٹا دیتے ہیں
 ایک اور شعر ملاحظہ فرمائیں۔

دیئے جا تو زاہد خدا کی دہائی
 خرد نے تیری چھین لی ہے رسائی

ظہوری صاحب کے کلام میں سب سے بڑی خوبی میں نے یہ دیکھی کہ وہ اپنے
 کلام کو باعث فخر نہیں بلکہ تائید غیبی کا گراں بہا عطیہ سمجھتے ہیں۔ کیا خوب فرمایا۔

یہ تجھ پہ کسی کا کرم ہے ظہوری
 تجھے ایسا طرز بیاں مل گیا ہے

پھر وہ اپنی دعا کو ”دعا ہمکنار اثر ہو گئی ہے“ بھی کہہ گئے۔ ایک مقام پر فرمایا:-
نگاہ یار کی منزل خدا جانے کہاں تک ہے۔ میں اپنی طرف سے اپنا ایک مصرع ان کے
اس مصرعہ کے ساتھ چسپاں کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔ نظر پہلے قدم پر بھی مقام
کارواں تک ہے۔

علم عروض اور فن تقطیع کے لحاظ سے میں معنی بسیار کے باوجود ظہوری صاحب
کے کلام میں کوئی بھی خامی نہ تلاش کر سکا ورنہ تقریظ میں محاسن و عیوب ہر دو کا ذکر
ناگزیر ہوتا ہے۔ ہر شعر موزوں ہے۔ ظہوری صاحب کو چھوٹی بڑی تمام بحروں پر عبور
حاصل ہے۔ سب کی سب مقبول اور پسندیدہ بحریں ہیں۔ مثال ملاحظہ ہو۔

خزینے رحمتوں کے پا رہا ہوں
مدینے میں بلایا جا رہا ہوں
مفاعیلن مفاعیلن مفعولن دوبار ہے
بحر ہزج اور مختصر ہے۔

روز محشر سے نہ گھبراؤ تڑپنے والے

فاعلاتن فاعلاتن فعلن بحر رمل ہے۔ وقس علی ہذا البواقی

ظہوری صاحب نے آخر میں چند بزرگان عظام کے حق میں بھی نذرانہ عقیدت
پیش کرنے سے گریز نہیں کیا۔ ظہوری صاحب بقول اقبال اس شعر کی پوری تفسیر نظر
آتے ہیں۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن

قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

اور یہ کہ

قوت قلب و نظر گر دو نبی

از خدا محبوب تر گردو نبی

میں ظہوری صاحب کے حق میں قصیدہ تو نہیں لکھ سکتا۔ اتنی ہمت کہاں۔ البتہ

چند اشعار ذیل میں لکھنے کا شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ہذا:- (بصورت سلام)

جان جوکھوں کا تھا کتنا کام مشکل اور کٹھن
 تو نے آخر کی ہے طے راہ وفا میرا سلام
 جب تلک نعتیں ہیں زندہ تجھ پہ ان کو ناز ہے
 تو ہے نعتوں کے لئے اک کیا میرا سلام
 آسماں پر جا کے پہنچے گا یہ نعتوں کا بیاں
 ہو اگر منظور میری یہ دعا میرا سلام
 کوئی نعتوں کا صلہ بھی تجھ کو دے سکتا نہیں
 تجھ کو دے گا بس خدا اس کی جزا میرا سلام
 ہر کسی کو یہ سعادت ، تمکنت کیسے ملے
 تیری نعتوں پر فدا ہے یہ وفا میرا سلام

پروفیسر سید حسین شاہ فدا

سرپرست تحقیقاتی اکادمی ادب و ثقافت ، بفقہ ہزارہ

(الحاج محمد علی ظہوری) منفرد نعت گو

اس نام کے آدمی زندگی کے جس شعبہ میں یا جس فن کے میدان میں قدم رکھیں اس شعبہ اور اس فن کے دیگر حضرات سے نمایاں اور منفرد مقام رکھتے ہیں۔ اس دور میں نعت گوئی کے فن میں الحاج محمد علی ظہوری صاحب اپنی مثال آپ ہیں۔ شعر و شاعری میں سب سے مشکل کام نعت گوئی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اپنے ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں۔ حقیقتاً "نعت شریف لکھنا نہایت مشکل ہے اس کو لوگ نہایت آسان سمجھتے ہیں اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے اگر بڑھتا ہے تو الوہیت میں پہنچ جاتا ہے اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ (الملفوظ حصہ دوم صفحہ ۴۳ مطبوعہ کراچی) ارشاد خداوندی ہے وقولوا للناس حسنا اور لوگوں سے اچھی بات کہو۔ حسنا کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں ہمارا سب پر ایمان ہے مگر اس کی سب سے بہتر اور ایمان افروز تفسیر نعت مصطفیٰ ہے۔ یعنی لوگوں کو میرے محبوب کی نعت سناؤ۔ اس کو سن کر لوگوں کے دلوں میں محبوب کی عظمت اور محبت پیدا ہوگی۔ اس محبوب کی محبت روح ایمان بلکہ عین ایمان ہے۔ ایمان ہی مسلمان کے غلبے کا سبب ہے

انتم الاعلون ان كنتم مؤمنين

اس ارشاد خداوندی کی تعمیل کرنے والوں میں جہاں حضرت حسان جامی رومی، سعدی، نظامی، حافظ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، مثل شمس بازغہ ہیں وہاں حضرت ظہوری کا بھی اپنا منفرد مقام ہے۔ اپنے کلام کو اپنی پرسوز آواز میں پیش کرنا یہ ظہوری صاحب ہی کا حصہ ہے۔

میرا طالب علمی کا دور تھا۔ ظہوری صاحب کی جوانی تھی۔ پہلی مرتبہ مدرسہ انوار العلوم ملتان کی اسٹیج پر ظہوری صاحب کا ظہور ہوا۔ عجیب سماں تھا۔ ظہوری صاحب اپنی آواز کا جادو جگا رہے تھے۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ اس دور میں ظہوری صاحب مولانا محمد شریف نوریؒ کے ساتھ مل کر ایک ماہنامہ رسالہ ”نور و ظہور قصور“ نکالا کرتے تھے بعد میں وہ رسالہ لاہور سے الحیب کے نام سے نکلتا رہا جس میں فقیر کے مضامین بھی کافی چھپے۔ مولانا نوری صاحب میرے بہت گہرے دوست اور میرے پہلے حج کے رفیق سفر تھے۔ اکثر تقریروں میں جہاں فقیر ساتھ ہوتا مجھے عرفاتی بھائی کے نام سے یاد فرماتے۔ الحیب اور نور و ظہور میں حضرت ظہوری کا کلام رسالوں کا زیور اور سنگار ہوا کرتا تھا۔ اسی سال ۲۵ محرم ۱۴۰۹ھ لاہور سے سکیم موٹ ملتان روڈ پر ظہوری صاحب نے فقیر کی تقریر سے پہلے اپنی آواز کا جادو جگایا۔ بے ساختہ ہر آنکھ سے آنسو چھلک رہے تھے، ہر زبان سے دعائیں نکل رہی تھیں۔

ظہوری! خدا تجھے خضریٰ عمر عطا فرمائے۔

ایں دعا ازمن و ازجملہ جہاں آمین باد

فقیر نیر مجددی
خطیب جھنگ صدر

”جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے“

ستم ظریفی سے ہمارے ہاں یہ ایک روایت سی بن گئی ہے کہ بڑے بڑے صاحبان کمال کی صلاحیتوں کا اعتراف اور ان کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے سلسلہ میں انتہائی بخل سے کام لیا جاتا ہے اور حصول دولت کے لئے نااہلوں کی مدح سرائی میں اتنے فیاض ہو جاتے ہیں کہ حدوں کو پھلانگنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ دربار رسالت کے شاخواں کو ملت اسلامیہ کی طرف سے یہ اعزاز ضرور ملنا چاہیے۔ اس سعادت کا اعزاز ”مجلس حسان پاکستان خانیوال“ کو ملا ہے، جس نے اس مبارک کام کا بیڑا اٹھایا ہے کہ معروف نعت خواں کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو منظر عام پر لایا جائے۔ میری دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ جل مجدہ، اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اس کی تکمیل کے لئے تمام اسباب مہیا فرمائے آمین۔

جناب ظہوری صاحب سے چند سرسری اور بالواسطہ ملاقاتیں ہوئی ہیں ان کا کلام ان کی اپنی زبانی اور دوسروں کی زبانی سنا ہے اور کچھ پڑھا بھی ہے۔ جتنا سنا اور پڑھا ہے اس کے متعلق اتنا کہہ دینا کافی سمجھتا ہوں کہ شوق و محبت سے لکھتے ہیں اور ذوق و تڑپ سے پڑھتے ہیں۔ پھر اس کے ساتھ سادہ و خوش الحانی کا امتزاج یہ سب چیزیں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مہکتے پھولوں کے حسین گلدستہ کا روپ جب دھار لیتی ہیں تو سامع ایک عجیب قلبی کیفیت محسوس کرتا ہے۔

چہرے پر سنت مصطفیٰ کا ہار اس نعت خوان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو اور بھی دوبالا کر دیتا ہے، افسوس صد افسوس کہ آج کل بہت سے نعت خوانی کے

دعویدار اس عظیم سعادت سے محروم ہیں۔ خداوند کریم انہیں ہدایت دے۔
 ۱۳۰۰ھ، ۱۹۸۰ء میں حج کعبہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد جب اس بندہ کو
 سرکار ابد قرار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پنہ میں حاضری کا
 شرف حاصل ہوا اور ہمارا قافلہ آدمی رات کے بعد جب مدینہ النبی کے قریب پہنچا تو
 کھجوروں کے جھنڈوں کی اوٹوں اور پہاڑیوں کے پہلوؤں سے گذرتے ہوئے مسجد نبوی
 کے بلند و بالا میناروں کے جلو میں گنبد خضرا نور بکھیرتا جب نظر نواز ہوا تو اس عاجز
 کی زبان پر بے ساختہ یہ شعر رقص کرنے لگا اور پورا قافلہ میرے ہمزمان ہو کر جھوم
 جھوم کر پڑھنے لگا ہے۔

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے

اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

اس موقع پر جو کیفیت پیدا ہوئی اسے الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔ شاید
 ظہوری صاحب کی حاضری بھی ایسے وقت میں ہوئی ہے جس کی منظر کشی انہوں نے
 اپنے کلام میں کی ہے اور مدینۃ الرسول سے رخصتی و جدائی کا ذکر بھی ظہوری
 صاحب نے بڑے رقت آمیز لہجہ میں کیا ہے۔

چھوڑ آیا ظہوری میں دل و جان مدینے میں

اب جینا یہاں مجھ کو دشوار نظر آئے

اللہ کرے زور بیاں اور زیادہ۔

دعا گو

قاضی محمد مظفر اقبال رضوی مصطفوی، لاہور

ثناء خوان رسول ﷺ کا دوسرا ایڈیشن

نعت خوانی اور نعت گوئی کے میدان میں میرے والد محترم الحاج محمد علی ظہوری نے جتنی کاوشیں کیں ان تمام کاوشوں کو کتاب کی صورت میں اکٹھا کرنا تو بہت مشکل تھا لیکن ثناء خوان رسول ﷺ جیسی خوبصورت اور بے مثال کتاب کی صورت میں ان کاوشوں کا ایک بڑا حصہ اکٹھا کر کے اسے نشاط ساقی صاحب نے بڑی محنت سے مرتب کیا ہے اور نذیر محمد صاحب نے خوبصورتی کے ساتھ اسے شائع کیا ہے۔ اس سلسلے میں ان دونوں حضرات کا بے حد ممنون ہوں۔

۲۳ مارچ ۲۰۰۰ء کو جب میں اپنی والدہ کے ہمراہ ایوان صدر اسلام آباد گیا جہاں میں اپنے والد صاحب کا ایوارڈ ”صدارتی تمغہ برائے حسن کارکردگی“ صدر مملکت جناب رفیق احمد تارڑ سے وصول کیا تو ایک طرف یہ ہمارے لئے خوشی کا مقام تھا اور دوسری طرف افسردگی کا کیونکہ والد محترم اس ایوارڈ کے اعلان سے دو روز پہلے ہی وصال فرما گئے تھے۔ لیکن وصال سے کچھ دن پہلے وہ اپنا حقیقی ایوارڈ جسے وہ اپنی ساری زندگی کا حاصل قرار دیتے تھے حضور نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کے اندر حاضری کی صورت میں اور بارگاہ اقدس میں اپنا کلام پیش کر کے حاصل کر چکے تھے۔ یہ مقام بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔

”لیوانِ حسان“ کی صورت میں جس ادارے کا خواب انہوں نے دیکھا تھا۔ جسے وہ عملی جامہ تو نہ پہنا سکے لیکن اب والدہ محترمہ کی سرپرستی میں اور حضور ﷺ کے جاں نثاروں کے ساتھ مل کر انشاء اللہ ہم اس ادارے کو ضرور پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم مشن کی تکمیل میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ (آمین)

فیضانِ ظہوری

رحمت نے مجھ کو درد و الم سے بچا لیا
میں نے بھی اپنا سویا مقدر جگا لیا

اب اس سے بڑھ کے کون سی نعمت طلب کروں
آقا نے اپنے روضے کے اندر بلا لیا

حد ادب میں دل بھی دھڑکنے سے ڈر گیا
اشکوں نے خود کو پلکوں کے اندر چھپا لیا

ان کا کرم ہے جس کو بھی چاہیں نواز دیں
اس کا نصیب جس کو بھی اپنا بنا لیا

کیا کچھ دیا نہ آپ نے سائل کے واسطے
جو جس کا تھا نصیب وہی اس نے پا لیا

یہ تھا ظہوری روزِ شفاعت مرے لئے
اس حاضری نے مجھ کو وہیں بخشوا لیا

(وفات سے پہلے ”روضہ اقدس“ پر حاضری دینے کے بعد)

پیکرِ سوز و گداز

نعت فنی طور پر کئی اعتبارات سے تمام اصنافِ سخن میں سے مشکل ترین صنفِ سخن ہے۔ نعت گو کو جہاں تشبیہات، استعارات اور تراکیب کے چناؤ اور استعمال میں احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے وہاں اپنے تخیل کو صبر و ضبط سے پایہ زنجیر بھی کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے نعت گوئی کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے کہ (نعت گوئی گویا نگلی تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے)۔ یہی سبب ہے کہ ہر شاعر کے حصے میں شاعر ہونے کے باوجود بھی نعت گوئی نہیں آتی۔ گویا کسی شاعر کا نعت گو ہونا یقیناً اس کے لئے باعثِ فضیلت ہوتا ہے لیکن اس فضیلت کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ اگر نعت گوئی کیساتھ ساتھ نعت خوانی کا وصف بھی شامل ہو جائے کیونکہ نعت خوانی بھی ایک الگ مستقل فن ہے۔

فنِ نعت گوئی تشبیہات، استعارات، صنائع و بدائع اور اوزان و بحر سے عبارت ہے جبکہ فنِ نعت خوانی صوتی زیر و بم، ترنم او تغنم سے عبارت ہے۔ گویا نعت گو اگر خوبی قسمت سے نعت خوان بھی ہو تو پھر نعت گوئی اور نعت خوانی دونوں کا رنگ ہی کچھ اور ہوتا ہے لیکن ثنائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر کمال یہیں نہیں رک جاتا بلکہ یہ سفر بالآخر فیضانِ مصطفوی صلی اللہ وسلم کے توسل سے اپنے نقطہ کمال کو پہنچتا ہے۔ مکین گنبدِ خضریٰ صلی اللہ وسلم ان ثنا خوانان میں سے کسی خوش نصیب کو اپنا درد و سوز عطا کرنے کیلئے منتخب فرما لیتے ہیں۔ آپ کی رحمت و شفقت شرف و کرامت کا تاج سجانے کیلئے کسی خوش نصیب کا انتخاب فرما لیتی ہے۔ یہ درد و

سوز اس خوش بخت کی نعت گوئی اور نعت خوانی کیلئے متاع بے بہا ہوتی ہے جب اس کا قلم اس درد و سوز سے تپش آمادہ ہو کر ہجر و فراق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نغمے الایہا ہے تو خواص و عوام کے جذبات محبت میں ایک طوفان پھا ہوا جاتا ہے۔ درد میں ڈوبا ہوا ایک ایک لفظ روح میں اترتا چلا جاتا ہے اور ہر کوئی کلام پڑھ کر مسحور ہو جاتا ہے اور پھر جب یہی نغمے وہ خوش نصیب اپنی درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں سناتا ہے تو کلام و آواز کا یہ درد سننے والے کے دل میں اتر جاتا ہے بلکہ اس کے رگ و ریشے میں سا جاتا ہے۔

اس تمہیدی گفتگو کی روشنی میں اگر میں الحاج محمد علی ظہوری قصوری صاحب کی ہثناء خوانی کا تجزیہ کروں تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ آپ ہی وہ صاحب کمال نعت گو اور نعت خواں ہیں جنہیں دربار رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے درد و سوز کی وہ خیرات مل چکی ہے جس نے ان کی نعت گوئی اور نعت خوانی دونوں کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ظہوری صاحب اس درد و سوز کو گلی گلی اور کوچے کوچے میں بانٹ رہے ہیں۔ انہوں نے دلوں کو تڑپنے پھڑکنے کا سلیقہ عطا کر دیا ہے اور آنکھوں کے چشموں کو ابلنے کے انداز سکھا دیئے ہیں۔ محترم ظہوری صاحب نے نہ صرف وطن عزیز میں بلکہ اس کی سرحدوں کے پار بھی اپنے فن کا لوہا منوا لیا ہے۔ آپ کی قادر الکلامی لحن داؤدی اور سوز دروں کا ہر کوئی معترف اور مداح ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت اپنی اس نعمت خاص کو تادیر ہمارے اندر موجود رکھے تاکہ ہم اپنے ایمان کی تازگی کا سامان کرتے رہیں اور تپش ہجر و فراق کو ٹھنڈا کرتے رہیں۔ اشک ہائے ندامت کے نذرانے اپنے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتے رہیں اور سوز و مستی اور وجد و کیف کی لذتوں حلاوتوں اور سرشاریوں سے آشنا ہوتے رہیں۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد خلیل الرحمن قادری

روح ایمان

یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت عین ایمان، روح ایمان، مغز قرآن اور جان دین ہے حضرت حکیم الامت مرحوم نے خوب فرمایا۔

مغز قرآن، روح ایمان جان دین
ہست حب رحمتہ للعالمین

جناب ظہوری صاحب اپنے نعتیہ کلام اور دلکش حسین اور پرسوز آواز میں نعت پڑھنے میں ایک منفرد اور نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ عرصہ دراز سے میں ان کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کرتا ہوں اور سینکڑوں کسٹوں کے ذریعے ان کے کلام کو سنتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے نعتیہ کلام کے ذریعہ امت مسلمہ کے دلوں میں عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بجھے ہوئے چراغوں کو پھر سے روشنی بخشنے۔ آمین

محمد مقصود احمد

خطیب جامع مسجد داتا دربار لاہور

نعت نگار اپنے فن سے نہ صرف جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام عالیہ کا اثبات کرتا ہے بلکہ اپنی ذات کی تکمیل بھی کرتا ہے۔ جناب الحاج محمد علی ظہوری کی نعت اقدس اپنے فن، معیار اور تاثیر کے لحاظ سے اس قدر عظیم ہے کہ قارئین کی زبان نہیں، دل کی دھڑکنوں سے داد وصول کرتی ہے۔ یہ ان کے لئے عبادت کا درجہ رکھتی ہے اور ہمارے لئے مستقل فیضان ہے۔

شاہد فدا النبی قادری لاہور

ایک آرزوئے دیرینہ

واصف حبیب الحاج صوفی محمد علی صاحب ظہوری ممتاز و مقتدر نعت گو شاعر ہیں وہ اپنی بعض خصوصیات کے باعث دوسرے شعراء سے ممتاز و منفرد بھی ہیں۔ ان میں عجز و انکساری غایت درجہ پائی جاتی ہے اور عرصہ بعید مدت مدید سے یہ عاجزی و انکساری جوں کی توں برقرار ہے۔ وہ ایسے نعت خواں ہیں کہ شرعی صورت رکھتے ہیں۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند ہیں۔ عام نعت خوانوں میں یہ خصوصیات نہ ہیں۔ ان کا کلام بلاغت نظام عامیانہ نہیں اس میں ادب و عشق رسالت کی لہر نظر آتی ہے۔ اور یہ کلام طبقہ علماء میں بھی اسی طرح مقبول ہے جس طرح الحاج ظہوری صاحب طبقہ علماء میں مقبول و محبوب ہیں۔ وہ منکسر المزاج اور حلیم الطبع ہیں۔ فقیر عرصہ تیس سال سے جناب ظہوری صاحب کو جانتا ہے جبکہ انہوں نے شہر قصور سے رسالہ ماہنامہ ”نور و ظہور“ جاری فرمایا۔ نعت پڑھنے میں ان کا لہجہ عامیانہ نہیں۔ فقیر کا دل چاہتا ہے کبھی انہیں سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت قدس سرہ کے ٹھہرس مبارک میں اپنے ہمراہ آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف لے کر جاؤں اور وہ آستانہ عالیہ رضویہ پر اپنی نعت خوانی و سحر بیانی سے محظوظ و مستفید فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ اور سرکار غوث رضا کے فیض سے ظہوری صاحب کو مزید مقبولیت اور صحت و عافیت عطا فرمائے اور دین کی برکتوں سے نوازے۔ آمین۔

محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی میلسی

الحاج محمد علی ظہوری کی شاعری

نعت گوئی کی تاریخ قدیم ہی نہیں بلکہ سب سے قدیم ہے یہ موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس پر اہل قلم و اہل علم جو کچھ بھی لکھیں کم ہے۔ اس کا سلسلہ براہ راست اس عہد سے جا ملتا ہے جب سب سے پہلے انسان ابوا بشر حضرت آدم علیہ السلام اس جہان فانی میں تشریف لائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت سرائی کی تو رب کریم نے ان کی توجہ کو شرف قبولیت بخشا۔ یہی نہیں بلکہ اس سے بھی قبل نعت شریف کہی گئی۔ قرآن مجید میں واضح موجود ہے کہ رب العزت نے اپنے محبوب مکرم علیہ السلام کے لئے اس وقت "ملا اعلیٰ" پر محفل نعت شریف سجائی جب حضرت آدم علیہ السلام کے آب و گل کا گارا بھی نہ بنا تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد زریں سے قبل تک ہر نبی و رسول (علیہم السلام کے دور میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال اور جوہر کمال میں نعتیں کہی گئیں اور پڑھی گئیں۔ تمام آسمانی کتب و صحف میں سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہزار ہا نعتیں تھیں اور اب تحریف شدہ حالت میں بھی بعض مقامات پر موجود ہیں۔ قرآن مجید اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ قرآن مجید کو بغور پڑھا اور سمجھا جائے تو قرآن مجید ہمیں "الحمد" سے "والناس" تک سراپائے نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دکھائی دے گا۔

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے عرض کی کہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق کیسے ہے؟ فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہے۔ گویا قرآن کتابی شکل میں ہے اور سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی عملی تفسیر۔ احادیث و سیر کی کتب اس کے ثبوت میں شاہد و عادل ہیں کہ شمع رسالت کے پروانے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی مقدس جماعت نے نعت شریف کا سلیقہ قرآن مجید سے ہی سیکھا اور آیات قرآنی کو معیار قرار دیا۔ نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے اپنی تمام دنیاوی اور اخروی مشکلات اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے نعت شریف کا ذریعہ ہی اپنایا اور سرکار بیکس پناہ میں ذریعہ استغاثہ بنایا۔

تاریخ شاہد ہے کہ بعد میں آنے والے تابعین، تبع تابعین، اولیائے کرام، صوفیائے عظام اور علمائے اعلام کی مبارک جماعت نے ”نعت علیہم“ کی راہ پر چل کر اس نقش اول کو راہنما بنایا اور قرآن مجید کے اسلوب کو اپناتے ہوئے اس کے عطا کئے ہوئے معیار کو بنیاد بنا کر دربار رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مدحت سرائی، نعت گوئی اور قصیدہ خوانی کی محفلیں سجاتے رہے۔ بقول حضرت علامہ شمس بریلوی مدظلہ، حقیقت ہے کہ نعتیہ شاعری کے لئے شرط اول و آخر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، نعت پاک کا اہتمام ان ہی مقدس ہستیوں سے ہو سکا ہے جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبے ہوئے سرکار احمدیت کے در کے بھکاری ہونے پر فخر کرتے ہیں۔ جن کے فضل و کمال کا مدعا یہی تھا کہ وہ علو شان احمد میں صرف ہو۔۔۔ جن کے قلم کی جنبش کا مقصود یہی تھا کہ وہ ”ودفعنا لک ذکوک کی توضیح و تشریح کریں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ العزیز نے اس امر کی وضاحت اس طرح فرمائی۔

ہوں اپنے کلام سے نہایت محفوظ
بجا سے ہے المنت اللہ محفوظ
قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکام شریعت طحوظ

علامہ سید محمد مرغوب اختر الحامدی الرضوی نے اس طرح فرمایا۔

اک اک ادا ہے آپ کی آیات بینات
جس زاویے سے دیکھنے قرآن ہیں مصطفیٰ
حضرت الحاج محمد علی ظہوری مدظلہ فرماتے ہیں۔

طہ دی شان والیا
عرشاں تے جان والیا

مداح حبیب 'شاعر اہلسنت' پروانہ شمع رسالت حضرت الحاج محمد علی ظہوری مدظلہ
کو مولیٰ تعالیٰ بوسیہ مصطفیٰ علیہ التیمتہ والثناء حفاظت و سلامت رکھے اور حرمین شریفین
کی بار بار حاضری کی سعادت نصیب فرمائے۔ ان کا وجود عاشقان رسالت کے لئے بہت
محبوب و مرغوب ہے۔ قدرت نے ان کو جو صلاحیتیں عطا فرمائیں ہیں وقت گزرنے
کے ساتھ ساتھ بہتر سے بہتر انداز میں ان کا خوب مظاہرہ ہو رہا ہے۔ ان کی شاعری
کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ ان کے دیوان "نوائے ظہوری" اور "کتھے تیری ثنا" کے
نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ کلام نہایت پختہ، دلنشیں و دل آویز ہے اور ظاہری و باطنی
محاسن سے مالا مال ہے۔ ہر شعر میں گویا عشق مصطفیٰ علیہ السلام کوٹ کوٹ کر بھرا گیا
ہو۔ رب کریم ظہوری صاحب کے عشق میں برکت عطا فرمائے اور انہیں عشق رسول
صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز نعتیں کہنے میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے
نقش قدم پر چلتے رہنے کی سعادت و ثابت قدمی کی دولت سے مالا مال فرمائے۔

کملی والے دی ثنا خوانی دیاں امہ برکتاں
شعر آکھن دا ظہوری نوں قرینہ آ گیا

اقبال احمد قادری اختر
کراچی

عشقِ رسولؐ کی علامت

عزت مآب جناب الحاج محمد علی صاحب ظہوری۔ دامت برکاتہم العالیہ
بانی مجلس حسان پاکستان کے نامور اور ممتاز نعت گو اور نعت خواں ہونے کی
حیثیت سے کروڑوں شمع رسالت کے پروانوں کے دلوں کی دھڑکن بن چکے ہیں۔
ظہوری صاحب کا نام ہی پاکستان میں بالخصوص اور پوری دنیا میں بالعموم سوزوگداز اور
عشق و محبت کی علامت بن چکا ہے۔ ظہوری صاحب کو اللہ تعالیٰ نے حضور کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت کے صدقے سے یہ اعزاز بخشا ہے کہ فروغِ حمد و نعت
آپ کا مشن ہے، اور انہوں نے مسجد و خانقاہ اور عام تقریبات سے ایوانِ صدر کی
تقریبات تک یکساں طور پر اس کے روحانی، دینی فیضان کو عام کیا ہے۔

حضرت ظہوری صاحب نے اپنی زندگی کا مقصد وحید اور اپنی تمام تر کاوشوں اور
خدمات کا مرکز و محور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کائنات میں اجالا کرنا اور آپ کے
کمالات، عظمت اور مقام و مرتبہ کے بیان کے ساتھ ساتھ عظمتِ رسول کے منکرین
کی موثر انداز سے تردید کرنا بنالیا ہے اور شاید اسی وجہ سے آپ کو وارثِ مسلک
حسان کہا جاتا ہے، کیونکہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فداہِ ابی و امی کی زندگی
کا مقصد بھی نبی کی عظمت کا بیان اور دشمنانِ رسول کے ہضوات کا دندان شکن جواب
تھا، اور اسی شاہراہ پر ظہوری صاحب اپنے مخلص رفقاء کے ساتھ رواں دواں ہیں۔
اللہ رب العزت آپ کو عمرِ خضر عطاء فرمائے اور مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے
تحفظ کے سلسلے میں ان کی کاوشوں کو مشکور فرمائے۔ (آمین)

مفتی ہدایت اللہ پرووی

ملتان

فیضانِ نعت

راقم کے زمانہ طالب علمی کی بات ہے کہ خطیب اہل سنت حضرت علامہ مولانا محمد شریف نوری قصوری رحمۃ اللہ علیہ اور جناب محمد علی ظہوری قصوری مدظلہ کی مشترکہ کوششوں سے ایک رسالہ نور و ظہور جاری ہوا، ان دونوں حضرات نے ایک طرف آواز کا اور دوسری طرف قلم کا جادو جگایا اور سامعین کے ساتھ ساتھ قارئین کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیا۔ یہ تھا جناب ظہوری سے پہلا تعارف۔

پھر کیا تھا ان کے نعمات نعت سے شرق و غرب گونج اٹھے اور نعت ہی کی برکت سے انہیں کئی مرتبہ حرمین شریفین کی زیارت ہوئی، ان کے کلام میں سلاست ہے، نغمگی ہے، وجد و کیف ہے، مسلک اہل سنت کی ترجمانی ہے اور اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور آپ کے شہر مبارک، مدینہ منورہ کے ساتھ والہانہ عقیدت و محبت ہے۔ ان کے کلام نے لاکھوں دلوں کو نور ایمان سے منور کیا ہے، مولائے کریم جل مجدہ انہیں صحت و عافیت کے ساتھ سلامت رکھے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

جامعہ نظامیہ، لاہور

مسحور کن شخصیت

نور مجسم، شفیع معظم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت اہل محبت کا محبوب عمل ہے۔ ہر نعت گو جو شاعرانہ صلاحیتوں سے مالا مال ہے وہ اپنی پوری صلاحیت کو بروئے کار لا کر اپنے آقا و مولا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت لکھنا اپنا فرض اولین سمجھتا ہے۔ بے لوث، خلوص دل اور جذبہ عشق جسے اپنے نبی کی تعریف لکھ کر اپنی روح کو تسکین اور دل و دماغ کو فرحت بخشتا ہے۔

اور کچھ وہ ہیں جو لکھ تو نہیں سکتے صرف حسن صوت اور طرزِ لیلح سے مدحت مصطفیٰ کر کے خود محفوظ ہوتے ہیں اور لوگوں کو مسحور کرتے ہیں۔ اور کچھ وہ ہیں جن کو لکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ نے خوش الحانی سے پڑھنے کا بھی شرف بخشا ہے۔

ہر دو صفات کے حامل ہمارے قابل احترام خوش طبع اور بلند فکر اصحاب میں جناب الحاج محمد علی ظہوری اولاً قصوری ثم لاہوری کا نام نامی بھی آتا ہے۔ یعنی موصوف پر اللہ تعالیٰ کی یہ عنایت ہے کہ نعت گو شاعر بھی ہیں اور صف اول کے نعت خواں بھی ہیں۔

جہاں تک علم عروض کا تعلق ہے فقیر اس میں اتنی مہارت نہیں رکھتا۔ اس لئے آپ کے اشعار پر فن شعری سے تبصرہ کرنے سے قاصر ہوں مگر اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ ظہوری صاحب کی لکھی ہوئی نعت پڑھ کر اور سن کر ایک خاص قسم کی لذت ایمانی حاصل ہوتی ہے۔ خصوصاً زیارتِ روضہ رسول کے بعد کی لکھی ہوئی نعتیں ایک خاص جذبے کی عکاسی کرتی ہیں اور قلبی سرور بخشتی ہیں اور بعض اشعار تو ایسے ہیں

جن کو پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ ظہوری صاحب نے آقائے یوم انشور کے جلووں میں گم ہو کر اثرات حقیقی کو سپرد قلم کیا ہے۔

یہ بھی سچ ہے کہ جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے، مگر اس حقیقت سے بھی کوئی انکار کی جسارت نہیں کر سکتا کہ محبوب کی ثناء جب محبت بھرے دل سے نکلتی ہے تڑپ رکھتی ہے۔ ہم نے کئی محفلوں میں دیکھا ظہوری کی لکھی ہوئی نعت جب کسی نعت خواں نے پڑھی تو مجمع پر کیف ہو گیا۔

اور وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے جب رائے ونڈ میں آل پاکستان میلاد مصطفیٰ کانفرنس ہوئی لاکھوں افراد جمع تھے جن میں پاکستان کے نامور علماء مشائخ بھی کثرت سے تشریف فرما تھے۔ ظہوری صاحب کو نعت کے لئے بلایا گیا تو موصوف نے اپنی مسور کن آواز سے سارے مجمع کو ہلا کر رکھ دیا۔ خصوصاً یہ مصرع تو پوری فضاء کو معطر بنا گیا۔

یہ ہوا یہ فضا کہہ رہی ہے آقا تشریف لائے ہوئے ہیں

اور اسی طرح یا رسول اللہ کانفرنس لاہور میں بھی لوگوں نے کلام شاعر بزبان شاعر سنی تو پورے مجمع پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔

اس دن مختصر سے کلمات کے بعد یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ اللہ نے حضرت حسان بن ثابت کی غلامی کا صدقہ ظہوری صاحب کو فکر حسان سے نوازا ہے۔

فقیر اگرچہ شعر لکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر دل چاہتا ہے ظہوری صاحب کو جیسا بھی ہو شعر میں ہدیہ تبریک پیش کروں۔ ایک شعر پیش خدمت ہے۔

ظہوری تخلص کے بے مثل حامل

حسین، فکر حسان محمد علی ہیں

اور آخر میں اللہ رب العزۃ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ خداوند قدوس الحاج محمد علی ظہوری صاحب کو اس سے بھی زیادہ سوز، درد دل، اور پر کیف روحانی لذتوں سے نوازے۔

محمد عبدالنواب صدیقی
آستانہ مناظر اعظم لاہور

مبلغِ نعت

میدان فصاحت و بلاغت کے شہسوار قادر الکلام الطیب البیان شاعر اسلام، بانی مرکزی مجلس حسان پاکستان طوطی پاکستان بلبل چمنستان رسول۔

مداح حبیب حضرت الحاج صوفی محمد علی صاحب ظہوری قصوری، ثم لاہوری کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں عیاں راچہ بیاں۔ آپ وہ خوش نصیب انسان ہیں جن کے شب و روز یاد شدہ بطحا میں گذرتے ہیں۔ یقیناً یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے جس کے لئے وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ آپ نے فروغِ حمد و نعت کی ترجمانی کا آغاز اس وقت کیا جب جمود چھایا ہوا تھا۔ یہ بات بلا کم و کاست پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ گذشتہ کئی سال سے آقائے نازدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثناء خوانی کی باقاعدہ محافل و مجالس کے اہتمام کا سرا آپ کے سر ہے۔ آپ طبیعت کے اعتبار سے مختصر لیکن شخصیت کے لحاظ سے نہایت جامع ہیں۔ آپ خوش خلق، باوقار، مہمان نواز خوش طبع انسان ہیں۔ نظافت و لطافت اور پاکیزگی جیسی صفات آپ کی جبلت میں ودیعت کر دی گئی ہیں۔ آپ جب سوز و گداز میں ڈوبی ہوئی مسحور کن آواز میں نعت گویا ہوتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے قدرت نے آلات موسیقی ان کے گلے میں نصب کر دیئے ہیں جن کی بدولت لاریب آپ طوطی جہاں اور بلبل چمنستان رسالت ہیں۔ زبان و بیان کی خوبیوں اور مضامین کی ندرت کی وجہ سے سامعین اپنے لبوں کو وا کرتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ سرکارِ ابدِ قرار کی بارگاہ میں جس اچھوتے انداز میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کا آپ کو سلیقہ ہے وہ کسی اور کے حصہ میں کم ہے۔ آپ کا سلسلہ نعت صرف پڑھنے تک محدود نہیں ہے بلکہ اس محبوب موضوع پر کئی کتابیں بھی منصفہ شہود پر آچکی ہیں جو کچھ لکھا ہے عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر لکھا ہے آپ کا کلام عام فہم اور دلنشین ہونے کے ساتھ ساتھ پوری تحقیق پر مبنی ہے اس لئے ہر خاص و عام میں مقبول ہے۔ نعت کے میدان

میں جس سعی بلوغ سے انہوں نے کام کیا ہے قریہ قریہ بستی بستی مگر مگر اپنے آقا و
 مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت پہنچائی ہے اور اس فن کو بام عروج پر پہنچایا ہے۔ ثناء
 خوانان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک انفرادی شخص مہیا کیا ہے۔ یہ
 سعادت صرف آپ کا نصیب ہے اس سے آپ کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کی ذات اقدس سے والہانہ محبت و الفت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ عشق رسول
 ہی کا جذبہ ہے کہ بارہا زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہونے کے باوجود ہر وقت
 خلوت و جلوت میں حاضری کی تڑپ دل کو بے چین رکھتی ہے۔ مندرجہ بالا خوبیوں
 کے باعث آپ عوام الناس، رفقاء، علماء، صلحاء میں اندرون اور بیرون ملک یکساں
 مقبولیت عامہ حاصل کر چکے ہیں۔ آپ جب اپنی مسجور کن آواز میں غذائے روح کا
 سامان فراہم کرتے ہیں تو اس وقت نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ تنگ نظری سے کام
 نہیں لیتے۔ اپنے کلام کے علاوہ اہل تحقیق شعراء کا کلام خصوصاً کلام رضا غالب رہتا
 ہے۔ اس سے آپ کی اعلیٰ حضرت المرتبت حضرت مولینا الشاہ محمد احمد رضا خان صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے بلکہ میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ
 آپ نے اعلیٰ حضرت کے مشن کو جو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبارت
 ہے آگے بڑھانے کے لئے شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ
 عنہ کے اسم گرامی سے منسوب ایک ملک گیر تنظیم مرکزی مجلس حسان پاکستان قائم کی
 جس کی شاخیں ملک کے گوشے گوشے میں موجود ہیں اور دن رات مخلوق خدا و امت
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دلوں کو عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
 سرشار کرنے کے لئے مصروف عمل ہیں۔ میری دعا ہے یہ مشن اور زیادہ ترقی کی راہ پر
 گامزن ہو۔ موصوف کی خدمات کو قبول فرما کر ذریعہ نجات بنائے جب تک چرخ
 نیلوفر پر مہر و ماہ کی ضوفشانیاں ہیں انہیں حاسدین کے حسد معاندین کے عناد مبغضین
 کے بغض اور شامت اعدا سے محفوظ و مامون رکھے اور صحت و عافیت سے باعزت و
 باکرامت رکھے۔ آمین بجاہ حبیبہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ و بارک و سلم۔

محمد شریف نقشبندی رضوی بہاولنگر

شرف عظیم

صاحبزادہ افتخار الحسن فیصل آباد

یاد رہے کہ حمد و نعت ایک فن ہی نہیں ہے بلکہ ایک مقبول عبادت بھی ہے اور چونکہ یہ دونوں اوصاف اسلام کے بنیادی ضابطہ حیات سے تعلق رکھتے ہیں اور ان دونوں کا تعلق خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اس لئے جس کسی مسلمان کی زبان پر یہ کلمات طیبات جاری ہوتے ہیں تو وہ مسلمان پھر دوسرے عام مسلمانوں سے ممتاز ہو جاتا ہے اور اسی بنا اور اسی وجہ سے وارث مسلکِ حسان الحاج جناب محمد علی ظہوری صاحب اسلامی معاشرے اور مذہبی دنیا میں پہچانے جاتے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ حمد کا رشتہ خدا سے ہے اور نعت کا تعلق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

حمد نبی نے کہی اور نعت خدا نے پڑھی۔ لا الہ الا اللہ حمد خدا ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی اور محمد رسول اللہ نعت مصطفیٰ ہے جو خدا نے پڑھی اور پھر یسین، طہ، انا اولسناک شہد و مبشر و نذیرا و ناعمالی اللہ وسراج منیرا اور قد جاء کم برهان من ربکم اور دیگر بہت سی نعتیں ہیں جو اللہ کریم نے قرآن پاک کی زینت بنا کر بندوں کی رہنمائی کے لئے نازل فرمائیں۔

گویا اسی کلمہ کے اقرار اور دلی تصدیق سے ایک انسان حلقہ بگوش اسلام ہو کر دین و دنیا کی دولت حاصل کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جہنم کی تک

کے بھڑکتے ہوئے شعلوں سے نکل کر جنت کے پرہیز چہستان میں داخل ہو جاتا ہے اور ضلالت و گمراہی کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا انسان رشد و ہدایت کے آفتاب کی ضیا پاشیوں سے مستفید ہو کر اپنی منزل کو پالیتا ہے۔ کیونکہ لا تکون للمعصية الامن الاعضاء البلقه کہ انسان کے گناہ کرنے کے سات اعضاء ہیں ہی الاذن، والعمان، واللسان، واليدان، والبطن، والفرج، والرجلان، یعنی کان، ہاتھ، آنکھیں، زبان، پیٹ، شرمگاہ اور پاؤں اور ابواب جنم سبعتہ اور جنم کے دروازے بھی سات ہیں۔ اور لا اله الا الله محمد رسول الله کے کلمات بھی سات ہیں اور ہر کلمہ پر بدن کے عضو عضو کے گناہ دھل جاتے ہیں وتسد بابا من ابواب جنم اور ہر کلمہ کہنے پر جنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بھی ہے کہ دربار نبوت کے پہلے شاعر حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کے والد گرامی حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ جنہوں نے دربار رسالت میں نذرانہ نعت پیش کیا تھا۔

و شق لہم من اسمہ الجلاء لذلک الممود وھذ محمد

کہ اللہ کریم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو اپنے نام نامی سے نکالا ہے یعنی وہ محمود ہے اور یہ محمد ہیں علیہ السلام اور ایک دفعہ مکہ مکرمہ میں بارش کے لئے حضرت ابوطالب رضی اللہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک بے کردعا کی اور بارش ہو گئی تو انہوں نے یہ نعت پڑھی۔

ایض لیستی بوجہہ ○ نمل اہمی عصمتہ لارا ملی

کہ بادل اس حسین و جمیل چہرہ اقدس سے پانی یعنی بارش طلب کرتے ہیں جو یتیموں کے حامی و ناصر اور پیوہ عورتوں کی پناہ گاہ ہیں۔

بحر حال حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کی سچے موتیوں کی ایک ایسی تسبیح و لڑی فرزند ان توحید و رسالت کے دامن میں ڈال دی ہوئی ہے کہ جو قیامت تک کے مسلمانوں کے لئے ذریعہ نجات بن کر رہ گئی ہے

اور صاحب قلب و نظر حضرات کے لئے باعث تسکین روح ہو گئی ہے۔

اور پھر اسی دسترخوان کے خوشہ چین جناب محمد علی ظہوری بھی ہیں جنہوں نے اپنی مدھ بھری اور سریلی آواز کے ذریعہ محبت رسول کا پھولوں کا ایک خوبصورت گلستہ مسلمانوں کے سینوں میں پیدا کر رکھا ہے کہ جس کی خوشبو کی مہک ہر دم تازہ دم اور ہر گھڑی تازہ بہار اور ہر لحظہ کیف و مستی کے چمن میں گم ہو کر زندگی کے ہر موڑ پر لطف و کرم کی بارش برساتا رہے گا

اور پھر ظہوری صاحب کا یہ شعر تو اہل دل حضرات کے لئے نغمہ حیات بن کر رہ گیا ہے کہ

واعظ جے پچھے دس تیرے محبوب دا چہرہ کیا اے

میں مونہوں کجھ نہیں کہہ سکدا قران اٹھا کے چم لیناں

غرضیکہ ملک کے سینکڑوں نعت گو شاعروں اور نعت خوانوں میں سے ظہوری صاحب کا انداز انوکھا اور طرز نرالی ہے اور آواز کی سحر آفرینی کے باعث ان کا مقام اور بھی بلند ہے۔ اور یہ قدرت کا ایک حسین انتخاب ہے کہ قصور شریف کی سرزمین میں سے جہاں حضرت بابا بلھے شاہِ رحمۃ اللہ کی فقر و قلندری کا خمیر پیدا ہوا ہو اور حضرت دائم الحضور رحمتہ اللہ کی ولایت و بزرگی کا چمن مہکا وہاں سے جناب محمد علی صاحب ظہوری کا ظہور ہوا جن کی نعت گوئی کا ہر ایک شعر اہل ایمان کے دلوں میں سرور پیدا کرتا رہے گا۔

بہار انجمن

مالحاج صوفی محمد علی ظہوری زاد اعزازہ ایک صحیح العقیدہ، مسلک و مذہب حقہ کے سچے دلدارہ ہونے کے ساتھ جہاں وہ ایک فقید المثال سخن سنج اور شاعر یگانہ ہیں وہاں خوش نوا نعت سرا پرورد صاحب سوز فخر زمانہ بھی ہیں۔

ملک کے گوشہ گوشہ میں جہاں ان کی ادائیگی نعت کے سلسلہ میں خوش الحانی نے دل موہ لینے والی تبلیغ کی شاید ہی وہ کسی نعت خواں کے حصہ میں آئی ہو۔

مخالف علما ہوں یا مجالس صوفیاء آپ ہر جلسہ میں زینت انجمن ہیں۔ پھر جناب ظہوری صاحب نے جو مسلک حسان شاعر بارگاہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذوق کو اپنا کر مملکت پاکستان میں نعت خوانوں کی تربیت فرمائی کمال کر دیا۔

تیری دوستی سے پہلے مجھے کون جانتا تہ

تیرے در کے ہو گئے ہیں اب جانتے ہیں سارے

فقیر جناب ظہوری صاحب کا آج سے تقریباً اٹھائیس برس پتہ : متعارف ہے جب کہ شاید آپ کا آغاز شعریت اور ابتداء نعت خوانی کا دور تھا اور اب اس دم تک دیکھ رہا ہوں ان کا کوئی کلام کلام کہنہ نہیں نظر آتا ہر وقت ان کے کلام میں تازگی اور تابندگی ہے۔ بسلسلہ تبلیغ مملکت پاکستان کے ہر صوبہ میں میں پہنچا خواہ سرحد ہو یا پنجاب، سندھ ہو یا بلوچستان زبان — نا آشنا لوگ بھی ظہوری صاحب کے کلام سے محظوظ ہوتے دیکھے۔ خصوصاً کراچی — پشاور اور بیرون ملک آپ کی یہ نعت صدا بہار کی طرح ہر ایک کے لئے حرز جاں ہے۔

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے

ظہوری صاحب ایک مفکر، مدیر، معلم، مدرس ہونے کے علاوہ صاحب درد، پرسوز،
مخلص ملت، بہار جمعیت، وقار حریت، مرد درویش، صوفی منش، خطیب اور حق پرست
ادیب ہیں۔

سخن ظہوری سر و سمن بانگین پھین
جس کے سرور سوز سے ہے زیب انجمن
اس ذوق سے خزاں کو بہاریں ہوئیں عطا
شاداب غنچے ہو گئے کتر سر چمن
ابو الحسن محمد رمضان کتر چشتی

جس پر نگاہ ڈال دی سلطان بنا دیا

جناب الحاج محمد علی ظہوری قصوری کو عصر حاضر کے نعت گو شعراء و نعت خوانوں میں جو مقام حاصل ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ انسان خود بخود بلند مقام حاصل نہیں کر سکتا بلکہ کسی کامل شخصیت کی نظر شفقت سے وہ عظیم مرتبے پر فائز ہوتا ہے۔ ملت اسلامیہ کو شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے متعارف کرانے اور فروغ حمد و نعت کے لئے ملک گیر تحریک مجلس حسان کا قیام موصوف کا ایسا کارنامہ ہے جس پر امت رسول ہی نہیں بلکہ سابقہ انبیاء علیہ السلام کی امتیں اور آسمان کے درپچوں سے دیکھنے والے فرشتے بھی محو رشک ہیں۔ مجھے کئی مرتبہ آپ کو سنے اور آپ کی زیارت سے مشرف ہونے کا موقع ملا ہے۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ آپ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیتے ہوئے خود سراپا عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتے ہیں۔ زید "عدل" کی طرح آپ کی زیارت اس بات کا یقین دلاتی ہے کہ جو ہستی نظروں کے سامنے موجود ہے۔ اس پر آقائے تادار فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص کرم ہے۔

جس پر نگاہ ڈال دی سلطان بنا دیا

الحاج محمد علی ظہوری قصوری کی زبان سے جو جواہر قرآن اور نجف حدیث سے پروئے ہوئے عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس خوشبو سے معطر الفاظ ادا ہوتے ہیں تو تصور میں یوں محسوس ہوتا ہے کہ فضا میں اڑنے والے پرندے اور اطراف میں چلنے والی نسیم سحر اپنے پہلو میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لئے پھرتی ہے۔

زمین و آسمان کے درمیان نظر آنے والے بادل، کہکشاں میں چشم فلک کے دلنواز نظارے، اندھیری شب میں ستاروں کا حسن و جمال، چودھویں رات کی چاندنی، گلستانوں کے خوبصورت پھول، نوید مسرت کے مظہر چراگاہوں کے سبزے اور بحر و بر کے تمام چرند و پرند دامن رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہیں۔

یوں تو سورج کی شفاف کرنوں، شگوفوں کی مسکراہٹ، باد صبا کی لطافت، کلیوں کی نزاکت، پھولوں کی مہک، ساگر کی روانی، غنچوں کی چٹک، پہاڑوں کی آسمان بوس چوٹیوں، موسموں کے تغیر و تبدل، ماں کی آغوش اور باپ کی شفقت میں بھی حسن لازوال کرشمے نظر آتے ہیں لیکن جو حسن وارث مسلک حسان الحاج محمد علی ظہوری کے ادائے تکلم میں بدرجہ اتم پوشیدہ ہے۔ اس کی مثال تلاش کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ آپ کا نعتیہ کلام خوبصورتی سے مزین، خوب روئی سے آراستہ و پیراستہ اور ہر عیب و قصور سے مبرا و منزہ ہے۔ جن عظیم ہستیوں کو منبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت حاصل ہے۔ ان میں آپ بھی ایک مقتدر شخصیت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بارگاہ خداوندی میں عظیم شاعر مرزا اسد اللہ خاں غالب کے بقول دعا گو ہوں

کہ۔

تم سلامت ہو، ہزار ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

محمد اشفاق عنایتی

فاضل عربی، لودھراں (ملتان)

تاثرات

شاعر لائٹانی جناب محمد علی ظہوری کی بے مثال شاعری پر مجھ جیسے ہیچ مداں کا اظہار خیال کرنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ آپ کی شاعری مدلل، عام فہم، تصنع سے مبرا، دل کو مسرت و شادمانی سے ہمکنار کرنے والی اور روح کی گہرائیوں میں اترنے والی فقید المثال شاعری ہے۔ ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ آپ کا ایمان افروز نعتیہ کلام بڑوں کے علاوہ بچوں کو بھی فوراً ازبر ہو جاتا ہے۔ آپ کا انداز بیان ایسا شاندار و دل نشیں ہے کہ آپ کا کلام جو بھی سنتا ہے عش عش کر اٹھتا ہے اور نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے گوشے گوشے میں آپ کا نعتیہ کلام بڑے ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ جناب محمد علی ظہوری کی ایک خاص خوبی نعت لکھنے کے علاوہ نعت پڑھنا بھی ہے۔ آپ جب نعت شریف پڑھنے لگتے ہیں تو پورا مجمع وجد میں آجاتا ہے اور فضا نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے مسلسل گونجنے لگتی ہے۔ جب تک آپ نعت پڑھتے رہتے ہیں مجمع کی نگاہیں آپ پر جمی رہتی ہیں اور لوگوں کو دم مارنے کی جرات نہیں ہوتی۔ الغرض آپ کی نعت گوئی و نعت خوانی بے مثل اور مشہور عالم ہے اور بارگاہ خداوندی میں دعا ہے کہ

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

محمد حنیف اختر

اسلام پورہ خانیوال

خطبہ صدارت جناب احمد ندیم قاسمی محمد علی ظہوری کے اعزاز میں تقریب استقبالیہ

خوش گوئی اور خوش نوائی کی یک جائی، فیضان خداوندی ہے۔ دیکھنے کی بات یہ ہوتی ہے کہ جس شخصیت میں یہ صفات جمع ہو گئیں، اس نے ان صفات کے ساتھ کیا برتاؤ کیا اور میری طرح ہزاروں انسان اس حقیقت کے شاہد ہیں کہ محترم محمد علی ظہوری قصوری نے ان صفات سے مثبت کام لیا۔ حضور سرور کائنات کی ذات گرامی کی ثناء خوانی سے بڑا اثبات اور کیا ہو گا۔

ویسے تو ہم سب مسلمان اس ذات گرامی کے ثنا خواں ہیں مگر ظہوری صاحب کو ہم پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے عقیدے کو عشق میں بدل لیا ہے۔ انہیں نعت کہنے اور نعت پڑھنے کا جو کمال حاصل ہے وہ اسی عشق کی بدولت ہے کہ اس طرح دل و دماغ میں ذوق و شوق کی جگمگاتی ہوئی شمعیں لفظ لفظ پر عکس ریز ہوتی ہیں اور حرف حرف کو چمکا دیتی ہیں۔ ظہوری صاحب کو میں نے جب بھی نعت پڑھتے سنا ہے یوں محسوس کیا ہے جیسے ان کا سارا وجود صوت و صدا میں بدل گیا اور وہ مجسم غنا بن کر رہ گئے ہیں۔ یہ کیفیت مجھے بہت کم نعت گوؤں اور نعت خوانوں کے اندر محسوس ہوئی ہے۔ فرقی وہی سیدھے سادے عقیدے اور بھرپور عشق کا ہے۔

کل پاکستان محفل نعت کراچی میں ظہوری صاحب کی باردگر کامیابی پر مجھے کوئی تعجب نہیں ہوا۔ تعجب تب ہوتا جب وہ کامیاب نہ ہوتے۔ البتہ ان کی کامیابی پر مسرت بے انتہا ہوئی ہے۔ ایک سبب تو خود غرضانہ ہے کہ ظہوری صاحب میرے

دوست ہیں اور دوست کی کامیابی پر کس کو مسرت نہیں ہوتی۔ مسرت کا دوسرا سبب یہ احساس ہے کہ کم سے کم نعت گوئی اور نعت خوانی کی دنیا میں تو آج بھی عدل و دیانت کی روایت برقرار ہے اور قصور کے ظہوری صاحب کراچی جا کر بھی اپنے جوہر کا اعتراف کرا لیتے ہیں۔

میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ مجلس حسان کی اس مبارک تقریب کی صدارت کے لئے مجھ ایسے گنہگار کا نام کیوں تجویز فرمایا گیا۔ یقیناً میں نے بھی چند نعتیں کہی ہیں مگر بہت کم مسلمان شاعر ایسے ہوں گے جنہوں نے اتنی نعتیں نہیں کہی ہوں گی۔ چنانچہ یہ کوئی اتنی بڑی خصوصیت نہیں ہے کہ مجھے اتنے بڑے اعزاز کا مستحق سمجھا جاتا۔ اس تقریب کی صدارت کے سلسلے میں میرا واحد استحقاق شاید یہ ہے کہ ظہوری صاحب میرے دوست ہیں۔ مگر دوستوں کی دوستی کا اتنا بڑا معاوضہ بھی تو نہیں دینا چاہئے کہ بار احسان سے ان کی کمر ٹوٹ جائے۔ یقین فرمائیے کہ جہاں میں اس اعزاز پر نازاں ہوں، وہیں شرمندہ بھی ہوں کہ میں اس پاکیزہ محفل کی کرسی صدارت پر بیٹھ کر بہت غیر موزوں لگ رہا ہوں۔

میں میدان نعت گوئی و نعت خوانی میں ظہوری صاحب کی پیش از پیش کامیابیوں کے لئے پر خلوص دعا کرتا ہوں اور اراکین مرکزی مجلس حسان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے اتنی عزت بخشی۔

احمد ندیم قاسمی

مورخہ ۶ جولائی ۱۹۷۲

مقام تقریب لالہ رخ ریسٹورنٹ ٹیپل روڈ لاہور

ظہوری کی حضوری اور ان کی نعتیں

معزز حضرات۔ ایک مختصر سی بات ہے جو میں نے ”ظہوری حضوری اور ان کی نعتیں“ کے عنوان سے آپ کی خدمت میں پیش کرنی ہے۔ کچھ لوگ شروع ہی سے خوش قسمت ہوتے ہیں۔ انہوں نے محنت اور کمائیاں نہیں کی ہوتیں۔ فقط خوش نصیبی کی چادر اوڑھی ہوتی ہے، اور اپنی کملی میں مست وہ مشقت کی مشکل ترین وادیوں سے بڑے اطمینان سے گزر جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی بس ایک ہی خوبی ہوتی ہے کہ یہ ماننے والے لوگ ہوتے ہیں، اور جب ایک مرتبہ وہ کسی کو مان لیتے ہیں تو پھر تسلیم کے حلقے سے نہ تو باہر جھانک کے دیکھتے ہیں، اور نہ کسی دوسری آہٹ پر کان دھرتے ہیں۔ ظہوری بھی انہی خوش نصیبوں میں سے ایک ہے جو اولوں اور سابقوں کے نقوش قدم کے ساتھ ماننے والوں کے گروہ کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ گو فاصلہ دور کا ہے لیکن رشتہ قریب کا بلکہ بہت ہی قریب کا ہے۔ اس کی پکار کالحن اور اس کی صدا کی دلسوزی وہی ہے جو اپنے آقا سے غلامی کی نسبت پیدا کرنے کے بعد ہر متعلق کا طرہ امتیاز بن جاتی ہے۔ آج سے چند برس پہلے جب میں محمد علی ظہوری سے تصور میں ملا تھا تو یہ ایک نعت خوان تھے، اور ان کی آواز کا سحران کی عقیدت کے رشتوں کو محیط تھا۔ اب یہ خود نعت کہتے ہیں، اور اسی عقیدت اور محبت کے سہارے کہتے ہیں جس نے ان کو ہم سب کے درمیان خوش قسمتی کی چادر اوڑھا رکھی ہے۔ حضرات، نعت کہنا، نعت لکھنا اور نعت پڑھنا بڑے مقدر والوں کا کام ہے۔ بڑے بڑے اونچے درجے کے شاعر گزرے ساری اصناف سخن کا احاطہ کیا لیکن نعت نہ کہہ سکے، مگر

چھوٹے چھوٹے سیدھے سادے فن سے نا آشنا شاعروں نے قدموں میں اپنے کچے بھاگ، ناپائیدار وجود اور بے حیثیتی کے سارے اثاثے ہاتھ باندھ کر ڈال دیئے اور مقبول ہو گئے۔ یہاں بھی سرخرو آگے بھی پاس یہاں بھی خوش آگے بھی بامراد۔ محمد علی ظہوری کی نعتیں فن کے عظیم نمونے یا فصاحت و بلاغت کے مرقعے نہیں جو ان پر میں ادبی عارضی و کچی روشنی ڈالوں۔ یہ تو عجز و نیاز اور انکسار اور اغلاط کی دست بستہ گم ہیں۔ جو محبوب کے پسند خاطر ہو جائیں تو فقیریاں شاہی میں تبدیل ہو جائیں۔ توجہ میں نہ آئیں تو غلاموں کی فہرست میں اندراج کا اذن ضرور بن جائیں۔ یہ نعتیں اونچے محلوں اور روشن ایوانوں کے لئے نہیں ہیں۔ وہاں پڑھی جانے والی نعتیں بھی بڑی بابرکت اور فضل و کرم کا موجب ہوتی ہیں۔ وہ بھی فزونی نعمت کا باعث ہوتی ہیں، لیکن یہ وہ نعتیں نہیں۔ ظہوری کی نعتیں میرے آپ کے ہمارے محلے اور کوچے کی عرض گزاریاں اور ہنسیاں ہیں جنہوں نے ہمارے ذہنوں کی بجائے دلوں میں جگہ بنائی ہے۔ انہی سے ہم اپنی تاریک راتوں کو اجالتے ہیں اور انہی کے سہارے اپنی ذات کی مسیبتوں میں پریم کا موتی پالتے ہیں۔ یہی خوش نصیب لوگ جن کا میں نے ابھی ذکر کیا۔ دولت دنیا اور دولت دین سمیٹنے والوں کی محفل میں جب کبھی آتے ہیں، تو منہ سے کچھ نہیں کہتے کچھ تو رعب بزرگی کی وجہ سے اور کچھ پاس ادب کی بنا پر لیکن کوئی اگر ان کی خاموش نگاہوں کی تحریر پڑھ سکے تو اس بیان کو ارض و سما کی وسعتوں میں گھومتا پائے کہ

اور مانگو نہ ظہوری کوئی بس اس کے سوا
اپنے اللہ سے اللہ کا پیارا مانگو

اشفاق احمد خاں

الحاج محمد علی ظہوری کے ساتھ ایک شام
المحرمات ۸ مارچ ۱۹۸۶ء

محبت رسولؐ کا دلنشین اظہار

مجھے یہ معلوم ہو کر بے حد مسرت ہوئی کہ مجلس حسان پاکستان، خانیوال کے اراکین ملک کے نامور نعت گو اور نعت خواں جناب محترم محمد علی ظہوری صاحب کی شخصیت اور فن پر ایک کتاب شائع کر رہے ہیں۔ میری خوش قسمتی ہے کہ لندن میں منعقد ہونے والی بین الاقوامی منہاج القرآن کانفرنس میں بفضل تعالیٰ مجھے شرکت کا موقع ملا اور وہاں محترم ظہوری صاحب کے کیف پرور نعتیہ کلام سننے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ ان کا نعتیہ کلام ان کے عشق رسولؐ کا دلنشین اظہار ہے جسے وہ اپنی آواز کے جادو سے اور بھی موثر بنا دیتے ہیں۔ نعتیہ شاعری انتہائی مشکل فن ہے۔ اس میں معمولی سی غفلت بھی عاقبت کے لئے خطرہ ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حسان بن ثابتؓ نے جب مشرکین مکہ کی ہجویات کے جواب میں نعتیہ قصائد لکھنے کی خواہش کا اظہار کیا تو حضور نبی کریمؐ نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ مشرکین مکہ کے انساب کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے رجوع کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مشرکین مکہ کے انساب پر حملہ کرتے وقت ایسی صورت پیش آجائے کہ اس میں اہانت رسولؐ کا کوئی پہلو نکل آئے۔ چنانچہ حضرت حسانؓ نے سرکار دو عالمؐ کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے حضرت صدیق اکبرؓ کی رہنمائی حاصل کی اور لازوال نعتیہ قصائد تحریر کئے۔ ظہوری صاحب اس نزاکت سے پوری طرح واقف ہیں۔ وہ غلبہ عشق رسولؐ اور تقاضائے احتیاط دونوں ہی کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو بلاشبہ دنیا میں سرفرازی اور آخرت میں سرخروئی کا سبب ہے۔

حکیم محمد - - - ہمدرد وقف پاکستان

پس از مطالعہ

اصناف سخن میں سب سے زیادہ مشکل اور دقت طلب سخن نعت گوئی ہے۔ کیونکہ یہاں نہ ممدوح کے فضائل و مناقب کی کوئی حد ہے نہ شاعر کے عجز بیان کی کوئی انتہا۔ ہم ارضی محبوبوں اور دنیاوی معشوقوں کے لئے جو چاہیں کہہ لیں یہاں تخیل کو پرواز کی مکمل آزادی اور مبالغے کی جادو طرازی کی غیر مشروط اجازت ہے۔ لیکن افضل انبیاء خاتم المرسلین۔ رحمۃ للعالمین محبوب خدا کے حضور تخیل پر شکستہ اور تفکر سربرانو ہو جاتا ہے۔ جناب محمد علی ظہوری کے مجموعہ نعت ”نوائے ظہوری“ کا مطالعہ کر کے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس معنوی فیض یافتہ شاعر نے نعت کی تمام حدود کو ملحوظ رکھا ہے۔ جناب عزیز حاصل پوری نے بجا طور پر لکھا ہے کہ نوائے ظہوری میں جوش کے ساتھ ہوش۔ جنوں کے ساتھ شعور اور عقیدت کے ساتھ بصیرت کی آمیزش ہے۔ شاعر کو اسالیب بیان پر مکمل قدرت اور انتخاب الفاظ کا قابل تحسین ملکہ حاصل ہے۔

عرب کی عظمتیں اللہ اکبر آپ کے دم سے
 ہوئی صحرا نشینوں کے مقدر میں جہاں بانی
 نبی کو نور کہنا تو اک ادنیٰ سی عقیدت ہے
 جہاں ذکر محمد ہو وہ ساری بزم نورانی
 ہیں مر و ماہتاب کی ہر سو تجلیات
 عکس رخ حضور سے روشن ہے کائنات

قوانی کے ساتھ رویوں کا انتخاب بھی قابل داد ہے۔
 ہے دو جہاں میں محمد کے نور کی رونق
 زمین و عرش بریں پر حضور کی رونق
 جناب محمد علی ظہوری نے نعت کے لئے بڑی مترنم بحرین استعمال کی ہیں۔ ہر
 مصرع مضرب شوق اور ہر لفظ نغمہ زار ذوق محسوس ہوتا ہے۔

فلک کے نظاروں زمین کی بہارو
 سب عیدیں مناؤ حضور آ گئے ہیں
 اٹھو غم کے مارو چلو بے سہارو
 خبر یہ سناؤ حضور آ گئے ہیں
 چار سو رحمتوں کے اجالے ہوئے
 بزم کونین کے پیشوا آ گئے
 ذرے افلاک سے باتیں کرنے لگے
 مصطفیٰ آ گئے مصطفیٰ آ گئے

ورد کا درماں قرار جاں ہے نام مصطفیٰ
 زندہ ہیں اس کے سہارے سب غلام مصطفیٰ

جناب ظہوری واقعی نعت گوئی کی حدود سے واقف ہیں اور شاعری کے رموز سے
 باخبر! وہ بلاشبہ فن شعر میں مکمل دستگاہ رکھتے ہیں۔ ان کا نعتیہ کلام ہماری زبان کے
 ذخائر نعت میں بیش بہا اضافہ ہے۔

رئیس امر وہوی
 کراچی

نعتِ عظمیٰ

اصنافِ سخن میں غزل جذباتِ عشق اور ہجر و فراق کی مظر ہے تو نظم کسی واقعہ یا واردات کا تسلسل میں بیان ہے۔ مگر نعت ایسی صنفِ سخن ہے جس میں عشق بھی وارداتِ قلبی ہے اور عقیدت بھی۔ اور ان تینوں کو یکجا کرنے یا ان کے بیان کا تعلق فن کے ساتھ جزوی اور بھرپور عقیدت کے ساتھ بنیادی ہے۔ اس کے علاوہ پیش نظر ذات کی وہ عظمت جو کسی دوسرے کے حصے میں نہ آسکی اس امر کی متقاضی ہے کہ جوش کے ساتھ ہوش، عقیدت کے ساتھ خلوص و محبت اور اظہار کے ساتھ احتیاط ہر حال میں موجود رہے اس اعتبار سے نعت گوئی پل صراط پر چلنے کے مترادف ہے اور حقیقت ہے کہ بقول شاعر

آسان نہیں ہے مدحتِ مولائے کائنات
اس راہ میں زباں ہی نہیں دل بھی چاہئے

اور یہی ”دل“ کی بات ہے کہ ہمارے متعدد غزل گو شعراء نے غزل کہنا ترک کی اور بس نعت کے ہو گئے۔ کچھ وہ بھی تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے شعر گوئی کی نعمت سے نوازا تو انہوں نے اس نعمت کا حق ادا کیا اور زندگی بھر رحمۃ اللعالمین سے اظہارِ عقیدت میں گزار دی۔ انہی میں ایک نام محمد علی ظہوری کا ہے۔ نعت گو، نعت خواں اور اللہ تعالیٰ کو اپنی ودیعت کردہ دونوں نعمتوں کا حق وہ ادا کرتے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ نعت جس ہستی، عظیم ترین ہستی سے منسوب ہے، اسکی مدحت اور تا زندگی مدحت بھی کچھ آسان کام نہیں اس مقصد کے لئے اس ہستی کے ورود و وصال سے ابد تک کے

مقاصد، اس کی تیرت کا گہرا مطالعہ اور ان کا مختلف پہلوؤں سے بیان۔ اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک آتش عشق کا آلاؤ دل میں نہ سلگتا ہو۔ جب تک شعور و ادراک حیات میں سرایت نہ کر گئے ہوں اور جب تک رنگ و نور کا تموج روح میں جاری و ساری نہ ہو اس کا اظہار خود ایک جگہ محمد علی ظہوری یوں کرتے ہیں۔

ظہوری مدحت محبوب کی نوازش ہے
مرے سخن میں ہے فکر و شعور کی رونق

فرمائش تھی کہ ظہوری کی نعت گوئی پر کچھ لکھوں، مگر سوچتا ہوں کہ ایک شخص کے فن کی بات ہو تو اظہار بھی کروں، جہاں فن کی بجائے عشق کا سمندر ہے، جہاں فن کی بجائے عقیدت کی کائنات ہے اور جہاں فن کی بجائے ایک الگ دنیا آباد ہے۔ وہاں کیا لکھوں، کہ لکھنے کی گنجائش نہیں۔ مدحت سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حدود۔ ارض و سما کے سنگم سے بھی آگے، تو فکر ان حدود تک کیسے جرات پرواز کرے؟ بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ جن شخص نے ساری زندگی اس مدحت و عقیدت میں گزار دی، اللہ تعالیٰ اس کا توشہ آخرت مقبول فرمائیں۔ (آمین)

صلاح الدین ناسک

ایم اے صحافت کونہ



فضائے پر کیف

الحاج محمود علی ظہوری کا کوئی نعتیہ مجموعہ میری نظر سے نہیں گزرا البتہ
 ٹی وی پر ان کی ایک دو نعتیں سننے کا اتفاق ہوا ہے یا پھر کئی نعتیہ محفلوں میں
 ان کی زبانی اور دیگر نعت خواں حضرات کے وسیلے سے ان کی جو دو چار نعتیں
 سنی ہیں۔ ان کو سن کر جو مجموعہ تاثر پیدا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ظہوری صاحب
 نعت میں عشقیہ انداز لئے ہوئے ہیں اور نعت گو حضرات کی اس قبیل سے
 متعلق ہیں جس میں علامہ بوصیریؒ مولانا جامیؒ بیدم وارثیؒ مولانا احمد رضا
 خاںؒ بہزاد لکھنویؒ اور حافظ مظہر الدینؒ کے نام لئے جاسکتے ہیں۔

ظہوری صاحب کی نعت زیارت روضہ رسولؐ کے گرد گھومتی ہے۔
 کبھی وہ ان احساسات قلبی کا اظہار کرتے ہیں جو دربار رسولؐ میں حاضری
 سے قبل ایک عقیدت مند کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوتا ہے اور کبھی
 مدینے سے واپسی کے بعد پھر حاضری کی خواہش اور اپنی بے بال و پری کا
 اظہار بڑے موثر طریقے سے کرتے ہیں۔ ان کی نعتوں کی مجموعی فضا پر کیف
 اور سرور انگیز ہوتی ہے اور اکثر شعری بحور میں بڑی موسیقیت اور بہاؤ ہوتا
 ہے۔ آپ کی نعتوں میں محبت و شیفگی کا جذبہ غالب رہتا ہے۔

مرتضی برلاس

معیاری شاعری

برصغیر پاک و ہند کے صاحب درد غزل گو شاعر خواجہ میر درد اپنی کتاب ”نالہ درد“ کے صفحہ نمبر ۲۸ پر معیاری شاعری کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

”شاعری ایسا کمال نہیں جس کو مرد آدمی پیشہ بنالے اور اس پر ناز کرے۔ البتہ انسانی ہنروں میں سے ایک ہنر ہے۔ بشرطیکہ صلہ حاصل کرنے اور در بدر پھرنے کا آلہ نہ بنے اور مدح و ہجو، دنیا کمانے کے لئے نہ کہے ورنہ گداگری کی ایک صورت ہے اور عمامی و بد نفسی کی دلیل۔“

بہت کم شعراء اس معیاری شاعری پر پورا اترتے ہیں۔ ان شرائط کا تعلق گوہرہ راہ راست شاعری سے نہیں۔ سیرت و کردار سے ہے۔ لیکن اسلام میں سب سے بڑا فن تعمیر سیرت نگاری ہے۔ جناب ظہوری صاحب کا شمار بھی چند ان گنے چنے شعراء میں ہوتا ہے جو معیاری شاعری پر پورا اترتے ہیں اور وہ اس راز سے واقف ہیں۔ انہوں نے اپنی محبت صادقہ کو دنیاوی طلب و آرزو اور کسی دنیاوی بادشاہ کی مدح و ہجو سے رسوا نہیں کیا۔ رب کائنات موصوف کو عمر خضر سے نوازے۔

پریشان خٹک
اسلام آباد

العائم خداوندی

نعت گوئی ایک الہام خداوندی ہے۔ اس کا وہی حقدار ہوتا ہے جس میں جذبہ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پوری آب و تاب کیساتھ جلوہ گر ہو، عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس میں نورانی طبع کی صلاحیت ہو اور وہ اپنی اس خوبی کو استعمال کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہو۔

الحاج ظہوری قصوری کی تمام شاعری جذب و کیف، عشق و مستی اور عقیدت و محبت میں ڈوبی ہوئی ہے۔ خدا نے انہیں دل گداز دل اور معنی آفریں فکر سے نوازا ہے۔ وہ نعت گوئی اور نعت خوانی دونوں اوصاف سے بیک وقت متصف ہیں۔ دیکھئے کس والہانہ انداز میں کہتے ہیں۔

بیٹھے اٹھتے نبی کی گفتگو کرتے رہے
عشق والے ہیں جو ان کی آرزو کرتے رہے
عاشقان مصطفیٰ ہر دور میں ہر موڑ پر
آپ کے نقش قدم کی جستجو کرتے رہے
وہ جہاں میں وہ ظہوری پا گئے ہیں آبرو
جو بھی نام مصطفیٰ کی آبرو کرتے رہے

شہاب دہلوی

مقبول عام

محترم الحاج محمد علی ظہوری کا نعتیہ دیوان نوائے ظہوری (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء) راقم کے سامنے ہے۔ دیوان کیا ہے، عشق رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ایک چمن ہے۔ نقش بھی حسین اور کتابت و طباعت بھی حسین، سبحان اللہ، ماشاء اللہ، نور علی نور۔۔۔۔۔ زمین دل بڑی زرخیز ہے، یہ نم ہو جائے تو خزاں رسیدہ گلشن میں بہار آ جاتی ہے۔ ظہوری کا سینہ عشق و محبت کی ان بہاروں کا امین ہے، ان کی زبان سے پھول جھرتے ہیں۔ ان کے کلام میں سوز و گداز ہے، ان کی نعتیں سن سن کر آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔ بلاشبہ عشق رسول نے ظہوری کی نعتوں کو گراں مایہ بنا دیا ہے۔

نعت گوئی صنف شاعری بھی اور اظہار عاشقی بھی۔ کامیاب نعت گو وہی ہے جو کسی عاشق خستہ جگر کے دل میں جگہ پائے اور کسی باکمال شاعر کی نظروں میں سما جائے۔ ظہوری کی نعتوں نے ایک طرف پیر طریقت حضرت محمد، معصوم بادشاہ علیہ الرحمہ (سجادہ نشین دربارہ عالیہ چورہ شریف) کے دل میں جگہ پائی اور دوسری طرف احمد ندیم قاسمی اور عزیز حاصل پوری جیسے شعراء سے خراج عقیدت حاصل کیا۔

جب کسی شاعر کی نظمیں قبول عام حاصل کر لیں تو یہ دربار الہی میں اس کی مقبولیت کی نشانی ہے اور خواص و عوام میں مقبولیت اللہ کی رحمت ہے، ظہوری کی نعتیں مقبول خاص و عام ہیں بلکہ بعض نعتیں ملک کے طول و عرض میں ذوق و شوق سے پڑھی اور سنی جاتی ہیں۔ مثلاً ان کی یہ نعت جس کا مطلع ہے

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
اور یہ نعت جس کا مطلع ہے۔

تیرے قدموں میں آنا مرا کام تھا، میری قسمت جگانا تیرا کام ہے
میری آنکھوں کو ہے دید کی آرزو، رخ سے پردہ اٹھانا تیرا کام ہے
یہ نعتیں کراچی میں راقم کی ماہانہ محفلوں میں پڑھی گئیں۔ بڑا سرور و کیف حاصل
ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ سچا شاعر وہی ہے جس کا کلام اس کا تعارف کرائے اور جو
اپنے کلام سے جانا پہچانا جائے۔ الحاج محمد علی ظہوری اس قسم کے باکمال نعت گو شاعر
ہیں، راقم عدیم الفرست رہتا ہے۔ ورنہ ظہوری کے دیوان کا حق ہے کہ اس پر سیر
حاصل لکھا جائے۔ مولانا تعالیٰ اس نذرانہ عشق و محبت کو قبول فرما کر اپنی بیکراں
نعمتوں سے نوازے۔

پروفیسر محمد مسعود احمد
پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹھٹھہ سندھ

گیارہویں قومی سیرت کانفرنس ۱۴۰۸ھ

پروفیسر فیاض کاوش
میرپور سندھ

گیارہویں قومی سیرت کانفرنس منعقدہ ۱۴۰۸ھ اسلام آباد میں احقر کو پہلی بار
ظہوری صاحب کو سننے کی سعادت حاصل ہوئی۔۔۔۔۔ وہ کیا نورانی محفل
تھی۔۔۔۔۔! سبحان اللہ!!!

نعت شریف پڑھنے کے لئے جب ظہوری صاحب کے نام کا اعلان ہوا تو اسمبلی
ہال میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔۔۔۔۔ جب ظہوری صاحب اسٹیج پر تشریف لائے تو
سامعین کا جوش و خروش اپنے عروج پر پہنچ گیا۔۔۔۔۔!!!
اور پھر ظہوری صاحب

”یوں لب کشا ہوئے کہ گلستاں بنا دیا“

نورانی کلام عقیدت کے پھولوں میں بسا ہوا اور محبت کی خوشبو سے مہکتا ہوا۔۔۔۔۔
رشک صد بہار تھا۔۔۔۔۔!!!

عالم کیف و سرور میں یوں محسوس ہو رہا تھا کہ۔

”بلبل چمک رہا ہے ریاض رسول میں“

سب مست و سرشار تھے!

اس محفل نکلت و نور کا منظر۔۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔۔ اللہ۔۔۔۔۔!!!

میں نے تو یہاں تک دیکھا کہ مولانا عبدالقادر آزاد، خطیب بادشاہی مسجد لاہور کا تہرے دستار ہو چکا تھا۔۔۔۔۔ وہ اپنی دستار ہاتھوں میں تھامے عالم سرور میں جھومے جا رہے تھے۔۔۔ اور مولانا عثمانی۔ مہتمم دارالعلوم کراچی، جوش میں آکر ہاتھ اٹھا اٹھا کر داد دیئے جا رہے تھے۔۔۔!

بس اسی سے دیگر سامعین کرام کے جذبات کا اندازہ لگا لیجئے!۔۔۔ ظہوری صاحب سب ہی پراثر و تاثیر کی بجلیاں گرا رہے تھے!۔۔۔

نعت کے لفظ لفظ سے حب نبیؐ کے والہانہ جذبات پھوٹ رہے تھے اور حرف حرف سے عشق رسول کے احساسات ابل رہے تھے!!!

غرضیکہ آپ کا سارا کلام ہی حسن عقیدت کا آئینہ دار ہے اور جمال محبت کا گلشن بے خار ہے!!!۔۔۔ آپ کی شگفتہ بیانی رشک صد بہار ہے!!!۔۔۔ سلاست و روانی اور بے ساختگی و برجستگی آپ کی نعتوں کا طرہ امتیاز ہے!۔۔۔ آپ کی نعتوں کو جتنی بار سنا جاتا ہے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ روح کو وجد آتا ہے۔۔۔!!!

آپ کے نعتیہ کلام کو اللہ تعالیٰ نے زیور قبول عام سے ایسا آراستہ پیراستہ فرمایا ہے آج آپ کی نعتیں بچہ بچہ کی زبان پر رواں دواں اور ہر محفل نعت کی روح رواں ہیں۔

چراغِ محبت

محمد علی ظہوری گزشتہ چالیس برس سے نعت گوئی اور نعت خوانی کے میدان میں اپنی محبتوں اور عقیدتوں کے چراغِ جلائے بارگاہِ رسولؐ میں مودب و سرنگوں کھڑے ہیں۔ نعتِ عبد و معبود کے درمیان جس محبت کے رشتے کو استوار کرتی ہے۔ اس سے ظہوری صاحب کے دل و دماغ روشن ہیں۔ نعت گوئی ایک انتہائی مشکل فن ہے۔ یہ تلوار کی دھار پر چلنا اور بال سے نازک راستے پر قدم دھرنے کے مترادف ہے۔ حسن صورت و جمال سیرت کا بیان انسانی قلب اور انسانی شعور و وجدان کو منور کرتا ہے اور آرزوئے حضوری کی تڑپ، نیاز و گداز کی رعنائیوں سے فکر و نظر کو درخشندہ کرتی ہیں۔ محمد علی ظہوری کی نعتیہ شاعری میں یہ تمام عناصر بدرجہ اتم موجود ہیں۔

میری دلی دعا ہے کہ ان کا جذبہ محبت درگاہِ حمدیت اور بارگاہِ رسالت میں قبول ہو تاکہ سفرِ نعت میں ان کا جذبہ و شوق اپنی پوری آب و تاب سے فروزاں ہوتا رہے۔

پروفیسر محسن احسان چیئرمین انگلش
اسلامیہ کالج پشاور

اعزاز و ابستگی

محمد علی ظہوری صاحب سے مجھے براہ راست اور بالمشافہ ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہے لیکن ان کا نعتیہ کلام (جستہ جستہ) کئی اخبار رسالے کی وساطت سے نظر سے گزرا ہے اور گاہے بگاہے ان کے حسن الحان سے بھی ریڈیو یا ٹی وی کی معرفت فیض یاب ہوا ہوں۔ یہ دونوں فن اللہ تعالیٰ نے ان کو فراوانی سے دیئے ہیں کہ ان میں روانی انہوں نے اپنی ریاضت لگن اور محنت سے پیدا کی ہے۔

رسالت ماب سے وابستگی کتنی بڑی سعادت اور کتنا بڑا اعزاز ہے یہ تو کہنے کی بات نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص اس اسم مبارک اور ذات اقدس کی تسبیح کو اپنے روز و شب کا معمول اور زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہی بنا لے تو وہ ہم جیسے دنیا داروں سے نہ صرف یہ کہ ممتاز ہو جاتا ہے بلکہ اس کا نعتیہ کلام و الحان ہمیں وہ فضا اور ماحول بھی مہیا کرتے ہیں جو ذکر محبوب حق سے معطر و منور ہوتا ہے اور یہ اعزاز جناب محمد علی ظہوری کو حق تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ محدود علم اور مطالعہ کے باوصف میرا خیال یہ ہے کہ نعت گوئی اور نعت خوانی کی تاریخ بالخصوص پنجاب میں جناب محمد علی ظہوری کے ذکر کے بغیر نامکمل رہے گی۔

اللہ تعالیٰ جناب ظہوری کے دینی و دنیاوی مرتبے کو اور بلند کرے (آمین)

اعزاز احمد آذر

ریڈیڈنٹ ڈائریکٹر

الحاج محمد علی ظہوری نعت خوانوں کے قائد اعظم

ڈاکٹر نذیر بیگ قمر تابش
.....سیالکوٹ.....

جناب الحاج محمد علی ظہوری صاحب کا اسم گرامی جب بھی لیں لکھیں یا سنیں اسی لمحے بہشت روح خوشبوئے نعت سے مہکنے لگتی ہے۔ جان ایک کیف مدام سے جھومنا شروع کر دیتی ہے۔ یہ مقدس ترین حوالہ بارگاہ رسالت میں مقبول ان خوش نصیب ہستیوں کو تفویض ہوتا ہے جو روز اول سے حضور پر نور کی محبت میں اپنے قلب و دل بے قرار لے کر آئے ہیں۔ جو اس منظر نور ذات کے حسن و جمال کی جگمگاتی کیفیتوں کو طشت اشعار میں سجا کر پیش کرنے کا اسلوب لے کر پیدا ہوئے ہیں۔ جو شمائل مصطفویٰ کے قرینہ اظہار کے شرف سے مشرف ہو کر عمر بھر اوج مضمون رسالت کی رفعتوں کے کھوج میں قافیہ پیا رہتے ہیں۔ جو غبار راہ مدینہ کی افشاں اپنی جبینوں پر سجائے گنجینہ انوار اول کی مہ پاش نوازشات کا ذکر نجوم الفاظ و معانی کی شکل میں افلاک روئیف و قافیہ میں ٹانکتے رہتے ہیں۔

یعنی اس دشت امکان میں تعریف و توصیف نبی کے حدی خواں ایک قافلے کی صورت ازل سے منزل عشق و محبت کی طرف رواں ہیں۔ ثنا خوان مصطفیٰ کے اس قبیلے کا ہر فرد اپنی اپنی کیفیتوں میں سرشار کمال بے خودی میں محو سفر ہے۔ ہر مسافر

حضورؐ کے ساتھ اپنے تعلق غلامی کا اعلان اپنی بساط فکر ہمت تخیل اور مشاہدے کی پاکیزہ اساس کے تناظر میں کرتا ہوا اپنی جہیں کو ادب سے نگوں رکھے ہوئے رواں دواں ہے۔ حضورؐ کے حسن و جمال شمائل و خصائل بخشش و احسانات اور کریمانہ عنایات کو اپنے اپنے اسلوب میں بیان کرنے والے خوش نصیبوں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ حوالہ خبر اور تحریر اسے مرتب کرنے سے عاجز ہے۔ نعت مصطفیٰؐ کہنے والوں کی تاریخ خدا کے تمام پیغمبروں حضورؐ کی آل پاک اہل بیت صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اولیاء کرام اور سلف صالحین سے لے کر آج کے دور کے تمام نعت کہنے والوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ صالحین کے اس قبیلے میں نعت کہنے کے حوالے سے ایسی ایسی عظیم ہستیوں کے اسمائے گرامی آتے ہیں کہ جن کے کلام بلاغت نظام کے چرچے صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی خوبی مضمون اور حسن فکر میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ آج بھی ان عاشقان حبیبؐ خدا کے اشعار ہر صاحب ذوق کی محبت کے ازلی اسرار و رموز سے آگاہ کرتے ہوئے بارگاہ رسالتؐ سے فیض یاب ہونے کی سعادت سے نوازتے ہیں۔

ان محبان رسول کا کلام سنتے ہی آج بھی وجد طاری ہو جاتا ہے میری مراد جناب حسانؓ بن ثابت، کعبؓ بن زہیر علامہ بوصیریؓ سنائیؓ۔ ابن عربیؒ قدسیؒ عربیؒ عراقیؒ خاقانیؒ نظیریؒ فردوسیؒ حافظ شیرازیؒ سعدیؒ رومیؒ جامیؒ خسروؒ احمدؒ رضا خاں صاحب سے ہے۔ اس کے علاوہ بھی نعت گوئی کے منصب جلیلہ پر فائز اور بے شمار عارفان حقیقت کے اسمائے گرامی آتے ہیں جو زندگی بھر صرف اور صرف مدحت رسولؐ مکرم ہی رقم کرنے کی سعادت میں مصروف رہے۔

فطرت اپنے ایک ازلی اصول کے تحت ان شاخون رسولؐ کے جانشین ہر دور اور ہر عہد میں پیدا کرنے کی پابند ہے۔ قدرت اس مقصد کے لئے دروہ محبت سے آگاہ اور گداز عشق سے آشنا عشاق مصطفیٰؐ کے ایک مخصوص قبیلے کے خوش نصیب افراد کو پیدا کرنے پر قادر ہے یہ لوگ اپنی مخصوص اداؤں کے جلو میں بے خود مگر مرکز ادب پر سجدہ ریزی میں باہوش عبادت عشق میں مصروف اشتیاق بیکراں کے کیف میں مست

ہر وقت بارگاہِ رسولؐ میں نعت کے پھول پیش کرتے ہیں۔ ادب گاہِ محبت کی وادی میں نسبت رسولؐ کے حوالے سے ایک ایک دشت اور ایک ایک زرے کا مضمون اپنے اشعار میں بہ صد تقدیس باندھتے ہیں۔

نمازِ عشق کے انہیں ارکان کی پابند۔ نعت لکھنے اور نعت پڑھنے کے تمام اسلوب سے کماحقہ، آگاہ سوز و گداز کی تمام کیفیتوں سے معمور انوارِ شریعت سے پر نور ایک شخصیت کو فطرت نے اپنے ازلی اصول کے مطابق ۱۹۳۲ء میں رائے ونڈ روڈ لاہور کے قریب موضعِ ارائیاں میں حاجی میاں نور محمد صاحب نقشبندی کے ہاں پیدا کر دیا۔ جس کا نام محمد علی رکھا گیا۔ گھر کا ماحول دینی تھا۔ اس ماحول میں پروان چڑھتے ہوئے شعور کی آنکھ کھلی تو محمد علی اس وقت درجہ چہارم کے طالب علم تھے۔ ان کے والد ماجد کی روحانی نسبت حضرت میاں شیر محمد صاحب شرق پوری شریف والوں سے تھی جناب نور محمد صاحب اپنے نور عین جناب محمد علی کو ہر سال سالانہ عرس پر شیر ربانی کی بارگاہ میں لے جاتے تھے۔ ایک برس عرس کے بے پناہ ہجوم میں محمد علی صاحب کو نعت پڑھنے کا موقع ملا۔ آپ نے اس وقت کے مشہور شاعر راقب قسوری صاحب کی نعت پڑھی۔ زندگی میں پہلی مرتبہ اتنے ہجوم میں نعت پیش کرنے کا آپ کا پہلا موقع تھا اور زندگی میں پہلی مرتبہ انہوں نے مائیک دیکھا۔ اس پاکیزہ اجتماع میں مشائخِ علما کے علاوہ باذوق لوگوں کی بہت بڑی تعداد تھی۔ بالخصوص حضرت قبلہ غلام اللہ ثانی کی موجودگی کا شرف بھی حاصل تھا۔ بے پناہ داد ملی بڑی حوصلہ افزائی ہوئی۔ اور پھر کہ فطرت خود کیا کرتی ہے ”لالے ملی حنا بندی“ کے مصداق قدرت نے انہیں ایسے مواقع فراہم کئے کہ ان کے ذوق اور شوق میں خود بخود ترقی ہوتی گئی۔ موضع سوڈھی وال لاہور میں ایک بزرگ جناب میاں ظہور الدین نقشبندی مرتضائی کا سلسلہ طریقت حضرت خواجہ دائم الحضور قسوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا تھا۔ ان کی نگاہ انتخاب نے بہاں محمد علی صاحب کے ذوق و شوق میں اضافہ فرمایا وہاں ان کے دل و نگاہ کی کائنات بھی بدل کے رکھ دی اور ان کے سینے کو الفتِ رسولؐ کا خزانہ بنا دیا۔ محمد علی ظہوری کہلوانا پسند فرمایا، روحانی محفلوں میں عشق و محبت کی ترویج کے ساتھ

ساتھ محمد علی ظہوری صاحب نے ظاہری علوم کے حصول کو بھی جاری رکھا۔ والد محترم کے حکم پر معلمی کی خدمت اختیار کی۔ ساتھ ساتھ اپنی ظاہری علمی استطاعت میں اضافہ بھی کرتے رہے آپ پنجابی فاضل اور اردو فاضل کے امتحانات سے بخیر و خوبی فارغ ہو گئے۔ تیس برس تک آپ نے تدریس و درس کی ذمہ داریاں قصور شہر میں نبھائیں اور ساتھ ساتھ نعت کے حوالے سے شاعری بھی کرتے رہے۔ فطرت اپنے بندوں کی نگہداشت کے سلسلے میں بڑی پابند ہوتی ہے۔ محمد علی ظہوری صاحب کو مرشد کابل ظہور الدین صاحب سے بے حد عقیدت تھی۔ ظہور الدین صاحب اپنے مرشد پاک حضرت مہر محمد صوبہ صاحب (جن کا مزار میانی شریف قبرستان لاہور میں بربل سڑک واقع ہے) کی یاد میں حلقہ ذکر تقریب عرس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ بہترین ذوق کے مالک تھے ان کا سینہ سوز عشق سے معمور تھا۔ ظہوری صاحب کے شعری ذوق کو ان کی رفاقت نے خوب جلا بخشی۔ قدرت نے سوز محبت کے رموز سے آگاہی کے سامان پیدا کر دیئے اور خوش الحانی نے ظہوری صاحب کو لوگوں کی آنکھوں پر بٹھا دیا۔ اپنا کلام اپنی آواز میں خوش الحانی سے پیش کرنے لگے مشاعرے لوٹنے شروع کر دیئے۔ انہیں ایام میں مختلف ادبی حلقوں میں انہیں شرکت کا شرف حاصل ہوا اس وقت اور دیگر شہرولی کے مشہور شعراء احسان دانش، احمد ندیم قاسمی، حفیظ جالندھری، طفیل ہوشیار پوری، پیر فضل گجراتی، دائم اقبال دائم اور دیگر حضرات کو سنتے رہے۔ ظہوری صاحب کے پیشوا حضرت جناب ظہور الدین صاحب کا اردو پنجابی کلام ان دنوں بہت ہی مشہور تھا جو محفلوں میں کثرت سے پڑھا اور پسند بھی کیا جاتا تھا۔ لوگ کیف و سرور میں ڈوب ڈوب جاتے۔ ظہوری صاحب نے اپنے ادبی سفر کی روش کو روحانیت سے ہمیشہ مستنیر رکھا اپنے اشعار کو درد و سوز کا پیکر بنانے کے لئے مختلف صاحب دل بزرگوں کی بارگاہ سے فیض یاب ہوتے رہے اسی ضمن میں ایک بڑے کامل بزرگ جناب غلام مرتضیٰ صاحب کا ذکر یہاں کرنا بہت ضروری ہے۔ جو جناب پیر ہلمی شاہ صاحب اور جناب وارث شاہ صاحب کے استاد تھے اور جن کا سلسلہ طریقت محترم شاہ غلام علی دھادی سے ملتا ہے اور شاعری کے حوالے سے یہ سلسلہ ذوق و شوق حضرت

مظہر جان جاناں تک بھی چلا جاتا ہے۔ ان نسبتوں نے ظہوری صاحب کی سوچوں کا رخ نعت کی طرف مزید موڑ دیا۔ آپ نعت کے حوالے سے ایک بہت بڑے تبلیغی مشن کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے اہل ہو گئے قصور میں اس حوالے سے آپ نے برسوں تک خاصہ کام کیا اس سلسلے میں قصور میں خلیل آتش صاحب سے ہم نشینی رہی۔ اس لگن کے تحت قصور کے نامور خطیب محمد شریف نوری قصوری مرحوم کے ساتھ مل کر ایک پرچہ نور و ظہور نکالا جو بہت جلد مقبول خاص و عام ہوا۔ اس سلسلے میں بھی شاعروں سے رابطہ رہا اور نور و ظہور کے مختلف نمبر نکالے جن میں میلاد نمبر، نعت نمبر، شہید اعظم نمبر قابل ذکر ہیں یہ تمام نمبر ظہوری صاحب کی ادارت میں تدوین کے مراحل سے گزرے اور بے حد پسند کئے گئے۔ تین برس بعد علامہ مولوی محمد شریف نوری صاحب کے لاہور منتقل ہونے سے پرچہ کا سلسلہ بند ہو گیا۔

محمد علی ظہوری صاحب نعت کے اعتبار سے صوت و مضمون کا خوبصورت حوالہ ہیں۔ آپ پنجابی اور اردو زبانوں میں پورے اعتماد کے ساتھ شعر کہتے ہیں۔ آپ کا اسلوب نہایت سادہ مگر دل نشین ہے پھر آپ کا انوار خوش الحانی کلام کو کیف کی بلندیوں پر لے جاتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس انتہائی بے راہروی کے دور میں آپ نے اپنے کلام اور انداز بیان کی خوبیوں سے عشق مصطفیٰ کو سینوں میں اتارا ہے۔ کوئی رز ہو کہ محفل میلاد کوئی دینی جلسہ ہو کہ تبلیغی اجتماع انہی کی نعت پڑھی جاتی انہیں کی نعت سنی جاتی ہے اور کیف و سرور کے عالم میں انسان عشق رسول کے جھولوں میں جھولنے لگتے ہیں۔ ظہوری صاحب نعت کے تقدس کا پورے خلوص سے خیال رکھتے ہیں۔ ہمیشہ باوضو نعت پڑھتے ہیں۔ اپنے انداز بیاں سے اور میں تو کہوں گا تصرف سے سینوں میں نعت کو راسخ کرتے ہیں۔

ظاہری اعتبار سے شریعت مظاہرہ کی پابندی انہیں بعض دوسرے بڑے بڑے عظیم نعت خوانوں سے بڑا پر شکوہ امتیاز عطا کرتی ہے۔ آپ کی نشست و برخاست آپ کی خموشی آپ کی گفتگو آپ کا دیکھنا آپ کا سوچنا معاملات میں آپ کا اسلوب، آپ کی دوستی آپ کی دشمنی آپ کا کھانا آپ کا پینا سب کچھ شریعت کے عین مطابق ہے۔

آپ اپنے قاتل کے منہ سے بھی نعت سن کر راضی ہیں جبکہ عظمت نعت اور طہارت نعت کے سلسلے میں اپنے انتہائی عزیز کی گستاخی کو ناقابل برداشت سمجھتے ہیں۔ آپ کے نزدیک نعت خوانی کے میدان میں مردوں کی محفل میں خواتین کی حوصلہ افزائی عصمت نعت کے خلاف ایک کھلی سازش ہے۔ نعت روح اور دل کی پاکیزگی اور طہارت کے لئے ایک آفاقی سند ہے۔ مردوں کی محفل میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اس روش سے امت کے اخلاق کے عظیم ترین اثاثے کے لٹ جانے کا شدید خطرہ موجود ہے۔

ظہوری صاحب کا بطور خاص اس انداز سے سوچنا ان کی روح میں رچے بے ہوئے نعت رسولؐ کے نور کا واضح ثبوت ہے۔ آپ نعت کے تقدس کو اسلامی ضابطہ اخلاق کے حوالے سے اہم اور اونچا درجہ دیتے ہیں اور اس پر نعت کہنے اور لکھنے والے حضرات کو ہر حالت میں پابند دیکھنے کے متمنی ہیں۔ ظہوری صاحب کی یہ آرزو کو دیکھا جائے تو پاکیزگی اور تقدس کے باب میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔ آپ کی یہ سوچ بھی ہر لحاظ سے نور عشق رسولؐ سے مستنیر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ظہوری صاحب ذکر رسولؐ کریم کی محافل کے توسط سے اس دور کی بے راہرو نوجوان نسل کو اخلاق حمیدہ سے آراستہ کرنے کا اہم فریضہ بھی ادا کر رہے ہیں۔ نعت کی محافل میں کئی ایسے واقعات رونما ہوتے ہوئے کہ پراگندہ اور آلودہ زندگی کے اسیر لوگوں نے گناہوں سے توبہ کی اور اپنے سینوں کو عشق و محبت کے نور سے معمور کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بارگاہ رسالت میں خیر و برکت کے طلبگار ہوئے۔ ظہوری صاحب نے اپنی نعتوں کو طہارت افکار سے لکھا ہے اور پھر کیف و مستی میں ڈوب کر اس انداز سے پیش کیا ہے کہ خواص و عام غریب و امیر تاجر و مزدور حاکم و محکوم امام و مقتدی آقا و خادم بلا امتیاز جذبہ محبت سے سرشار گداز دل کی دولت سے فیض یاب ہوتے ہیں اسلامی معاشرے کے بہترین اور مفید ترین ارکان کی صورت خاص و عام کے لئے فرش راہ ہیں اخلاص کی دولت سے مالا مال باہمی محبت اور یگانگت کے علم بردار ہیں میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ اپنے پاکیزہ افکار اور اخلاق کے تحت جناب ظہوری صاحب عشق

رسولؐ کی ترویج کے حوالے سے اصل تبلیغ کا اہم فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ قریہ
 قریہ بستی بستی شہر شہر گاؤں گاؤں ان کی نعتوں سے گونج رہا ہے۔ اس لحاظ سے ہم
 وقت اس جہاں میں بارانِ رحمت کا سماں ہے۔ آپ اس دینی خدمت کے حوالے سے
 ہر وقت سفر میں ہر روز سفر میں رہتے ہیں۔ اس پاکیزہ مشن کو جاری رکھتے ہوئے
 روزانہ میلوں کا سفر طے کر کے مہمانِ رسولؐ کی محفلوں میں جاتے ہیں اپنی نعتیں اپنے
 مخصوص انداز میں سنا کر مجالس کو کیف و سرور کی دولت سے مالا مال کر رہے ہیں۔
 کوئی بھی شعبہ حیات ہو انسان کے ہمعصر ضرور ہوتے ہیں اور حقیقت میں یہ لوگ
 ایک دوسرے کے لئے اوج و ترقی کا باعث بھی ہوتے ہیں۔ ظہوری صاحب کے بھی
 بہت سے معتبر ہمعصر نعت گوئی کے حوالے سے اور نعت خوانی کے حوالے سے ہیں
 جس کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ اعظم چشتی، مستری علی محمد جالندھری، بابا محمد علی ملتان،
 جان محمد جانی، صوفی جان محمد امرتسری، قاری محبوب سلیم، سائیں مستانہ گجراتی، صوفی
 عبدالرشید گجراتی، نظیر نظامی، حاجی محمد دین حیدری قصوری، صابر حسین، افتخار حسین
 جماعتی قصوری، یہاں اگر ایک عظیم المرتبت نعت خواں کا ذکر نہ کیا جائے تو مضمون
 تشنہ رہ جائے گا میری مراد طوطی ہند بابا محمد علی ظہوری صاحب انہیں بابائے نعت کہتے
 ہیں۔ بابا محمد علی طوطی ہند حضرت شاہ لاٹانی علی پوری سیالکوٹ کے مریدان خاص میں
 سے ایک تھے اور اس وقت سارے پاک و ہند میں نعت خوانی میں ان کا کوئی ثانی نہ
 تھا آپ موضع ٹرپٹی تحصیل شکرگڑھ سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ آخری عمر میں
 بصارت سے محروم ہو گئے تھے۔ اپنی تقریبات میں صرف کھڑے ہو جاتے تھے کوئی لفظ
 نہیں بولتے تھے۔ مخلوق خدا والہانہ طور پر اپنا سب کچھ ان پر نثار کر دیتی تھی۔ آج
 کل ان کے صاحب زادے صوفی محمد حسین بہترین نعت خوان ہیں آپ اکثر پروفیسر محمد
 حسین آسی صاحب کا کلام سناتے ہیں جو ہر لحاظ سے اپنی مثال آپ ہوتا ہے۔ جناب
 آسی صاحب کا ذکر خیر آیا ہے تو اس تابعدار روزگار شخصیت نے بھی نعت کے حوالے
 سے اس ربیعہ صدی میں بے مثال خدمات سرانجام دی ہیں اگر میں ان خدمات کا مختصر
 ہی ذکر کروں تو مضمون ضرورت سے زیادہ طویل ہو جائے گا آسی صاحب ربیعہ

الاول کی ایک نعتیہ تقریب میں جناب ظہوری صاحب کو فرمایا کہ آپ نعت خوانی کے قائد اعظم ہیں۔ حقیقت ہے اس امتیاز کے ظہوری صاحب ہر لحاظ سے مستحق بھی ہیں۔ فن اور خدمت کے حوالے سے ظہوری صاحب کا تعارف اس مختصرے مضمون میں نہیں ہو سکتا۔ ظہوری صاحب فن نعت گوئی اور نعت خوانی کا نصف صدی پر محیط ایک مکمل عہد ہیں۔ اس عہد میں ظہوری صاحب نے بڑے بڑے محققین، علمائے دین، عظیم المرتب مشائخ اور صاحبان فکر و نظر کو اپنے کلام اور اسلوب ادائیگی سے محظوظ فرمایا اور انہوں نے ظہوری صاحب کی بڑی پذیرائی فرمائی ان کے اسمائے گرامی کی فہرست درج کر کے ان خدام اللہ کے احسانات کا اعتراف کرنا بے حد ضروری سمجھتا ہوں۔ ان مشائخ میں حضرت قبلہ پیر علی حسین شاہ صاحب علی پوری، حضرت قبلہ پیر ولایت علی شاہ صاحب گجراتی، خانوادہ امیر ملت کے پیر محمد حسین صاحب، نور حسین صاحب، اختر حسین صاحب، آستانہ عالیہ چورہ شریف کے حضرت پیر معصوم بادشاہ صاحب نے تو والہانہ شفقت فرمائی۔ پیر ایوب شاہ صاحب نوری، حضرت میاں رحمت علی صاحب گھنگ شریف ضلع لاہور، حضرت پیر محمود علی شاہ، حضرت بابا محمد علی شاہ، حضرت پیر عثمان علی شاہ، کرانوالہ شریف، حضرت خواجہ شبیر احمد صاحب سجادہ نشین دربار حضرت دائم الحضور، حضرت پیر فاروق رحمانی کراچی، پیر بھائی جان صاحب کراچی، پیر طریقت حضرت صاحبزادہ محمد نقشبند پیر کریاں پاک پتن، حضرت پیر مولانا محمد علی خان صاحب بسی شریف ان کی مرقد حضرت بابا فرید الدین شکر گنج کے احاطہ میں ہے۔

علمائے حق کی فہرست یہ ہے۔

حضرت علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی ملتان، لقیبہ، اعظم حضرت مولانا نور اللہ صاحب بصیر پوری ساہی وال، حضرت علامہ سید منظور احمد شاہ صاحب ساہیوال، حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی لاہور، جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری، حضرت مولانا عنایت اللہ سانگلہ ہل، حضرت مولانا غلام دین صاحب انجمن شیڈ لاہور، حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا علامہ فیض الحسن

صاحب آلومہاروی، شیخ القرآن علامہ پیر عبدالغفور ہزاروی صاحب، حضرت صاحب زادہ صاحب حبیب الرحمن صاحب عیدگاہ راولپنڈی، مفتی مختار احمد صاحب گجراتی مفتی مولانا غلام حسین صاحب نوری ساہی وال، مولانا محمد شریف نوری۔

ان سب شخصیات کے ساتھ ایک عظیم المرتب شخصیت جناب مولانا ضیاء الدین صاحب مدنی رحمت اللہ علیہ جن کے آستانہ عالیہ مدینہ پاک میں عربی، اردو، فارسی کلام پیش کرنے کی ظہوری صاحب کو سعادت نصیب ہوئی۔ مولانا ضیاء الدین مدنی ایک عظیم عاشق رسول مقبول تھے ہر شب محفل میلاد اپنے مکان پر کراتے اور جس کی ایک کھڑکی مسجد کی طرف کھلتی جس میں سے گنبد خضریٰ کا نظارہ بھی ہوتا۔ عاشقوں کی اداؤں کے بھی قربان جانے کو جی چاہتا ہے۔ ظہوری صاحب کو جناب مولانا ضیاء الدین مدنی صاحب نے بطور خاص نوازا اور خیر و برکت کی دعائیں دیں۔ اس سعادت کے ساتھ ساتھ ظہوری صاحب کو نعت کے حوالے سے سرہند شریف بغداد شریف کی حاضری کا بھی شرف حاصل ہوا ہے۔ کوئی سرکاری یا غیر سرکاری مذہبی اور دینی تقریب ظہوری صاحب کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ تمام ملکی مشہور کانفرنسوں کے علاوہ برطانیہ میں بارہا شرکت کے لئے آپ تشریف لے گئے لیکن جو کیف اور حضوری کا لطف مدینہ طیبہ میں آیا جو کیف دل و نظر نے گنبد خضریٰ کے نظارہ سے حاصل کیا اس کا ذکر ممکن ہی نہیں۔ اس باران رحمت کے منظر کی بات ہی انوکھی ہے۔

نعت چونکہ تعریف و توصیف مصطفیٰ کے حوالے سے نبی مکرم حضور علیہ السلام کی ایک عظیم ترین مرکزی حیثیت کا بھی مظہر ہے اس لئے بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ نعت کے محاسن نے گروہی نسلی اور طبقاتی نفرتوں اور فاصلوں کو ہلکل مٹانے یا پھر بہت حد تک کم کرنے میں بہت ہی اہم کردار ادا کیا ہے اور اس طرح ظہوری صاحب اپنی نعت گوئی کے حوالے سے اسلامی معاشرے میں باہمی اخوت و محبت اور رواداری کے علم بردار بھی ہیں۔ اس مقدس تعارف کے حوالے سے عرب و عجم کے علاوہ یورپ کے ممالک میں بھی مقیم مسلمانوں کے دلوں میں باہمی محبت اور بھائی چارے کا احساس موجزن ہے۔

مجھے ظہوری صاحب کی نعت کے حوالے سے اردو تصانیف کی زیارت کرنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ آپ کے اردو نعتیہ کلام کے مجموعے کا نام نوائے ظہوری ہے جبکہ پنجابی نعتیہ کلام کے مجموعے کا نام کتھے تیری ثناء ہے۔

نوائے ظہوری ارٹھ نعتوں کا حب رسول میں مہکتا ہوا ایک گلستان ہے۔ ہر نعت مضمون عشق رسول سے مزین ہے۔ ہر شعر اپنے اپنے مقام پر ظہوری صاحب کے ذوق ادب اور انداز بے خودی کا اعلان ہے۔ نہایت سادہ الفاظ اور شستہ زبان میں اپنے موقف کو بیان کرنے کا سلیقہ قدرت نے آپ کو عطا کیا ہے۔ حضور علیہ سلام سے منسلک عظمت کے ہر واقع کو خوبصورت اسلوب سے بڑے پاکیزہ کنائے میں بیان فرمایا ہے۔ یعنی قرآن مجید اور حدیث پاک کو انتہائی سلیس زبان میں واقعات کے حوالے سے نعت کے انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

ظہوری صاحب اپنی نعت گوئی اور نعت خوانی پر جتنا اور جس انداز سے بھی ناز کریں ان کو زیب دیتا ہے۔ نوائے ظہوری کی پہلی نعت کے مطلع میں اس شرف کا بیان آپ نے اس انداز سے فرمایا ہے اور خوب ہی فرمایا ہے۔ آپ نعت نعت پر ناز کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

مقدر کو میرے بخشی گئی رحمت کی تابانی
میرے حصے میں آئی ہے محمد کی ثناء خوانی

مقطع میں اپنی مستانہ کیفیت کا اظہار فرماتے ہوئے یوں کہہ رہے ہیں اس شعر میں پاکیزہ تغزل کی ایک جھلک رقصاں ہے۔

کبھی تو کہہ کے مستانہ ظہوری کو بلائیں گے
کبھی تو کام آ جائے گی میری چاک دامانی

توحید رسالت کے مضامین کو ایک شعر میں سموتے ہوئے فن نعت کے عروج پر پہنچ کر ظہوری صاحب فرما رہے ہیں۔

کوئی مسافر طیبہ کی آنکھ سے دیکھے

غبارِ راہ کے کیف و سرور کی رونق
 سچی بات تو یہ ہے کہ ظہوری صاحب کا سارا کلام اتنا خوبصورت اور کیف آگیا ہے
 کہ میرے لئے انتخاب کرنا بے حد مشکل ہے۔ ہر شعر اپنی جگہ اور مضمون کے اعتبار
 سے انتخاب ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ آپ کے ایک ایک شعر کو اس مضمون کی
 زینت بنا لوں۔ دیکھئے ایک شعر میں حضورؐ کے سکوت اور لب کشائی کو کس طرح بیان
 فرماتے ہیں۔

خاموشی میں اسرارِ رسالت کے نگہبان
 گفتار میں قرآن ہیں سرکارِ دو عالم
 مساوات محمدیؐ کے حوالے سے تاریخ کائنات کے ایک عظیم واقع کی اہمیت
 جتنی منفرد ہے اتنے ہی زور دار لہجے میں ظہوری صاحب غلاموں کے والی حسب و
 نسب میں ساری کائنات سے عالیٰ نبی محترم کے ایثار و محبت کا اعلان کرتے ہوئے کہتے
 ہیں۔

فقط اسلام دنیا میں یہ منظر پیش کرتا ہے
 کہ آقا چل دیئے پیدل سواری پہ غلام آیا
 میلادِ مصطفیٰ کے مضمون کے حوالے سے جناب ظہوری اپنی نعتوں کے بام
 عروج پر ہیں لیکن کئی نعتوں میں ایک خاص صنف شاعری نے ان کے اظہار خیال کو
 چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ان میں ایک نعت کے چند اشعار یہاں زیب مضمون کر رہا
 ہوں اس نعت کے ساتھ ایک بہت بڑے واقع کا تعلق بھی ہے جسے لکھنا میرا فرض
 ہے۔ ۱۹۷۷ میں رائے ونڈ میں ایک عظیم الشان میلاد کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ راقم بھی
 خوش نصیبی سے اس کانفرنس میں ذکر حبیب کے انوار کی دولت سے فیض یاب ہو رہا
 تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میلوں تک تر دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ حسن انتظام کا جواب نہ
 تھا وہاں اتفاق سے مجھے اسٹیج کے قریب جگہ مل گئی۔

اس اجتماع میں دیگر اکابرین اہل سنت کے علاوہ بطور خاص ملت اسلامیہ کے
 بطل جلیل مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا عبدالستار خان صاحب نیازی اور فخر اہل سنت

حضرت علامہ مولانا نورانی صاحب بھی جلوہ افروز تھے۔ اس میلاد کانفرنس میں پاکستان کے گوشے گوشے سے عاشقان رسول حصول برکت کے لئے حاضر تھے۔ بلکہ بیرون ملک سے بھی یورپ کے مختلف ممالک سے صاحبان ذوق حاضر تھے۔ میلوں تک مہمان رسول بیٹھے ہوئے۔ حسن انتظام لاجواب تھا۔ پانی روشنی اور راستوں کا بہترین انتظام تھا اس کے علاوہ ہر شہر اور علاقے کے لوگوں کے لئے الگ الگ جائے نشست تھی اور اس کے لئے الگ الگ شہروں کے نام کے بینر لگائے ہوئے تھے۔ میلوں تک انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر حضور کی بارگاہ میں صلوة و سلام کے نذرانے پیش کر رہا تھا۔ یہ عظیم اجتماع ہر لحاظ سے تبلیغی جماعت کے اجتماع سے کئی گنا بڑا تھا۔

ظہوری صاحب نے اس موقع پر خصوصی طور سے لکھی ہوئی نعت کا مطلع پیش کیا حسن مضمون اور حسن ترنم نے جیسے انوار کی بارش ہی کر دی۔ شمع نبوت کے پروانے وجد میں آگئے اور فضا نعرہ رسالت سے گونج اٹھی۔ ظہوری صاحب کی اس نعت کا مطلع یہ تھا۔

لب پہ صل علیٰ کے ترانے اشک آنکھوں میں آئے ہوئے ہیں
یہ ہوا یہ فضا کہہ رہی ہے آقا تشریف لائے ہوئے ہیں

فنی لحاظ سے ظہوری صاحب کا اسلوب شاعری کا ہر تقاضہ انتہائی معتبر اور مستند انداز میں پورا کرتا ہے خصوصاً آپ کا خوش نما اور پاکیزہ تغزل تو تڑپا کے ہی رکھ دیتا ہے اور میں انتہائی ذمہ داری اور فخر کے ساتھ یہ بات تحریر کر کے انتہائی مسرت محسوس کرتا ہوں کہ اس لحاظ سے اس ربعہ صدی میں کوئی شاعر ظہوری صاحب کی ہمسری کرتا ہوا مجھے نظر نہیں آتا۔ میں اپنے اس دعوے کی دلیل میں ان کے چند اشعار پیش کرتا ہوں جو مختلف نعتوں کی زینت ہیں۔

کیف ہی کیف ہے ساقی تیرے سے خانے میں
جانے کیا چیز ملا بیٹے ہو پیمانے میں
شمع روشن ہو تو پھر جاں کی حفاظت کیسی

ہوش باقی نہیں رہتا کسی پروانے میں

○

روبرو بیٹھنے والوں نے ظہوری ان کے
کس طرح جلوے نگاہوں میں اتارے ہوں گے

○

جھکتا ہے میرا دل بھی میرے سر کے ساتھ ساتھ
ممکن نہیں کہ آپ کی یہ رہگذر نہ ہو

○

زخم خیال یار ہی غم کا علاج ہے
مانگو یہی دعا کہ دعا میں اثر نہ ہو

○

مچل رہی ہے تمنائے دید سینے میں
اہل رہا ہے محبت کا نور آنکھوں سے

○

عجب اعجاز ہے پیر مغاں کے لب کی جنبش میں
وہ دیوانہ جسے کہے دے وہی ہوشیار ہو جائے

○

مقدز کھلا آج میری جبیں کا
تمہارے قدم کا نشان مل گیا ہے

آپ کا پنجابی مجموعہ کلام ”کتھے تیری ثناء“ بھی پنجابی شاعری کے تمام محاسن اور خوبیوں
سے مزین ہے اور تبلیغ رسولؐ کی تمام ضرورت پوری کرتا ہے۔

ظہوری صاحب فروغ حمد و نعت کے سلسلے میں اپنے ذاتی کلام اور روز و شب
کے حسن تبلیغ سے مطمئن ہیں لیکن وہ اس ذوق کو ایک عالم گیر تحریک میں تبدیل کر
کے شرق و غرب میں حبیبؐ خدا کی ثناء خوانی کو مہلکتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ ظہوری

صاحب نغمہ نعت کو ساری کائنات میں گونجتا ہوا سننا چاہتے ہیں۔ اس عظیم مقصد کے لئے آپ نے ۱۹۶۶ء دسمبر میں مرکزی مجلس حسان کی بنیاد رکھی۔ حقیقت ہے کہ فروغِ حمد و نعت کے انتہائی اہم اور احسن ترین مشن میں ظہوری صاحب کا یہ عظیم کارنامہ سارے عالم اسلام میں انہیں ایک خصوصی وقار ایک مخصوص عزت اور منفرد مقام فراہم کرتا ہے۔ گویا آپ نے ساری کائنات میں چھپے ہوئے بے مثال ترنم مسکور کن ادائیگی اور سوز و گداز کے عظیم اثاثے کو صرف اور صرف ترویجِ نعت کی ملکیت بنانے کا بیڑہ اٹھا لیا ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی مجلس حسان کی کارکردگی کا اثر ناہر ہوا۔ ہمارے تمام اخبارات اس کی منہ بولتی گواہی ہیں۔ پاکستان کے تمام صوبوں میں مجلس حسان کی شاخیں بہترین نعت گو اور نعت خوان حضرات کو متعارف کرا رہی ہیں۔ گھر گھر قریہ قریہ بستی بستی نعت کی محفلوں کا انعقاد ہو رہا ہے۔

مجلس حسان کی بازگشت کے طفیل ہندوستان اور یورپ میں بھی انوارِ نعت کی روشنی انسانیت کو نواز رہی ہے۔ ظہوری صاحب نے اپنی تمام توجہ مجلس حسان کے عروج کے لئے وقف کر دی ہوئی ہے۔ آپ دالے درے درے قدمے سخنِ شب و روز ترویجِ نعت کے لئے کام کر رہے ہیں۔ آپ اس ضمن میں ایک ایسی جماعت کے ان گنت افراد پیدا کر چکے ہیں جو اپنے خوبصورت لہجے سے حبِ رسول سینوں میں اتارنے اور عوام میں محبت کے رشتوں کو عام کرنے کا اہم فریضہ ادا کر رہے ہیں۔

عہد رسالت میں جناب حسان بن ثابت ہر دشمن رسول ہر شاتم حضور کو اپنے زور بیاں سے شرمندہ اور روسیہ بنا دیتے تھے۔ اسی طرح مجلس حسان کا ہر خادم آج کے ہر دشمن حبیبِ خدا کو اس کی کوتاہیوں کے تناظر میں آئینہ بھی دکھاتا ہے اور راہِ راست کی طرف بھی بلا رہا ہے۔ ان حالات میں بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ مجلس حسان ایک ایسی عالمگیر تحریک کا نام ہے جس کا منشور قلندرِ دوراں حضرات علامہ اقبال کا یہ شعر ہے۔

مصطفیٰ بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہی است

ظہوری صاحب نے اپنے اسلوب نعت خوانی اور نعت گوئی کو عام کرنے کے لئے بھی خلوص جان سے کام کیا ہے اور اپنے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت تیار کی ہے۔ جو بہت حد تک انہی کے لب و لہجے میں ثناء خوانی رسولؐ کا فریضہ ادا کر رہی ہے اور ظہوری صاحب کی شفقت اور محبت کا تقاضہ ہے کہ میں ان سب کے اسمائے گرامی لکھنے کی سعادت حاصل کروں اور ان کے اسمائے گرامی یوں ہیں۔

محمد سلیم چیچہ وطنی، اختر قریشی لاہور، مختار صدیقی، نور محمد جرال مدنی، محمد سرور نقشبندی، عبدالمصطفیٰ سعیدی ڈیرہ نواب شاہ، کریم سلطان، خلیل سلطان، صوفی اصغر علی نقشبندی لاہور، قاری افضل انجم لاہور۔

یہ تمام شاگردان رشید اپنی اپنی جگہ عظمت کے مینار ہیں لیکن قاری زبید رسول کی شخصیت ان سب میں منفرد تھی۔ مجھے بطور خاص پروفیسر محمد حسین صاحب آسی صاحب کی منعقدہ محافل میلاد میں انہیں سننے کا موقع ملا ہے۔ حقیقت ہے کہ جناب زبید رسول کیف حضوری میں ڈوب کر نعت پڑھتے اور صحت لفظی کے ساتھ ساتھ نعت گوئی کے تمام فنی محاسن سے کما حقہ آگاہ محفلوں کو انوار ذکر رسولؐ سے منور کر دینے کا ملکہ رکھتے تھے۔ زبید رسول مرحوم مغفور فن نعت خوانی میں ظہوری صاحب کی اداؤں اور کیفیتوں کا ہو بہ ہو عکس تھے۔

آخر میں حسن کارکردگی کے حوالے سے اگر میں ارباب اہل نظر کی بے حسی کا گلہ نہ کروں تو اس مضمون کے ساتھ ہرگز انصاف نہ ہو گا۔ جو شخص ۴۰ برس سے طاق شب و روز پر عظمت رسولؐ کے چراغ جلا رہا ہے۔ عید میلاد کے حوالے سے ہر قریب اور ہر بستی کے گلی کوچوں کی روشنی جس کی کاوش مستحسنہ پر گواہی ہے۔ ہر برس ربیع الاول کا چاند ترویج نعت کے حوالے سے جس شخص کو مبارک باد پیش کراتا ہے میرے ملک کے ذرائع ابلاغ کے کارپرداز اس سے بے خبر کیوں ہیں۔ جبکہ ان کی آنکھ جو ہر عظیم کی تلاش میں مستند بھی ہے۔ دین متین کے خدمت گزاروں کو سالانہ ایوارڈ سے محروم رکھنا اسلام کے خلاف نعت کے مقدس حوالے سے بہت بڑی سازش ہے اور ثناء خوانان رسولؐ کے ساتھ بہت بڑے ظلم اور ناانصافی کا ارتکاب ہے۔

ذرائع ابلاغ کے شعبے کو اس مملکت خداداد کے اسلامی تشخص کو قائم رکھتے ہوئے نعت اور نعت خوانوں کے تقدس کی حفاظت کرنا چاہئے جو مقام ان کو خدا اس کے رسول کریم نے تفویض فرمایا ہے اس کے اظہار میں اخلاص سے کام لیتے ہوئے ان کو باوقار طریقے سے متعارف کرانا چاہئے۔ اس لئے ان کا تعارف حسانت کا تعارف ہے۔ نیکی کا تعارف ہے ایک عظیم ترین عبادت کا تعارف ہے منصب حضرت حسان بن ثابت کا تعارف ہے۔

یہ سعادت صرف اور صرف انہی خوش نصیبوں کے حصے میں آئی ہے کہ یہ ہر شام رسول کے خلاف ہر قسم کی مصلحتوں سے بے نیاز ہو کر کھلی جنگ کرتے ہیں اور ان سے خبث باطن کا جواب حروف و صوت میں دے کر مقام نبوت کے اوج و رفعت کو ہرگز ہرگز متاثر نہیں ہونے دیتے۔ یہ حسانی منصب جلیلہ کائنات کے تمام منصبوں سے ہر لحاظ سے عظیم بلکہ عظیم تر ہے۔ میرے خیال میں اس عظیم تر منصب پر فائز افراد کو ملکی ذرائع ابلاغ کے توسط سے متعارف کرانا اپنی جگہ ایک بہترین عبادت بھی ہے اور ہمارے ملک کے ذرائع ابلاغ کے کارپردازان کو اس عبادت سے ہرگز ہرگز گریز نہیں کرنا چاہئے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن فحش موسیقی اور اخلاق باختہ گانوں کے حوالے سے بد اخلاقی پھیلانے والوں کو یوں پیش کرتا ہے یہ ادارے جیسے کوئی بڑا عظیم کام کر رہے ہیں صبح سے شام اور شام سے رات گئے تک یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا۔ ایک اسلامی ملک میں صرف اور صرف اسلامی تشخص کی عمل داری ہونی چاہئے اس امر کے لئے، صرف اور صرف نعت کا حوالہ بلکہ مقدس ترین حوالہ ہی بہترین نتائج مرتب کر سکتا ہے۔

بات چونکہ نعت اور ایک ثنا خوان کی ہو رہی ہے اگر میں اس موقع پر ایک ایسی شخصیت کا ذکر نہ کروں تو احسان فراموشی ہوگی جس شخصیت کی ساری زندگی نعت کی ترویج میں گزری ہے اور گزر رہی ہے اور جس شخصیت کے کریمانہ رویے اور محبت و اخلاص کی وجہ سے راقم الحروف کو شاعری خصوصاً نعتیہ شاعری کے اسالیب و محاسن سے آگاہی ہوئی۔ میری مراد حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب سے

ہے۔ یہ اولیٰ اور بوذری نسبتوں سے مستند شخصیت بجا طور پر قرون اولیٰ کی عظیم علمی اور مظاہر سادگی سے مزین شخصیتوں کا عظیم ترین عملی نمونہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنے مرشد کامل قطب الاقطاب حضرت قبلہ پیر علی حسین رحمۃ اللہ علیہ علی پوری کے خصوصی ارشاد پر دامے دامے تھے اتنا کام کیا ہے اتنا کام کیا ہے اور کر رہے ہیں کہ نعت ایک نغمہ کائنات بن گئی ہے۔

پروفیسر محمد حسین آسی صاحب نے نعت کے حوالے سے حسان العصر جناب ظہوری صاحب کی نعت کے حوالے سے خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ربیع الاول شریف کی نعتیہ تقریبات کی بارہ شبوں کی ایک شب کو مسجد بیری والا چوک سیالکوٹ میں ظہوری صاحب کی موجودگی میں یہ اعلان فرما کر تمام عشاق رسول کریم کے دلوں کی ترجمانی کی کہ ظہوری صاحب صنف نعت، نعت خوانوں کے قائد اعظم ہیں۔

حقیقت بھی یہ ہے کہ یہ منصب ہر لحاظ سے ظہوری صاحب کا ہی پر تقدیس حصہ ہے کیونکہ اس ضمن میں ان کی خدمات بے مثال ہیں۔ اس مادی دور میں لوگ جبکہ مال و منال کے انبار جمع کرنے میں مشغول ہیں۔ یہ عبد رسول صرف اور صرف نعتوں کے انبار لگا رہا ہے۔ راقم نے پروفیسر آسی صاحب کو ظہوری صاحب کی نعتوں پر وجد کرتے ہوئے دیکھا ہے قریاں ہوتے دیکھا ہے۔ اس والہانہ انداز میں پروفیسر آسی صاحب کی نگاہ جس جس پر پڑی اسے اسرار عشق رسول کی دولت سے نواز دیا۔ جناب ظہوری صاحب کے کلام اور داؤدی انداز بیان اس دور میں ایک عظیم ترین نعمت خداوندی ہے۔ لوگوں کے دل حضور کی طرف مائل ہو رہے ہیں نگاہیں دیدار مدینہ کی حسرت سے پریشاں ہو رہی ہیں۔ جبینیں سنگ در رسول پر سجدہ ریز ہونے کے لئے بے قرار ہو رہی ہیں۔ ظہوری صاحب نے ایک لحاظ سے اس دور میں تبلیغ اسلام کا بہترین فریضہ انجام دیا ہے اور عظیم کارنامے پر کائنات کی فضا میں ہوائیں اور ادائیں انہیں مبارک پیش کر رہی ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے پیش کرتی رہیں گی۔

آخر میں میں اپنی علمی کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے جناب ظہوری صاحب سے بے حد معذرت خواہ ہوں کہ میں اس مضمون میں ان کی عظیم شخصیت اور نعت

رسول مقبول کے عظیم ترین حوالے سے کما حقہ تعارف کرانے سے بالکل قاصر ہوں۔
 ظہوری صاحب کی شخصیت کے بعض روحانی پہلو اتنے لطیف ہیں کہ ان کی شرح و
 بسط کے لئے یہ مضمون کا میدان میرے نزدیک بالکل ناکافی ہے۔ بہر حال میں اس
 سعادت پر جتنا بھی ناز کروں کم ہے۔ میری تمنا ہے کہ یہ بلبل چمنستان نعت رسول اپنی
 ادواں سے اس کائنات میں رحمتوں کے نزول کا باعث بنا رہے۔ آمین

نوائے ظہوری

خلوص و محبت کے آئینے میں

یہ خدا سے محبت کا تقاضا ہی ہے جو انسان کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت و محبت کی طرف مائل کرتا ہے۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت لازم و ملزوم ہے۔ اللہ کے ساتھ محبت کا راستہ منزل رسالت سے ہو کر گزرتا ہے۔ اس لئے محبت کا اولین مرجع رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات گرامی ہے۔ آپ کی سیرت و کردار کا ہر پہلو، زندگی کا ہر لمحہ خدائے واحد کے وجود کی ایک گواہی اور اس کی قدرت کی ایک نشانی کی حیثیت رکھتا ہے۔

دین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی اہمیت ہے جس کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محض خدا کا پیغمبر ماننا ہی کافی نہیں بلکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات گرامی سے انتہائی عشق و محبت لازمی ہے۔ عشق محبوب کی اطاعت کا تقاضا کرتا ہے۔ محض محبوب کے حسن و جمال کی تعریف کافی نہیں بلکہ اس کے اوامر و نواہی کی تعمیل بھی ضروری ہے۔ عشق اور اطاعت کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن یہ تسلیم کرنا ہی ہو گا کہ عشق و محبت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اگر دل میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں تو اطاعت و فرمانبرداری کی منزل طے نہیں ہو سکتی۔ ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک حضور کو اپنی اولاد والدین اور تمام مخلوق سے زیادہ محبوب قرار نہ دے لے اور ایمان تشنہ تکمیل ہو تو نماز جو مومن کی مزین ہے محض حجاب بن کر رہ جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کا تقاضا یہ تھا کہ کائنات کے ذرے، سمندروں کے قطرے اور ہواؤں کے جھونکے آپ کی عظمتوں کے ترانے گاتے اور انسان آپ کی رفعتوں کے نغمے لاپتے ورفعالک ذکرک کا یہی مدعائے حقیقی ہے ان اللہ و ملتکتہ، یصلون علی النبی کی روشنی میں اہل ایمان پر حضور رسالت میں صلوات و سلام بھیجنے کا التزام کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے عظیم شاعروں اور ادیبوں نے ہر دور میں اور ہر زبان میں عشق رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کے لازوال گیت تخلیق کئے اور مدح و نعت کے ایسے ایسے جوہر تراشے کہ جن کی چمک دمک سے قلوب انسانی اور عشق و محبت کی محفلیں ہمیشہ منور رہیں گی۔ عربی میں حضرت حسان بن ثابت اور فارسی میں مولانا عبدالرحمن جامی کا نعتیہ کلام شعر و ادب کا لازوال گنجینہ ہے۔ اردو ادب کا دامن بھی ان گہائے عقیدت سے مالا مال ہے جو حالی، امیر مینائی، اقبال، مولانا ظفر علی خان، مولانا احمد رضا خاں، بزراد لکھنوی اور حفیظ جالندھری نے حضرت سرور کائنات فخر موجودات سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نذر کئے ہیں۔ محمد علی ظہوری بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مداحوں میں شامل ہیں۔ نعت اسلامی دنیا کی ایک کیف اور سرور آفریں صنف سخن ہے جسے ادبیات میں ایک موثر مقام حاصل ہے۔ قیام پاکستان سے اس صنف کو نئی روح اور نیا رخ ملانے اور ملک کی علمی و ثقافتی محفلیں ذکر الہی اور ذکر محبوب الہی سے گونج رہی ہیں۔

زیر نظر نعتیہ مجموعہ ”نوائے ظہوری“ محترم جناب محمد علی ظہوری کے رشحات قلم اور جذبہ حب نبوی کا شاہکار ہے۔ ظہوری صاحب صرف ملک کے ایک معروف نعت گو شاعر ہی نہیں بلکہ ایک ممتاز نعت خواں بھی ہیں۔ خوش گوئی اور خوش نوائی ان کا طرہ امتیاز ہے۔ نعت کہنے اور نعت پڑھنے میں وہ درجہ کمال پر فائز ہیں۔ اچھی آواز بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ اس سے دل و دماغ بہت جلد متاثر ہوتے ہیں اور روح کیف و سرور میں ڈوب جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام مناسب خوش الحانی سے زیور کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

بہت سے انسان، جنات اور پرندے ان کی آواز پر جمع ہو جاتے تھے۔ ظہوری صاحب کے کلام اور خوش نوائی کی کیفیات سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے نعت گوئی اور نعت خوانی ان کے نزدیک عبادت کا درجہ رکھتی ہیں۔

اگر اردو شاعری کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ اردو شاعری کا بیشتر حصہ رسمی اور روایتی ہے۔ بہت سے شعرا ایسے ہیں جنہیں کبھی کسی محبوبہ سے عشق نہیں ہوا مگر وہ فراق یار میں گریہ و زاری کرتے نظر آتے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اکثر اردو شعراء کی شخصیت اور ان کی شاعری میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جب ہم محمد علی ظہوری کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شاعری رسمی اور روایتی نہیں ہے۔ ان کو مذہب سے و نمازہ محبت ہے۔ بزرگان دین سے عقیدت ہے اور حب رسول میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ان کی مذہبی شاعری میں صداقت کا بھرپور عکس نظر آتا ہے۔ وہ زبان و بیان پر قدرت رکھتے ہیں۔ ان کے کلام میں شعری حسن، تخلیقی توانائی اور فکر کا عنصر موجود ہے۔

محمد علی ظہوری کا مجموعہ نعت ”نوائے ظہوری“ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بے پناہ عشق اور احترام رسالت کا آئینہ دار ہے۔ ظہوری صاحب کے دل میں حاضری مدینہ کی بڑی لگن ہے۔ وہ اس کے لئے حراں نصیب عاشقوں کی طرح تڑپتے ہیں۔ وہ اپنی آرزو کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

مجھ پہ بھی کرم ہو کبھی سرکار مدینہ
دل میرا بھی ہے طالب دیدار مدینہ
قدی بھی زیارت کو ہیں بیتاب ظہوری
ہیں رشک دو عالم درودیوار مدینہ
ظہوری صاحب دیار رسول کا ذکر کس کیف و جوش سے کرتے ہیں۔
ایک مدت سے ہوں بیتاب زیارت آقا
ہو کرم صدقہ حسنین مدینے والے

دیکھ لیتا ہوں مدینے کا مسافر جو کہیں
دل مرا ہوتا ہے بے چین مدینے والے
آگے فرماتے ہیں۔

ہو اس طرح سے اپنی مدینے میں حاضری
آئے درحیب تو اپنی خبر نہ ہو
جھکتا ہے مرا دل بھی میرے سر کے ساتھ ساتھ
ممکن نہیں کہ آپ کی یہ رہگزر نہ ہو
محمد علی ظہوری کے دل میں دیار رسول پر حاضر ہونے کی تمنا نہ ختم ہونے والی
تمنا ہے وہ اس کا اظہار کس والہانہ انداز سے کرتے ہیں۔

ہم بھی ان کے دیار جائیں گے
جائیں گے بار بار جائیں گے
ان کے در پر نثار کرنے کو
لے کے اشکوں کے ہار جائیں گے
جس پہ دور خزاں نہیں آتا
دیکھنے وہ بہار جائیں گے
محمد علی ظہوری آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کس عقیدت و محبت سے
کرتے ہیں۔

نگاہیں رہ میں بچھا دو کہ آپ آئے ہیں
دلوں کو فرش بنا دو کہ آپ آئے ہیں
بتان کعبہ ولادت کا سن کے بول اٹھے
سر نیاز جھکا دو کہ آپ آئے ہیں
ظہوری قبر میں منکر نکیر یوں بولے
نبی کی نعت سنا دو کہ آپ آئے ہیں
بھر فرماتے ہیں۔

ہر سمت برستی ہوئی رحمت کی جھڑی ہے
یہ سرور کونین کے آنے کی گھڑی ہے
ظہوری صاحب کی نعتیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ستائش سے
معمور ہیں وہ فرماتے ہیں۔

تخلیق کا عنوان ہیں سرکارِ دو عالم
توحید کا ارمان ہیں سرکارِ دو عالم
ذات ان کی سراپائے کرم آبیہ رحمت
سرمایہ ایمان ہیں سرکارِ دو عالم
خاموشی میں اسرار رسالت کے نگہباں
گفتار میں قرآن ہیں سرکارِ دو عالم
ظہوری صاحب نے معراج پر بھی طبع آزمائی کی ہے۔ وہ اس ضمن میں منفرد نظر
آتے ہیں۔ شب معراج کے حوالے سے چند شعر دیکھئے۔

رکی ہے وقت کی رفتار بھی شب معراج
نبی کی دید کی خاطر یہ اہتمام ہوا
ظہوری دست طلب کس لئے دراز کروں
مری زباں کا وظیفہ نبی کا نام ہوا
ہیں شب اسرے کی ساری رفتیں ان پر نثار
ایسی خلوت میں گیا ان کے سوا کوئی نہیں
محمد علی ظہوری ہر عاشقِ مصطفیٰ کی طرح مدینہ پاک میں حاضری کی تمنا سے سرشار
ہیں۔

خزینے رحمتوں کے پا رہا ہوں
مدینے میں بلایا جا رہا ہوں
ظہوری ان کے در پہ جا رہا ہوں
شنا خواں عمر بھر جن کا رہا ہوں

محمد علی ظہوری نے اپنے جذبات عقیدت کو انتہائی خوبصورت انداز سے بارگاہ رسالت میں پیش کیا ہے۔ وہ ہیں آپ کے نعتیہ اشعار، نعتیہ اشعار یا گلمائے عقیدت وہ پھول ہیں جو کبھی مرجھا نہیں سکتے اور نہ ہی ان سدا بہار پھولوں کی مہک کبھی زائل ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں چند اشعار میرے اس تاثر کا بین ثبوت ہیں۔

محمد کا حسن و جمال اللہ اللہ
وہ ایک پیکر بے مثال اللہ اللہ

ہے دو جہاں میں محمد کے نور کی رونق
زمین و عرش بریں پہ حضور کی رونق

ہیں مر و ماہتاب کی ہر سو تجلیات
عکس رخ حضور سے روشن ہے کائنات

ان کے منہ سے جو بھی نکلا وہ ہے فرمان خدا
میں اسے قرآن سمجھوں یا کلام مصطفیٰ

یہ مجموعہ کلام محمد علی ظہوری صاحب کی روحانی کیفیات و واردات کی بھرپور ترجمانی کرتا ہے۔ مثلاً یہ اشعار کس قدر گہرے جذبات عقیدت کی عکاسی کرتے ہیں۔

مدحت محبوب میں آیات قرآن کا نزول
اس سے بڑھ کر اور کیا ہو عظمت نعت رسول
میں تھی دامن ظہوری پیش کیا تحفہ کروں
نذر اوصاف نبی ہیں چند یہ شعروں کے پھول

ہے طریقت درحقیقت جستجو سرکار کی
اور شریعت ان کے نقش پا پہ مٹ جانے کا نام
عاشقوں کے دین میں ہے زندگی قرب حبیب
موت ہے محبوب کی محفل سے اٹھ جانے کا نام

اس نعتیہ کلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد علی ظہوری نے حب رسول

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو قدیلیں روشن کی ہیں ان سے قارئین کے قلوب و
 اذہان منور ہوں گے۔ میں اپنی تحریر کا اختتام ان کی نعت کے اس شعر پر کرتا ہوں (یہ
 نعت زبان زد خاص و عام ہے۔

در پہ رہنے والے خواصوں اور عاموں کو سلام

یا نبی تیرے غلاموں کے غلاموں کو سلام

پروفیسر ڈاکٹر صفدر حسین صفدر

صدر شعبہ فلسفہ گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ملتان

بلبل چمک رہا ہے ریاض رسول میں

نعت گوئی اظہار عقیدت کا ذریعہ بھی ہے اور حکم خداوندی کی تعمیل کا حسین اظہار بھی۔ اس کی بدولت بندگان خدا کو یہ سعادت میسر آتی ہے کہ وہ اپنی متاع فکر و فن کو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والاعفات کی نذر کر کے اپنی دینی و دنیاوی سرخروئی کا اہتمام کرتے ہیں کیونکہ رب کریم کو اس سے بڑھ کر کوئی اور امر محبوب نہیں ہے کہ اس کے محبوب کی توصیف و ثناء کے لئے اہل ایمان اپنی تمام فکری و فنی توانائیاں صرف کر دیں۔ صبح ازل سے لے کر شام ابد تک یہ ایمان افروز سلسلہ ہر دور سے خراج عقیدت لیتا ہوا جاری و ساری ہے۔

چشم اقوام یہ نظارا ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعا لک ذکرک دیکھے

(اقبال)

صبح ازل کی ایمان آفریں تابانیاں اس حقیقت کی شاہد ہیں کہ ہر دور میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ ہر زمانہ میرے حضور کی چوکھٹ کو چوم کر اپنے وجود کا طالب ہوتا ہے اور ہر صدی گنبد خضرا کی مہکار فضاؤں کو اپنے وجود میں سمو کر اذن شہود کی طلبگار ہوتی ہے مگر عہد حاضر میں شعرائے کرام مختلف زبانوں میں جس کثرت تعداد پاکیزگی ذوق اور حسن اخلاص کے ساتھ نعت کہہ رہے اس کی بنا پر عہد حاضر کو دور نعت قرار دینا یقیناً تاریخی صداقت کے اعتراف کے مصداق ہے۔ بلاشبہ

نعت سرکار مرے دور کی پہچان بھی ہے
میری بخشش کا سر حشر یہ سامان بھی ہے

(رضا)

دور حاضر کے کاروان نعت گوئی میں جو معزز و محترم شعراء اپنے بھرپور وجود احساس دلا رہے ہیں ان میں ایک اہم نام الحاج محمد علی ظہوری کا ہے۔ محمد علی ظہوری کا نام عشاق مصطفیٰ کے لئے محتاج تعارف نہیں ہے۔ آپ کا کلام مقبولیت کی انتہائی بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ اصحاب شوق ظہوری کے کلام کو سن کر جس وجدانی کیفیت سے دوچار ہوتے ہیں اسے محسوس تو کیا جاسکتا ہے مگر کماحقہ الفاظ کا ملبوس عطا نہیں کیا جاسکتا۔ شریبہ کی جاں نواز فضاؤں اور مشکبار نظاروں کی ایک جھلک کے لئے کتنے ہی فرقت زدہ تمنائی ہیں جو ظہوری کی یہ نعت سن کر آنسوؤں کی مالائیں پروانے لگتے ہیں اور ان کی آنکھوں سے برستی ہوئی عشق و عقیدت کی رم جھم ظہوری کے اس نغمہ لاهوتی کی ترجمان بن جاتی ہے۔

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی
پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے

محمد علی ظہوری اس سعادت پر بہت نازاں ہیں کہ انہیں سلطان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے در کی ثناء خوانی میسر آئی ہے۔ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اس سعادت پر یوں ناز کیا تھا۔

کرے مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارہ ناں نہیں
ظہوری بھی اس سعادت نعت گوئی پر ناز کرتے نہیں تھکتے۔ شاہان وقت کے
قصابد ان کی نگاہوں میں ہیج ہیں اور یہ اس انعام ربانی پر سراپا افتخار ہیں کہ بارگاہ
خداوندی سے انہیں اپنے آقا و مولا کی ثناء خوانی کا سلیقہ عطا ہوا ہے اور یہ حقیقت

ہے کہ نعت اس وقت تک صحیح معنوں میں کہی نہیں جا سکتی جب تک مقصود نعت حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شاعر کے قلم سے اپنی توصیف قبول نہ ہو۔
محمد علی ظہوری کا انداز افتخار ملاحظہ کیجئے

مقدر کو مرے بخش گئی رحمت کی تابانی
مرے حصے میں آئی ہے محمد کی ثناء خوانی
محبت سرور کونین کی جس دل کو حاصل ہو
اسے ہو گی نہ روز حشر کوئی بھی پریشانی

کہہ دوں گا میں ظہوری فرشتوں سے حشر میں
ذکر حضور ہے مرا سرمایہ حیات

ثناء خوانی مصطفیٰ کی بدولت
ظہوری ہے شیریں مقال اللہ اللہ

شاعر دربار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید میں ظہوری محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن عالمگیر کی تجلیات میں گم ہیں اور کیوں نہ ہوں۔ جب کوئی چاہنے والا سرور یسین و طہ کی نورانی طلعتوں کا تصور کر لیتا ہے تو پھر ہوش و خرد سے ماورئی ہو کر وہ عشق مصطفوی ہی کو سرمایہ حیات قرار دے لیتا ہے۔ وہ چہرہ والضحیٰ وہ گیسوئے عنبر فشاں، وہ چشمان نور آفرین وہ روئے غیرت ماہتاب، وہ جمال جہاں آفرین کہ جس کی نور پاشیوں کی شہادت قرآن حکیم کی آیات دیں، جس کو دیکھ کر خود خلاق ازل جھوم جھوم اٹھے۔ جس کے وجود اقدس پر بزم ہستی ابد تک کے لئے نازاں ہو گئی جسے ایک نظر دیکھنا ہی صحابہ کرام کا مقصود زندگی ٹھہرے۔ کیسے ممکن ہے کہ محمد علی ظہوری اس سراپا نور ذات والاصفات کی تجلیات لازوال کا تصور کریں اور ان کا قلم اس حسن ظاہری و باطنی کو اپنی فکری توانائیوں کا بانگ نذر کرنے نہ لگ جائے۔ محمد علی ظہوری کی نعتوں میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال نورانیت کی جھلک جا بجا نظر آتی ہے۔ یہ اس شخصیت کے شاگو ہیں جو فقط بندگان خدا ہی کو نہیں بلکہ خدا و ملائکہ کو بھی سب سے بڑھ کر

محبوب ہے۔ ان کے اشعار میں حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت اور جمال جہاں آرا کے نظارے جگمگاتے نظر آتے ہیں۔ مثال کے طور پر چند اشعار نذر قارئین ہیں۔

ہیں مر و ماہتاب کی ہر سو تجلیات
عکس رخ حضور سے روشن ہے کائنات

ہے دو جہاں میں محمد کے نور کی رونق
زمین و عرش بریں پہ حضور کی رونق
شفق کا رنگ ستاروں کی ضو قمر کی ضیا
حبیب پاک کے نور و ظہور کی رونق

یوں تو لاکھوں مسجبین ہیں آپ سا کوئی نہیں
ایک محبوب خدا ہے دوسرا کوئی نہیں

اس آفتاب نور کے انوار دیکھئے
صحرا کو کائنات کا مرکز بنا لیا

کیا پوچھتے ہو وسعت دامن مصطفیٰ
سائے نے جس کے حشر کا میدان چھپا لیا

بیٹھے اٹھتے نبی کی گفتگو کرتے رہے
عشق والے ہیں جو ان کی آرزو کرتے رہے
عاشقان مصطفیٰ ہر دور میں ہر موڑ پر
آپ کے نقش قدم کی جستجو کرتے رہے

حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یوں تو ہر چیز محترم اور مقدس ہے مگر شہر مدینہ کی عظمتوں کے کیا کہنے! یہ وہ ارض مقدس ہے کہ جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسکن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یہی وہ شہر عظیم ہے جس کا

تقدس قرآن حکیم کے متن سے ہویدا ہے۔ جملہ مدحت نگاروں نے اس شہر کی عظمتوں کو ہمیشہ اپنی بہترین صلاحیتوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ محمد علی ظہوری نے اس شہر کی عظمتوں کو کئی پہلوؤں سے دیکھا ہے۔ یہ حج بیت اللہ کی سعادت سے بہرہ ور ہو چکے ہیں۔ ان کی نظروں نے گنبد خضریٰ کی جمال پاشیوں کے جی بھر کر نظارے کئے ہیں۔ ان کو ذرات خاک مدینہ پر نجوم کھکشاں کا گماں گزرتا ہے اور ”آں سخنک شہرے کہ دروے دلبراست“ کے مصداق انہوں نے اس ارض عظیم کی فضاؤں میں ہر گام پر سجدہ ہائے شوق ادا کئے ہیں۔ ان کی جبین سرزمین طیبہ پر خمیدہ ہونے کو ہی سعادت عظیم تصور کرتی ہے۔ ان کے نزدیک مدینہ منورہ فقط ایک شہر نہیں بلکہ زمانے بھر کی آرزوؤں اور مناجاتوں کا مرکز ہے۔ اسلامیان عالم کی تمنائیں ہر آن اس شہر کے طواف میں مصروف رہنے کو ہی اصل حیات سمجھتی ہیں۔ محمد علی ظہوری کبھی مدینہ کی ہواؤں کو سلام کہتے ہیں تو کبھی وہاں کے سنگریزوں کو ادب و عقیدت سے بوسہ دیتے ہیں۔ مدینہ منورہ پہنچتے ہیں تو شادکامی قلب و جان کا احاطہ کر لیتی ہے۔ مگر جب مدینہ سے واپس لوٹتے ہیں تو دل و جان ساتھ چھوڑتے دکھائی دیتے ہیں۔ مدینہ سے لوٹ آتے ہیں تو بار بار وہاں جانے کو جی مچلتا ہے۔ کبھی باد صبا کو اپنا پیامبر بناتے ہیں تو کبھی راہوار تخیل کے سہارے شوق پرواز مچلنے لگتا ہے۔ کبھی اپنے آنسوؤں کو ذریعہ اظہار بناتے ہیں تو کبھی واردات قلبی کو اشعار کا ملبوس عطا کر دیتے ہیں۔ غرضیکہ ان کی بے قراری و مہجوری ان کی تڑپ اور اضطراب زمانے بھر کی ترجمانی کر جاتے ہیں۔ مدینہ منورہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی مضمون آفرینی ندرت خیال جدت فکر اور عجز بیان کے ساتھ ساتھ ان کا لفظی و شعری بانگہن ہر قلب مضطر کا ترجمان بن کر بارگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ارمغان عقیدت پیش کرتا نظر آتا ہے۔ قارئین کی طبع عقیدت آفریں کی جلا کے لئے اس ضمن میں چند اشعار پیش خدمت ہیں۔

ان کی آنکھوں پہ فدا چاند ستارے ہوں گے

جن کی قسمت میں مدینے کے نظارے ہوں گے

خاک طیبہ پہ جنہیں چین کی نیند آئی ہے
وہ مسافر ہمیں جی جان سے پیارے ہوں گے

ہم بھی ان کے دیار جائیں گے
جائیں گے بار بار جائیں گے
ان کے درپہ نثار کرنے کو
لے کے اشکوں کے ہار جائیں گے

خزینے رحمتوں کے پا رہا ہوں
مدینے میں بلایا جا رہا ہوں
مدینے جانے والے خوش نصیبو
ٹھہر جاؤ کہ میں بھی آ رہا ہوں

ہر لحظہ ہے رحمت کی برسات مدینے میں
فیضان محمد ہے دن رات مدینے میں
پلکوں پہ سجاؤں گا میں خاک مدینے کی
لے جائیں اگر مجھ کو حالات مدینے میں

ظہوری کی نعت گوئی کی ایک اور نمایاں خصوصیت ان کی عجز شعاری اور فروتنی ہے بلکہ یوں کہنا بے جا نہ ہو گا کہ یہ عجز شعاری ان کے شعری محاسن کو اپنے جلو میں لئے ہوئے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ جس محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء گوئی کر رہے ہیں اس کا مقام و مرتبہ انسان کے فہم و ادراک کی تمام حدود سے ماورائی ہے۔ حضور سرور کائنات کی مدح و ثناء ہر دور میں انبیاء صحابہ اولیاء اور بزرگان دین کے لئے وظیفہ حیات رہی ہے۔ اس لئے جب ظہوری اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے سلطان عالم پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقامات قدسیہ کی رفعتوں کو دیکھتے ہیں تو انہیں تمام تر عقیدت و محبت کے اظہار کے باوجود اپنی فکری بے بسی اور روحانی عجز سامانی کا احساس ہونے لگتا ہے۔ اپنی عصیاں شعاریوں کو دیکھ کر حضور رحمتہ للعالمین

صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدی تجلیات کا احساس کرتے ہیں تو بے اختیار قلم اور ذہن عجز کو وسیلہ اظہار بنا کر اشکوں کی برسات کا سماں باندھ دیتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اسی مقام سے محمد علی ظہوری کی شعری و ادبی پذیرائی اور بارگاہ نبوت میں قبولیت کا آغاز ہوتا ہے۔ ان کی عجز شعاری کس طرح دربار حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی عقیدت کے گلاب نچھاور کرتی ہے۔

رحمت دو جہاں حامی بے کساں شاہ کون و مکاں وہ کہاں میں کہاں
سرور سروراں رہبر رہبراں تاجدار شہاں وہ کہاں میں کہاں
کس طرح سے کہاں سے کروں ابتدا ان کے اوصاف کی ہے کہاں انتہا
ان کا رتبہ ہے کیا خود ہی جانے خدا کیا کروں میں بیاں وہ کہاں میں کہاں

یوں تو لاکھوں مہ جبیں ہیں آپ سا کوئی نہیں
ایک محبوب خدا ہے دوسرا کوئی نہیں
جرم کتنا ہی نہ کیوں ہو بخش دیتا ہے خدا
وہ جسے کہہ دیں کہ جا تیری خطا کوئی نہیں

کیا لطف ہے سخن کا اگر چشم تر نہ ہو
ملا نہیں ہے درد جو ان کی نظر نہ ہو
جس شب رخ حبیب کا جلوہ نصیب ہو
پھر اس کی حشر تک بھی الہی سحر نہ ہو

غرضیکہ محمد علی ظہوری کی شاعری اس محب صادق کی شاعری ہے جو محض داد سخن گوئی پانے کے لئے شعر نہیں کہتا بلکہ جس کا اول و آخر مقصود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں سرخروئی کی تمنا ہے۔ محمد علی ظہوری خوش بخت ہیں کہ خدا نے انہیں حسن کلام کے ساتھ ساتھ حسن ترنم سے بھی نوازا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقدیر خداوندی ان کی ثناء گوئی کو مقبول عام ہونے کا شرف عطا کر رہی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ سیدنا حسان بن ثابت کے کاروان مدحت و نعت کا یہ معزز رکن اسی

طور کوچہ حبیب کی جانب سفر کرتا رہے۔ اس رہ نورد راہ شوق کی شاعری کو دوام بھی حاصل ہو اور بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول و منظور بھی ٹھہرے کیونکہ مدحت نگار فقط اسی آرزو میں جیتا ہے کہ اس کے اشکوں کے موتی ایک روز دربار رسالت میں قبولیت کے اعزاز سے ہمکنار ہوں گے

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

پروفیسر محمد اکرم رضا

گوجرانوالہ

حسان بن ثابت کے آثارِ قلم کو چومنے والا بے مثال مدحت نگار

ریاض حسین چوہدری

حقیقت یہ ہے کہ قصر ایمان کی بنیاد ہی حضورؐ کی محبت ہے اور یہی محبت ہم غلاموں کا سرمایہ حیات ہے یہی ہمارا توشہ آخرت ہے اور یہی ہمارا زاد سفر ہے، دلوں کا سارا گداز اور روحوں کا سارا سوز اسی پیکرِ دلنواز کے قدموں کی دھول ہے، تمام الہامی صحیفے بزم رسالت کے اسی تاجدار کے محامد و محاسن کی قدیلین لئے آسمانوں سے اترتے ہیں، آج بھی اقلیم ارض و سماوات میں اس مشہور مطلق کی حکمرانی ہے، بحر و بر میں اسی امام مرسلان کی عظمت کا سکہ رواں ہے اقبالؒ نے جس روح محمدؐ کی طرف اشارہ کیا تھا وہ یہی عشقِ مصطفیٰ ہے، یہی محبت رسول ہے یہی نسبت تاجدار کون و مکان ہے، خیمہ عشق میں ازل سے یہی چراغ جاوداں روشن ہے اور ابد تک کائنات رنگ و بو اس نور سے مستنیر ہوتی رہے گی اور دھنگ کے سارے رنگ اسی آستان عطا سے نور کی خیرات لیتے رہیں گے، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو سنت رب جلیل کو اپنی زندگیوں کا اوڑھنا بچھونا بناتے ہیں، ممدوح رب دو جہاں کے گیت گاتے ہیں، جن کے قلم کی نوک پر صلی علیٰ کا نغمہ مچلتا ہے اور پس مڑگاں سرو چراغاں کا اہتمام ہوتا ہے جن کی سانسیں خوشبوئے اسم محمدؐ سے معطر رہتی ہیں، جن کی نظریں چشم تصور میں بھی طواف گنبد خضرا میں مصروف رہتی ہیں اور جو ہر وقت ہر گھڑی اور ہر لمحہ دیوار مدینہ کے خنک سایوں اور وادی بطنحا کی خوشبوؤں سے لبریز ہواؤں سے ہمکلام ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں، محمد علی ظہوری بھی اسی خوش قسمت قبیلے کے فرد ہیں، اسی گروہ عاشقان کے رکن ہیں جن کے سردار، شاعر دربار رسالت حسان بن ثابت ہیں

محمد علی ظہوری، فروغِ حمد و نعت کے حوالے سے ایک معتبر نام، جن کی کائنات نعت ہے جن کا کل سرمایہ توصیفِ مصطفیٰ ہے، اللہ کے بعد جن کا ہر حوالہ حضورؐ سے شروع ہو کر حضورؐ پر ختم ہو جاتا ہے جن کا سینہ، عشقِ مصطفیٰ کا خزینہ ہے، پلکوں پر جھلملانے والا ہر آنسو بے مثل نگینہ ظہوری صاحبِ سچ مچ اپنی ذات میں انجمنِ صلہ و ستائش سے بے نیاز تاجدارِ کائنات کی ثنائی میں مصروف، محمد علی ظہوری، حسان بن ثابت کے آثارِ قلم کو کو چومنے والے ایک شاعر بے مثال، نعت لکھنے اور نعت پڑھنے میں اپنا جواب آپ ایک فرد نہیں ایک تحریک کا نام، یہ تحریک دہر میں اسمِ محمدؐ سے اجالا کرنے کی تحریک، یہ تحریک گھر گھر عشقِ مصطفیٰ کے چراغِ تقسیم کرنے کی تحریک یہ اعزاز کیا کم اعزاز ہے کہ محافلِ میلاد میں اکثر و بیشتر آپ کا کلام پڑھا جاتا ہے اور پسند کیا جاتا ہے آپ علمی ادبی اور دینی حلقوں میں نعت کے حوالے سے جانے پہچانے جاتے ہیں، آپ کو حسانِ پاکستان کے لقب سے نوازا گیا اس اعزاز اور اس حوالے کے بعد کسی دوسرے اعزاز اور حوالے کی گنجائش ہی نہیں رہتی، ان کی شاعری عوامی سطح پر اتر کر حریمِ دیدہ و دل میں چراغِ سجاتی ہے، سادگی بے ساختگی اور خود سپردگی ان کے شعری وزن میں ان گنت خوبصورت اور دلکش مناظر ترتیب دیتی ہے اور آوازوں کے ہجوم میں شاعر کو انفرادیت کا رنگ عطا کرتی ہے، محمد علی ظہوری کی نعت کے انہی اوصاف کی بدولت ان کا سامع اور قاری بھی شہرِ ہجر کی فصیلوں پر کھڑے ہو کر دل کی آنکھوں سے گنبدِ خضرا کے میناروں کا نظارہ کر لیتا ہے، یہ قاری اور سامع کو اپنے ساتھ لے کر چلتے ہیں، چشمِ تصور میں انگلی پکڑ کر حضورؐ کی دہلیز تک لے جاتے ہیں ان کی نعت کی سب سے بڑی خوبی بھی یہی ہے جو بہت کم لوگوں کا حصہ بنتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کے فن کو مزید رفعتیں عطا فرمائے، اور ان کے ایک ایک لفظ کی بارگاہِ رسالت مابِ صلی اللہ علیہ وسلم میں پذیرائی ہو کہ پذیرائی کا یہی لفظ ہم غلاموں کے ہونے کی سند جواز ہے۔

زلف الہام کی خوشبو

پاکستان کے معروف نعت گو شاعر محمد علی ظہوری کا مجموعہ ”نوائے ظہوری“ اپنے دامن میں بے پناہ نزہتیں، نکبتیں اور رفتیں سمیٹے اس وقت میرے سامنے موجود ہے۔ میں نے اس مجموعے کو اشتیاق و محبت سے کئی بار پڑھا ہے، اپنی روح اور قلب و نظر کی پیاس بجھائی ہے اس مجموعے کا ایک ایک مصرعہ عشق محمدی کا آئینہ دار ہے۔ خورشید حرا اور مہراران کے حوالے سے لکھے جانے والے اس مجموعے کو پڑھنے کے بعد سوچتا ہوں کہ اپنے احساس کو کس طرح نقش پذیر کروں کیونکہ یہ مجموعہ حیرت انگیز اور عظیم خراج عقیدت کا درجہ رکھتا ہے۔

جب قادر مطلق کی رحمت جوش میں آتی ہے اور کسی کو نوازنے پر آتی ہے تو خود ہی سبیلیں اور راہیں پیدا کر دیتی ہے۔ سعادتیں نصیب کر دیتی ہے۔ کون جانے! اللہ پاک کو ظہوری کی کون سی ادا پسند آگئی جو مدحت رسول کا بلند منصب انہیں عطا کر دیا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے دو طرفہ رحمتوں کے حصار میں آگئے۔ اللہ اور رسول کی بے پایاں رحمتیں ہی رحمتیں ہیں جو انہیں اپنے بازوؤں میں سمیٹے ہوئے ہیں اور نہ نہایت سادگی، عاجزی اور انکساری سے اس اعزاز کا اعتراف یوں کرتے ہیں۔

مقدر کو مرے بخشی گئی رحمت کی تابانی
 مرے حصے میں آئی ہے محمد کی ثناء خوانی
 زمین و آسماں جھومے عقیدت کا سلام آیا
 زباں پہ میری جب بھی احمد مرسل کا نام آیا

یہ انتہائے لطف کہ وہ اور مرے عمل
اس پہ یہ مستزاد کہ میں اور ان کی بات
ظہوری قلم کی یہی آبرو ہے
کہ ذکر محمد سے یہ سرخرو ہے

نعت راز و نیاز کے پردوں میں آنکھ کھولتی ہے اور سوز و گداز میں ڈھل کر تسلیم
و رضا کا لبادہ اوڑھتی ہے اور وجدان کی صہبا پی کر عشق سے بال و پر مانگتی ہے۔ نعت
اس وقت تک ہو ہی نہیں سکتی جب تک دل الفت رسول سے معمور نہ ہو اور آنکھ
گراں بہا موتیوں کے خزانے نثار نہ کرے اور قطرہ خون میں ارتعاش نہ ہو اور عشق
کے وہ سورج طلوع نہ ہوں جن سے گھٹا ٹوپ اندھیرے جگمگا اٹھتے ہیں۔

رب کعبہ نے ظہوری کو قلم کی تابانیوں، فکر کی لطافتوں اور شعور کی تجلیوں سے
نوازا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی نعت روح کی گہرائیوں سے مچلنے والی خواہشوں، پلکوں پر
لرزتے ہوئے شبینہ موتیوں اور ہونٹوں کی خفی لرزشوں کے حسین امتزاج کا نام ہے۔

کیا لطف ہے سخن کا اگر چشم تر نہ ہو
ملا نہیں ہے درد جو ان کی نظر نہ ہو

حق پرستوں کے لہو سے یہ صدا آتی ہے
اہل ایمان سر دار نظر آتے ہیں

میکش مصطفیٰ کے ہاتھوں میں
حوض کوثر کا جام ہوتا ہے

محبت سرور کونین کی جس دل کو حاصل ہے
اسے ہو گی نہ روز حشر کوئی بھی پریشانی

سرور کونین کی اطاعت اور محبت کے بغیر کوئی مومن حقیقی مومن کہلا ہی نہیں
سکتا اور یہ نگہ ساقی کوثر کے فیض کا صدقہ ہی تو ہے کہ ظہوری کے ساغر میں طور کی
رونق سمٹ آئی ہے اور ان کے فکر و شعور میں مدحت رسول کے وسیلے سے محبت کا
نور اہل رہا ہے۔

”نوائے ظہوری“ میں محمد علی ظہوری اس شہر یعنی شہر نبی، شہر امن اور شہر ہدایت کی باتیں کرتے ہیں۔ جہاں سے پوری دنیا کو روشنی، ہدایت اور رحمت تقسیم ہوتی ہے، جہاں قیامت تک کے لئے شافعِ محشر، رسولِ خدا، روضہ اطہر میں آرام فرما اور جلوہ افروز ہیں، جہاں انوار و تجلیات کی جلوہ سامانیاں اور جمال ذات کی تابانیاں و درخشائیاں اور اس کے لامتناہی سلسلے ہیں۔ جہاں زینہ کملکشاں سے فرشتوں کے قافلے اترتے ہیں روشنی اور نور کی برسات ہوتی ہے۔

والی کون و مکاں ہیں جہاں راحت فرما
وہی عنوان ہے ظہوری مرے افسانوں کا
دیکھو نہ حقارت سے مجھے دیکھنے والو
آنکھوں میں لئے پھرتا ہوں انوارِ مدینہ
جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

اس بابرکت مجموعے میں زائرِ حرم کے جذبات و احساسات کا پرتو پوری شدت اور تواتر سے موجود ہے۔ عشق کی سرمستی، کیف و سرور اور بصیرت دیدنی ہے۔ رسول پاک کی جمالیات و سیرت کی کیا کیا جلوہ نمایاں ہیں۔ ظہوری راہِ رسم و عشق کے تقاضوں کو خوب سمجھتے ہیں اس لئے جذب و کشف کا ایک عجیب عالم ہے۔ خود سپردگی، وارفتگی اور جاں سے گزر جانے کی کیفیت ہے۔ اس میں ایک سرورِ سرمدی ہے۔ لطفِ حضوری ہے اور یہ مجموعہ ”زلفِ الہام کی وہ خوشبو ہے“ جس سے مشامِ جاں معطر اور مشکبار ہے۔

نعت کا قالبِ ملائم، دیدہ زیب اور پرکشش ہے اور اس کے خدوخال معصومیت سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔ اس میں صباحت بھی ہے اور نفاست بھی، سادگی بھی ہے اور سلاست بھی۔ رشد و ہدایت کی کرنیں بھی ہیں اور آرزوئے وصال کے قرینے بھی۔ یہی وجہ ہے کہ ظہوری کی سوچوں کا ہر صدف گوہر ہو گیا ہے اور ہر جذبہ فانوسِ حرم بن گیا ہے اور ان کی نعت میں وہ تقدس ہے جیسے چاندنی رات نے سوئے ہوئے

معصوم بچے کی پیشانی پر بوسہ دے دیا ہو۔

اس نعتیہ مجموعہ کو پڑھنے کے بعد یوں لگتا ہے جیسے یہ طیبہ میں اشک بہانے والا ظہوری احمد مرسل کے ذکر کے بغیر اپنی زندگی کو بے رنگ، بے نور اور بے کیف سمجھتا ہے اور ذکر سرکار کو سرمایہ حیات تصور کرتا ہے اور اس نے ہر سانس کو مدح و ستائش رسول کے لئے وقف کر رکھا ہے اور یہ مدحت رسول کی نوازش ہی تو ہے کہ وہ قدم قدم پر نعت کے پھول چنتا ہے اور گاؤں گاؤں، بستی بستی کوچہ کوچہ، نگر نگر اس کا نام گونج رہا ہے اور وہ سرکار کے فیضان کی دولت سے مالا مال ہے۔

”نوائے ظہوری“ کی شاعری عشق رسول میں سرشار اور گلزار لہجہ کی شاعری ہے۔ اس میں حسن عقیدت کی بوقلمونی بھی ہے اور حسن سیرت کی جلوہ گری بھی اور اشعار کی تہوں سے توصیف احمد کی چاندنی چٹک رہی ہے، نور پھوٹ رہا ہے اور سویرا طلوع ہو رہا ہے۔

اور یہ وہ ارمغان حروف ہے جو روحانی لطافتوں سے لبریز ہے۔ ایک جذباتی آہنگ اور کیف ہے جو شعروں کے باطن سے جھانکتا اور جھلکتا دکھائی دیتا ہے اور اس کے مطالعہ سے دل کے خرابوں میں ایمان کی شمعیں جگمگانے لگتی ہیں، محبتوں کے سورج آنکھ کھولتے ہیں اور طلعتیں لہراتی نظر آتی ہیں، اس میں شعور کے شعلے کی لپک بھی ہے اور عرفان و آگہی کی خوشبو بھی اور بلاشبہ یہ مجموعہ ہادی کائنات سے غیر متزلزل عقیدت کا اظہار اور شاہکار ہے۔

اکرم باجوہ

بور یوالا

ایک شخصیت۔ ایک تحریک

برصغیر پاک و ہند کا مورخ جب مستقبل میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے منسلک مشاہیر کا ذکر نوک قلم پر لائے گا تو تحریک فرغ حمد و نعت کے سلسلہ میں ایک نام بعنوان جلی ہو گا اور وہ نام محمد علی ظہوری قصوری ہے جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ نعت گوئی اور نعت خوانی میں گزرا ہے اور یہ کام کوئی معمولی کام نہیں بلکہ ایک عظیم کام ہے جسے کوئی معمولی شخص انجام نہیں دے سکتا یہ کام وہی شخص انجام دے سکتا ہے جو اس کام کی عظمت کو سمجھتا ہو اور خود بھی اوصاف حمیدہ سے متصف عظیم ہو۔ ایسے لوگ از خود منصب شہود پر نہیں آیا کرتے بلکہ وہ قدرت کاملہ کا انتخاب ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے محمد علی ظہوری کا وجود اس غایت کا شاہکار ہے۔ موضع آرائیاں ضلع لاہور میں ۱۹۳۲ء میں پیدا ہونے والا یہ وجود اپنے آبائی پیشہ ”زراعت“ سے منسلک رہ سکتا تھا ”زمینداری اور نبرداری“ کا اعزاز برقرار رکھ سکتا تھا مگر وہ ایسا نہ کر سکا اسے بچپن ہی سے ”زراعت“ کے بجائے ”مدحت“ سے لگاؤ تھا وہ ہمیشہ حمد خدا اور ثنائے مصطفیٰ کی گنگناہٹ میں مصروف رہتا ان کے بزرگ والد گرامی قدر حضرت میاں حاجی نور محمد نقشبندی نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے بھی فیصلہ کر لیا کہ اسے چارہ کاٹنے اور مویشیوں کو چارہ ڈالنے سے آزاد کر کے اس ”چارہ ساز“ کی نشا پر چھوڑ دیا جائے۔ محمد علی ظہوری نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں مکمل کی اور اس کے بعد ان کا سلسلہ متعلیٰ سے متعلیٰ تک جا پہنچا اور آپ حضرت بلھے شاہ کی نگری قصور میں دنیائے تعلیم و تدریس سے منسلک ہو گئے اس وقت ان کے ہزاروں

شاگرد پاکستان اور بیرون پاکستان ادنیٰ سے اعلیٰ عہدوں تک فائز المرام اپنی زندگی کامیابی کے ساتھ بسر کر رہے ہیں۔

نعت گوئی اور نعت خوانی کا مقام بڑا بلند ہے۔ جب تک جذبات و افکار پاکیزہ نہ ہوں نعت گوئی اور نعت خوانی کا حق ادا نہیں ہوتا۔ الحمد للہ کہ الحاج محمد علی ظہوری قصوری اس معیار پر پورا اترتے ہیں آپ ایک صاحب علم و حلم شخصیت ہیں سراپا سوز و گداز اور اہل درد بھی۔ نعت خوانی اور نعت گوئی میں فکر و نظر کی بلندی اور پاکیزگی کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ جب نعت مصطفیٰ پڑھتے ہیں تو بیخودی ان کا سرمایہ ہوتا ہے اور سننے والے کا ہر قطرہ خون حدت عشق نبی سے آنکھوں میں بصورت اشک بارگاہ نبوت میں ہدیہ بن جاتا ہے۔

الحاج محمد علی ظہوری ارادتا "نعت نہیں لکھتے بلکہ ان سے نعت ہو جاتی ہے نعت کے معاملہ میں ظہوری صاحب "توارد" کو گناہ سمجھتے ہیں ان کی ہر نعت "آمد" کا سرچشمہ ہوتی ہے۔

محمد علی ظہوری ہر وقت عشق نبی سے سرشار رہتے ہیں اس سرشاری میں کوئی نہ کوئی "مصرع" ان کی زبان پر آ ہی جاتا ہے۔ مصرع زباں پر آیا دل پر چوٹ پڑی اور آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں اور انہی آنسوؤں کی روانی میں نعت مکمل ہو جاتی ہے اور پھر جب یہ نعت کسی محفل میں پیش کی جاتی ہے تو پاکستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس نعت کی گونج پہنچ جاتی ہے۔ اور وہ زبان زد عام ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اکثر شعراء اسی بحر میں نعتیں لکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس طرح ظہوری صاحب کی لکھی ہوئی نعت سو رنگ میں "صدقہ جاریہ" بن جاتی ہے۔ مجھے یہ فخر حاصل ہے کہ میں نے ایسی متعدد نعتیں اس حالت میں نازل ہوتی دیکھی ہیں۔ میرا ان سے لگاؤ ۱۹۵۶ء سے ہے۔ لیکن ۱۹۶۶ء سے باضابطہ ساتھ ہے۔

میرے لئے یہ بات نہ صرف باعث فخر بلکہ باعث سعادت ہے کہ ہمارا ساتھ ربع صدی سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ مرکزی مجلس حسان ہماری ہم عمر اور ہے اور ہم دونوں! مرکزی مجلس حسان کے لئے عمر بھر کے لئے نہ صرف مختص بلکہ وقف ہو چکے

ہیں۔ ہمارے ساتھ مخلصین کا ایک کارواں ہے اور ہم سب مل کر اپنی منزل ”فروغ حمد و نعت“ کی طرف رواں دواں گامزن ہیں۔

مرکزی مجلس حسان اور محمد علی ظہوری ایک ہی تحریک کے دو نام ہیں۔ محمد علی ظہوری صحیح معنوں میں وارث مسلک حسان ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس طرح دور رسالت ماب میں شاعر دربار رسالت اور ثناء خواں رسول مقبول ہونے کا حق ادا کیا۔ یعنی مخالفین اسلام شعراء کی اسلام کے خلاف لسانی یلغار کا مقابلہ کیا اور اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے اپنے کلام بلاغت نظام (نعت گوئی) سے شرک و بدعات کے قلعے مسمار کر دیئے اور مسلمانوں کے ایمان کو تقویت و پختگی عطا فرمائی۔ اسی طرح دور حاضر میں محمد علی ظہوری وارث مسلک حسان نے گستاخان رسول مقبول کے منہ بند کر دیئے اور احیائے اسلام کے لئے ”نعت خوانی“ کو موثر ترین ذریعہ تبلیغ بنا دیا۔ آج پاکستان کے گوشے گوشے میں جو نعت خوانی کی محفلوں کے انعقاد کا سلسلہ جاری ہے محمد علی ظہوری صاحب اس کے بلاخوف ترویج بانی و محرک ہیں۔

پاکستان میں بعض دوسرے نعت خواں بھی ہیں جنہوں نے نعت خوانی میں نام پیدا کیا ہے اور اب بھی وہ مقبول عام و خاص ہیں لیکن نعت خوانی کو تحریک بنانے (تحریک فروغ حمد و نعت) کی سعادت قبلہ ظہوری صاحب ہی کے حصہ میں آئی کہ انہوں نے شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت کے مشن کو بصورت تحریک اپنایا اور اس میں کامیابی حاصل کی جس کے نتیجے میں ”یوم ہائے حسان“ کا انعقاد اب ملک بھر میں معمول بن گیا ہے۔ انشاء اللہ یہ سلسلہ اب ہمیشہ جاری رہے گا۔

الحاج محمد علی ظہوری کا انداز نعت خوانی سب سے جداگانہ ہے۔ جس طرح آپ نعت گوئی میں فکر و نظر کی پاکیزگی کو پیش رکھتے ہیں اسی طرح نعت خوانی میں بھی تقدیس ماحول کو برقرار رکھتے ہیں۔ نعت خوانی میں پرکاری کو ریاکاری تصور کرتے ہیں۔ پیشہ ورانہ انداز کو گناہ قرار دیتے ہیں۔ تصنع اور بناوٹ سے مکمل طور پر نا آشنا ہیں۔ نعت خوانی میں ذوق و مستی کو اولیت دیتے ہیں۔ اپنے کلام کو صوفی شعرا اور اکابرین

کے کلام کے حصار میں پیش کرتے ہیں۔ اپنے ہر شعر کی تائید میں اکابر شعراء کا کلام بطور سند پیش کرتے ہیں اور اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ میرے کلام پر اکابرین کے کلام کا سایہ ہوتا ہے۔ نعت خوانی میں پرسوز لحن اور گداز انداز بیان کو سرمایہ خیال فرماتے ہیں لے ناری کو فنکاری سے ہمکنار نہیں ہونے دیتے۔ کلاسیکل انداز میں نعت پیش کرتے ہیں لیکن کلاسیکل انگ کو حاوی نہیں ہونے دیتے ان کا انداز بہر صورت سادہ و پرسوز ہوتا ہے۔ اہل فن اسے بھی فن تصور کرتے ہیں۔

الحاج محمد علی ظہوری چونکہ قصوری بھی ہیں اور قصور سے اہل فن کا گہرا تعلق ہے اس نسبت سے ظہوری صاحب کو موسیقی سے شغف ضروری ہے۔ راگ راگنیوں سے آشنا ہیں لیکن نعت خوانی میں نعت کو موسیقی کا مرہون نہیں ہونے دیتے۔ ان کا کہنا ہے کہ ہر مترنم صدا کا کوئی نہ کوئی مرکز ہوتا ہے لہذا انجانے میں بھی وہ صدا موسیقی سے ہمکنار ہو جاتی ہے اور یہ بات ہرگز ناگوار نہیں۔ الحاج محمد علی ظہوری کے لحن میں خداوند کریم نے ایسی مٹھاس اور درد پیدا کر رکھا ہے کہ جب وہ نعت مصطفیٰ کے لئے لب کھولتے ہیں اور ان کی زبان لفظوں کو تولنے لگتی ہے تو خوش الحانی کا ایک میزان قائم ہو جاتا ہے اور سانس ردم کا کام دینے لگتا ہے اور عشق رسول کی مستی پورے ماحول کو مسحور و مسرور بنا دیتی ہے۔ الحاج محمد علی ظہوری قصوری دور حاضر کے عظیم نعت خواں اور منفرد نعت گو ہیں نعت گوئی اور نعت خوانی ان کا سرمایہ حیات ہے۔ دور حاضر کے متعدد نعت خوان انہی کے تربیت یافتہ ہیں۔ آپ فرمایا کرتے ہیں کہ یوں تو میرے سینکڑوں نعت خواں شاگرد ہیں۔ لیکن مجھے جن شاگردوں پہ ناز ہے وہ انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ اس در فیض سے متعدد افراد نے فیضان حاصل کیا ہے۔ آج جو لوگ ”نام وری“ کی زد میں ہیں ان کی اکثریت اسی چشمہ فیض کی رہن ہے۔ ان افراد کو پاکستان میں مجلس حسان ہی نے متعارف کرایا۔

آج بھی مجلس حسان کا چشمہ فیض جاری ہے۔ الحاج محمد علی ظہوری نے صدر دفتر مرکزی مجلس حسان ۳۰۶ ستیج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں ”ایوان حسان“ قائم کر

رکھا ہے جس سے پاکستان بھر سے آنے والے نوجوان ”نعت خوانی“ کی باقاعدہ تربیت حاصل کر رہے ہیں اور عوام میں مقبول عام ہو رہے ہیں۔ الحاج محمد علی ظہوری کے نزدیک نعت خوانی اور نعت خوانی کا مقام انتہائی بلند ہے ان کی خواہش ہے کہ مدحت رسول مقبول کرنے والا صحیح معنوں میں محبوب رب انام ہو۔ پاکیزگی اور شائستگی کا پیکر ہو پابند صوم و صلوات اور علم و عمل کا حامل ہو۔ الحاج محمد علی ظہوری صاحب کے نزدیک ایک نعت خواں کا یہی تشخص ہونا چاہیے۔ ظہوری صاحب ہر سر لگا کر نعت پڑھنے والے کو نعت خواں نہیں سمجھتے۔ نعت خواں وہی نعت خواں ہو گا جو زندگی میں حضرت حسان بن ثابت کا صحیح مقلد ہو گا۔ نعت خواں کی عشق رسول سے پہچان ہونی چاہیے اس لئے کہ یہی حاصل نعت خوانی ہے۔

بہر نوع الحاج قبلہ ظہوری صاحب ایک عظیم نعت خواں، ایک منتخب نعت گو شاعر اور ایک مشفق و مہربان انسان ہیں۔ میرے دل و دماغ پر ان کے اوصاف حمیدہ کے نقش و نگار کچھ اس طرح بہا رہے ہیں کہ میں انہیں لفظوں کی صورت نہیں دے سکتا یہی وجہ ہے کہ میرے اس مضمون میں میرا خیال میرے قلم سے متصادم نظر آتا ہے۔ میں بہت کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ لیکن لکھ نہیں پاتا اس لئے کہ جذبات و احساسات حد محبت تک محصور رہنا چاہتے ہیں اور مشاہدات حد عقیدت کی روشنی میں مستور رہنا چاہتے ہیں۔ مجھے اپنے احساسات و جذبات اور مشاہدات کا احترام کرنا چاہیے اور قلم کو اس حد تک جانے کی اجازت نہیں دینا چاہیے کہ ”انگلیاں“ خود قلم ہو جائیں حالانکہ ”حکایات دل“ لکھنے والے ہاتھ ہمیشہ قلم ہوتے رہے ہیں۔

اختر سیدی

فیصل آباد

بانی مجلس حسان میری نظر میں

بانی مجلس حسان الحاج محمد علی ظہوری صاحب کو میں ۱۹۵۶ء سے جانتا ہوں۔ موصوف نے نعت گوئی و نعت خوانی کے میدان میں جو عروج حاصل کیا ہے وہ محض اور محض ان کے جذبہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ہے۔ ان کا دل حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہے۔ ان کی آنکھوں کا سرمہ خاک مدینہ و نجف ہے۔ وہ سکول ٹیچر ہے، سرکاری ملازمت کی قباحتوں سے بھی دو چار ہوئے مگر انہیں کوئی چیز بھی شائے مصطفیٰ سے نہ روک سکی۔

وہ موضع اریاں نزد رائیونڈ ضلع لاہور کی خاک سے اٹھے، قصور میں ان کی زندگی گزری اور اب داتا کی نگری لاہور میں مقیم ہو گئے ہیں۔ لیکن شاید ہی کوئی لمحہ ایسا ہو جب انہوں نے دہر میں اسم محمد سے اجالا کرنے کی سعی نہ کی ہو۔ انہوں نے انقلاب بذریعہ نعت کے اصول کے تحت پاکستان ہی نہیں بلکہ دیار غیر میں بھی حب رسول کا درس دیا۔ ملک بھر میں نوجوان نعت خوانوں کی ایک ایسی کھیپ تیار کر دی ہے جو شہر شہر نگری نگری گلی گلی اور کوچہ کوچہ میں ”مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام“ کی امین ہے۔ وہ کون سا شہر ہے، وہ کون سی آبادی ہے جہاں ظہوری صاحب نے عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کو اک ولولہ تازہ نہیں بخشا۔

اک ولولہ تازہ دلوں کو دیا میں نے

بہت کم لوگوں کو علم ہو گا کہ ظہوری صاحب صرف نعت گو اور نعت خواں ہی نہیں بلکہ وہ ایک کامیاب ادیب اور صحافی بھی رہ چکے ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں انہوں نے

خطیب پاکستان حضرت مولانا شریف نوری رحمۃ اللہ علیہ کے اشتراک سے قصور سے ایک ماہنامہ ”نور و ظہور“ بھی جاری کیا۔ جو کئی سال تک اکناف و اطراف ملک میں ”مقام مصطفیٰ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ“ کے لئے مقدور بھروسہ کرتا رہا۔

ظہوری صاحب کے کئی نعتیہ مجموعے منصفہ شہود پر جلوہ گر ہو کر اپنی عظمت و سطوت کا لوہا منوا چکے ہیں۔ ان کے کلام میں پختگی، فصاحت و بلاغت بھی ہے اور عشق رسول میں تڑپنے، پھڑکنے کا درس بھی، سوز بھی ہے اور ساز بھی۔ آہ بھی ہے اور واہ بھی۔ کون ہے وہ جو ان کی نعت سنے یا پڑھے اور پھر مئے خانہ بطحا کے نشہ سے سرشار نہ ہو۔

ظہوری صاحب وہ خوش قسمت انسان ہیں جن کی تمام زندگی غزال و غزل کی بجائے نعت گوئی اور نعت خوانی میں گزری ہے۔ یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو حاصل کرنے یا چاہنے سے نہیں ملتا۔

وہ عرصہ دراز تک قصور میں رہائش پذیر رہے۔ اس دوران انہوں نے قصور شہر اور اس کے مضافات میں نعت خوانی کو ہر دل کی دھڑکن بنا دیا، قصور کی ہر مسجد میں محافل نعت کا انعقاد ان کی کوششوں کا ثمرہ ہے۔ اس شہر میں انہوں نے شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پر ایک مسجد، مسجد حسان بن ثابت بھی تعمیر کرائی، ایک سڑک کا نام ”شارع حسان بن ثابت“ بھی منظور کروایا۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں شاگرد پیدا کر کے نعت خوانی کو ایسی جلا بخشی کہ تاریخ مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

ہر مدعی کے واسطے وارورسن کہاں

ظہوری صاحب عالم اسلام کے ایک ایسے منفرد نعت خواں ہیں جن کی نعت سن کر مردہ دلوں کو زندگی ملتی ہے۔ ہر سننے والے کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وقت کا پیہ جام ہو جائے۔ گھڑی کی سوئیاں رک جائیں، ظہوری صاحب نعت پڑھتے رہیں اور ہم سنتے رہیں اور اسی طرح۔

تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

اے کاش آج خلیفہ ہارون رشید زندہ ہوتا۔ شاہجہاں کا دور ہوتا تو علم و ادب کی ناقدری نہ ہوتی۔ اگر ظہوری صاحب ان کے دور میں ہوتے تو یقیناً لال و جواہرات اور سونے سے بولے جاتے مگر اس گئے گزرے دور نے حکیم الامت علامہ اقبال جیسے عظیم عاشق رسول کی جیتے جی قدر نہیں کی تو بھلا وہ ظہوری صاحب کو کیا اہمیت دے گا۔ مگر انہیں تو کسی بھی دنیاوی جاہ و جلال کی ضرورت نہیں ہے وہ تو درویش خدا مسلک ہیں، وہ نعت خوانی کو جلب زر کا ذریعہ نہیں سمجھتے بلکہ توشہ آخرت سمجھتے ہیں۔ ظہوری صاحب کی اس عظمت کو سلام۔ اس ثناء خوان رسول کے جذبہ عشق کو سلام۔ اس کے عظیم مشن کو سلام۔

محمد صادق قصوری

نوائے ظہوری

راجا رشید محمود

ایڈیٹر ماہنامہ "نعت" لاہور

حضور نور مجسم رحمت ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس و اطہر سے عشق و محبت ایمان کا بنیادی جز ہے مگر محبت و ارادت کے ان جذبات کے اظہار کا میدان بے حد عظیم اور وسیع ہے۔ نعت کے مضامین قرآن و حدیث سے ماخوذ ہونے چاہئیں اور نعت گو کو ان مضامین میں کامل ادراک کی ضرورت ہے۔ پھر ان مضامین کو اسلوب کی نیرنگی کے ساتھ ادا کرنا ہوتا ہے، مگر طرز ادا میں وہ آزادی جو غزل میں ہوتی ہے یہاں نہیں برتی جاسکتی۔ حضور رسول انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفعت شان کا تقاضا ہے کہ نعت کہنے والا سراپا ادب ہو۔ میرے نزدیک فصاحت و بلاغت اور دیگر شعری مجالس و لوازم نعت میں کم سے کم ہوں لیکن شاعر دربار سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں مودب کھڑا دکھائی دے تو وہ زیادہ قابل احترام ہے۔ شعر میں صنائع بدائع شعر کو سنوارتے ہیں بلکہ شعر بناتے ہیں لیکن صنائع بدائع کا حامل کلام اگر جذبے کی گہرائی نہیں رکھتا تو وہ سرے سے شاعری ہی نہیں کہلا سکتا، کیونکہ شعر کی تخلیق جذبے کی آبیاری کے بغیر ممکن ہی نہیں اور نعت تو جذبوں کی گہرائی اور گیرائی ہی سے جنم لیتی ہے۔ یہاں تو دل و دماغ تک محبت رسول کریم علیہ التمجید والتسليم کے اسیر ہوں تو بات بنتی ہے جو سرگنبد اخضر کے ذکر یا خیال سے جھک نہ جاتا ہو، جو آنکھ سرکار کی یاد کے پانی سے وضو کرنا نہ جانتی ہو، جو دل حضور کے علو مرتبت کے

احساس سے جھکا نہ جاتا ہو، اور جو زبان درود پاک کا غازہ ہونٹوں پر سجا کر بات نہ کرتی ہو، وہاں نعت کی توفیق کیسے۔

محمد علی ظہوری مجالس شعری کے پیچھے نہیں بھاگتا، صنائع بدائع کا التزام نہیں کرتا، الفاظ سے نہیں کھیلتا، محاوروں کی بہار نہیں کھلاتا۔ الفاظ، محاورے، صنائع بدائع اور دیگر مجالس شعری اس کی فکر کا تعاقب کرتے ہیں۔ ظہوری محبت رسولؐ کو رہبر سمجھتا ہے۔ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو اپنا رہنما گردانتا ہے۔ اپنی بیشتر نعتوں میں اپنے آقا و مولا علیہ التیجہ والتشا کی بارگاہ بیکس پناہ میں با ادب کھڑا دکھائی دیتا ہے۔ یہی اس کی عظمت ہے، یہی اس کا کمال ہے، یہی اس کی بڑائی ہے جس کے آگے اہل محبت کے سرخم ہو جاتے ہیں اور ارباب نظر کے دل اس کے لئے بچھ بچھ جاتے ہیں۔

نقادوں کے نزدیک اگر ظہوری بہت بڑا شاعر نہ ہوگا، اوسط درجے کا شاعر سمجھا جائے گا تو ہماری بلا سے۔ اگر وہ دربار رسولؐ کا شاگرد نظر آتا ہے، اگر وہ روضہ سرکار کے سامنے سر خمیدہ دکھائی دیتا ہے، اگر وہ اپنے لحن خاص کے ذریعے نعت کو لوگوں کے کانوں کے راستے دلوں میں اتار دیتا ہے، تو اس سے بڑا شاعر کون ہے۔ میں خود نعت گو شاعر ہوں لیکن سچ کہتا ہوں، کبھی خدا سے یہ توفیق نہیں چاہی کہ بڑا شاعر بنوں۔ دربار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اس خواہش میں نگرناں رہا ہوں اور ہوں کہ کوئی ٹوٹا پھوٹا، بے وزن، مجالس شعری سے عاری مصرع آقا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو پسند آجائے تاکہ میں عظمت کی انتہا کو پا لوں۔ ”نوائے ظہوری“ اور ”کتھے تیری ثنا“ میں مجھے یہ خواہش اپنے سے زیادہ قوی نظر آئی ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ظہوری کا ہدیہ نعت قبول فرمائیں گے تو اس سے بڑا کون ہوگا، اور یہ جو ظہوری کی نعتیں گلی گلی، محلے محلے، مسجد مسجد میں پڑھی جا رہی ہیں، یہ مقبولیت یا قبولیت کی سند نہیں ہے؟

محمد علی ظہوری کی ”نوائے ظہوری“ ایک مشہور کتاب تھی جس کے کئی ایڈیشن

ظہوری نے چھاپے اور اس سے کئی گنا ایڈیشن مردہ ضمیر ناشرین نے شائع کئے۔ اس ”نوائے ظہوری“ اور موجودہ ”نوائے ظہوری“ میں فرق یہ ہے کہ پہلی کتاب اردو اور پنجابی نعتوں کے علاوہ منقبتوں اور کچھ دیگر کلام کا مجموعہ تھی۔ اب وقت کے ساتھ کلام میں اضافہ ہو گیا ہے، اور موجودہ ”نوائے ظہوری“ صرف اردو کلام اور زیادہ تر نعتیہ کلام پر مشتمل ہے۔ اس میں 38 نعتیں اور پانچ مناقب تو پہلی کتاب والے ہیں اور 27 مزید نعتیں شامل کی گئی ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

- فلک کے نظارو، زمین کی بہارو، سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں۔
 - لب پہ صلے علیٰ کے ترانے، اشک آنکھوں میں آئے ہوئے ہیں
 - یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر سرور انبیاء تیری کیا بات ہے۔
 - رحمت دو جہاں، حامی بیکساں، شاہ کون و مکان۔۔۔ وہ کہاں میں کہاں
 - یوں تو لاکھوں مہ جبیں ہیں، آپ سا کوئی نہیں
 - ہر سمت برستی ہوئی رحمت کی جھڑی ہے
- اور مزید کئی ایسی نعتیں، جو زبان زد خاص و عام ہیں۔

صوتِ ظہوری کے فنی محاسن

نعمہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سرکارِ دو عالم جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس پر درود پڑھنا، نعت پڑھنا اور سننا بہترین عبادت ہی نہیں بلکہ سنت خداوندی بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے۔ اللہ فرماتا ہے میں خود اور میرے فرشتے درود پڑھتے ہیں۔ نبی کی ذات پر، اے ایمان والو تم بھی درود پڑھو اور سلام بھیجو نہایت ادب کے ساتھ نبی برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔

اللہ جل شانہ کے اس فرمان پر نبی پاک صاحب لولاک نے خود عمل کرانے کے لئے اپنے مقرب صحابی، شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی نعتیں سنیں اور نعت پڑھنے والوں کی حوصلہ افزائی کی اور اس پر اظہار مسرت کیا۔ ان دونوں حوالوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اگر ایک طرف نبی پاک کی ذات اقدس پر درود بھیجنا (یا نعت کی صورت میں تعریف کرنا) سنت خداوندی ہے تو دوسری طرف نعت سننا اور نعت خواں کی حوصلہ افزائی کرنا سنت نبوی ہے۔ نعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے والے کو جن بنیادی امور پر زیادہ توجہ دینی چاہئے ان میں خوش گلوئی، آواز کا مناسب اور بروقت اتار چڑھاؤ، لے میں ٹھہراؤ شامل ہیں اور جن باتوں سے نعت پڑھنے والے کو گریز کرنا چاہئے وہ ہیں مخارج والے حروف کو میانہ روی سے ادا کرنا، فارسی اور اردو نعت پڑھتے وقت قراۃ کی طرح گہرے مخارج کی ادائیگی سے پرہیز کرنا۔ ہاں البتہ عربی نعت پڑھی جائے گی تو اس میں مخارج کی ادائیگی کا بھرپور حق ادا کیا جائے گا۔ نعت خوان کی آواز میں دھڑک، کھردرا پن، کپکپی اور بے ہمہری نہ ہو۔

جب ہم نعت خوانی کی مندرجہ بالا خوبیوں کو سامنے رکھتے ہوئے موجودہ دور کے نعت خوانوں کو دیکھتے ہیں تو فقط ایک نام ایسا ہے جو نعت خوانی کے ہر معیار پر پورا اترتا ہے وہ ہے جناب محمد علی ظہوری کا نام!

یہ تو تھی نعت خوانی کی بات۔ اب ذرا نعت گوئی کی طرف توجہ فرمائیے۔ جس شخص نے بھی نعت رقم کی وہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقلد بن گیا۔ جس طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی نے تقدس شان رسول کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نعت گوئی کی ہے بعینہ اسی طرح جناب محمد علی ظہوری نے بھی ادب شان محمد کا حق ادا کرتے ہوئے نعتیں رقم کی ہیں اور اس پر طرہ یہ کہ اپنی تحریر کردہ نعتوں کی حسین و جمیل طرزیں بھی انہوں نے خود ایجاد کی ہیں۔ بے شمار تقریبات میں جناب ظہوری صاحب کی شیریں کلامی میں نعتیں سننے کا اس فقیر کو موقع میسر آیا ہے۔ سبحان اللہ! جناب محمد علی ظہوری کی آواز میں جو سوز و گداز، جذبوں کی سچائی، ادب آداب اور خلوص و محبت کا جادو کار فرما ہوتا ہے وہ بے مثال ہے۔ حسن کلام اور پھر حسن بیان یہ دو الگ الگ خوبیاں ہیں جو کہ کبھی یکجا نہیں ہوتیں مگر جناب محمد علی ظہوری وہ خوش قسمت خوش خصال اور خوش اطوار نعت گو شاعر ہیں جن کے ہاں دونوں خوبیاں یکجا ہو گئی ہیں۔

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا!

یہ تو تھیں وہ خوبیاں جو کہ نعت گوئی اور نعت خوانی کے حوالے سے ظہوری صاحب کو ممتاز قرار دیتی ہیں، اب ایک اور اہم اور بے مثل خوبی کا ذکر کروں گا وہ ہے نیک ارادوں کی پختگی اور اعلیٰ و ارفع سوچ کو عملی جامہ پہنا کر کچھ کر گزرنے کی صلاحیت! اس ضمن میں

پاکستان بھر میں جناب محمد علی ظہوری ”مجلس حسان“ کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں۔ یہ وہ تنظیم ہے جس کے بانی جناب محمد علی ظہوری نے نہ صرف ملک بھر میں بلکہ دنیا بھر میں یہ فکر و آگہی لوگوں کو بخشی کہ ہم اللہ کے رسول کی تعریف و ثناء

خوانی منظم طور پر کس طرح کریں۔ انہوں نے مجلس حسان قائم کی پھر ملک بھر کے تمام شہروں میں بنفس نفیس جا کر اس کی شاخیں قائم کیں، سالانہ ”یوم حسان“ منانے اور اس حوالے سے نعت رسول کو فروغ دینے کا جو کارنامہ انجام دیا وہ ایسا بے مثل کارنامہ ہے جس کی تقلید میں اب بے شمار لوگوں نے فروغ نعت کے حوالے سے تنظیمیں اور ادارے قائم کر لئے ہیں، یوں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیل و قال کا ایک سلسلہ فروغ پذیر ہو چلا ہے جو درحقیقت حضرت الحاج محمد علی ظہوری کی فکر جمال کا آئینہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب ظہوری صاحب کا سایہ بابرکت امت محمدیہ پر تادیر قائم دائم رکھے، انہیں صحت، تندرستی کی طویل عمر سے نوازے اور ان کے فکر جمال سے دنیا والوں کو مزید سرفراز ہونے کے مواقع عطاء فرمائے۔ (آمین)

ابن کلیم احسن نظامی

چیف آرگنائزر وستان فروغ خطاطی رجسٹرڈ ملتان

اسلامی ثقافت کے حقیقی مظاہر

وہ ظہوری جسے قبول کریں
وہی مقبول عام ہوتا ہے

بابا بلھے شاہ نے کہا ہے ”اک نکتہ وچ گل مکدی اے“ ظہوری صاحب نے بھی اس ایک نکتہ میں قبولیت عام کے لئے حضور کے ہاں مقبولیت کو ضروری ٹھہرایا ہے۔ حضور اکرم کی پسند و ناپسند قرآن حکیم اور سنت نبوی سے واضح طور پر سمجھ آ جاتی ہے۔ اس لئے اسلامی ثقافت کی بھی یہی بنیاد ٹھہری۔ نعت گوئی اور نعت خوانی اسلامی ثقافت کی روح رواں ہے۔ ظہوری صاحب کیونکہ نعت خواں اور نعت گو ہیں اس لئے اسلامی ثقافت کے اس بنیادی پہلو کے بارے میں ہی گفتگو مقصود ہے۔ نعت خوانی کا موسیقی اور نعت گوئی کا شاعری سے تعلق ہے۔ شاعری اور موسیقی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ دینی اعتبار سے ان دونوں معاملات میں حدود و شرائط کے ساتھ انسان کے جمالیاتی شعور اور اس کی فطری آرزوئے حسن کو پورا کرنے کی حسیں و بوقلموں کوششوں کو درست قرار دیا ہے۔

ظاہری دنیا میں جس طرح بارش قوت حیات آفرینی، قوت ربوبیت، قوت تزئینی اور قوت تطہیر جیسی نعمتوں کا باعث بنتی ہے اسی طرح روحانی معاملات میں حمد و نعت میں ترنم اور شعر کی خوبیاں جب اپنے عروج پر ہوں تو عشق رسول کے پروانوں کے دلوں کو بیداری، ایمان کی تقویت، اطاعت رسول کے لئے تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ اعمال ناطق میں تزئین و تحسین اور تعمیر و تطہیر کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی حسن

پسندی اور حسن پرستی انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ شعر و موسیقی کا یہ شعلہ نور، سرو شعریت کا یہ حسن و جمال الفاظ اور آواز کا یہ توازن انسانوں کو رنگ و نور کی لہروں میں بہا کر لے جاتا ہے۔ دلوں سے زنگ اتر جاتا ہے۔ مردہ دل زندہ ہو جاتے ہیں۔ زندگیوں میں خوبصورتی اور زیبائی پیدا ہو جاتی ہے۔ عشق رسول سے دامن مالا مال ہو جاتے ہیں۔ قرآن حکیم میں بھی سورہ آل عمران میں ارشاد ہے۔

”اے نبی لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ تمہارے لئے معاف کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ کہہ دیجئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو لیکن اگر تم نے اس سے اعراض کیا تو پھر اللہ تعالیٰ یقیناً کافروں سے محبت نہیں کرتا۔“ ان آیات سے حسب رسول کو ایمان کا خاصہ اور محبت الہی کی دلیل بیان کیا گیا ہے۔

صوفیہ کرام نے نعت گوئی اور نعت خوانی میں سماع اور حسن آواز کی طرب انگیز کیف پرور اور سحر انگیز خوبیوں کو تزکیہ نفس اور آواز دوست تک رسائی کا موثر ذریعہ قرار دیا ہے۔

ظہوری نے اپنی تمام تر زندگی اس خدمت کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ نعت میں یقیناً صرف موسیقیت ہی سب کچھ نہیں۔ یہاں عقیدت اور سوز بھی ضروری ہے۔ ظہوری اگرچہ خوبصورت آواز رکھتا ہے۔ موسیقی کے رموز سے بھی شناسا ہے۔ مگر وہ نعت میں موسیقی کو غالب نہیں آنے دیتا۔ عقیدت اور مضمون آفرینی کی طرف زیادہ توجہ رکھتا ہے۔ نعت میں ممکن حد تک شعریت اور موسیقیت کی مروجہ حدود سے کبھی باہر نہیں جاتا۔ اس میدان میں عشق و محبت کے جذبہ کے ساتھ ادب و احترام کا دامن کبھی نہیں چھوڑتا۔

شاعری اور موسیقی کے اپنے تقاضے، مبالغہ آرائیاں، گل و بلبل کی کہانیاں، سرو لے کے زیر و بم، تانیں پلٹے، مرکیاں زمزمے مگر نعت کا میدان انتہائی احتیاط مانگتا ہے۔ صوفیہ اور بزرگان دین کی مقرر کردہ پابندیوں میں عربی کا پیوکار ہے۔

عربی مشابہ میں رہ نعت است نہ صحراست

آہستہ کہ رہ بر دم تیغ است قدم را

ان حدود و قیود کے اور مشکلات کے اندر رہ کر لوگوں کے دلوں اور کانوں میں رس گھولنا خاصا مشکل کام ہے۔ ظہوری اس نعت سے مالا مال ہے۔ عوام و خواص میں مقبول و معروف ہے۔ وہ بجا طور پر ناز کر سکتا ہے۔

مقدّر کو مرے بخش گئی رحمت کی تابانی

مرے حصہ میں آئی ہے محمد کی ثناء خوانی

ظہوری نے پاکستان میں بزم حسان کی بنیاد رکھی۔ نعت خواں اور دوسرے احباب کے تعاون سے گراں قدر خدمات سرانجام دیں ہیں۔

کرم ان کا کہ میں ہوں مجلس حسان میں شامل

رسائی میری نسبت کی نبی کے مدح خواں تک ہے

اب ظہوری پاکستان اور بیرون ملک پسند کیا جاتا ہے۔ اس کے باقاعدہ شاگردوں اور متاثرین کی تعداد کا اندازہ مشکل ہے۔ پاکستان کی ہر مسجد میں بچے اور بڑے اس کی نعتیں پڑھتے ہیں۔ نامور نعت خوانوں نے جو ذوق عوام میں عام کیا تھا ظہوری اس میں قابل قدر اضافہ کر رہا ہے۔ اللہ اس کی خدمت کو قبول فرمائے۔

سید اسلام شاہ

لاہور

فروغِ حمد و نعت میں محمد علی ظہوری کا کردار

جو لوگ اپنی قوم اور ملک کی بھلائی اور بہتری کے لئے عظیم مقاصد کو اپنا کر اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اس مقصد کی خاطر وقف کر دیتے ہیں اور اس کے لئے بڑے سے بڑے خطرے کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ جان و مال کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کرتے وہ قومی ہیرو کہلاتے ہیں وہ اپنی زندگی میں اپنے مقاصد کو پا سکیں یا نہ پا سکیں لیکن جو شمع وہ روشن کر دیتے ہیں وہ ملت کے لئے مشعل راہ کا کام دیتی ہے ان کا مقصد عظیم اور اعلیٰ ہوتا ہے وہ ان کی موت کے بعد بھی زندہ رہتا ہے چنانچہ انی وجہ سے قومی ہیرو کو مردہ نہیں سمجھا جاتا بلکہ اسے زندہ جاوید ہستی تصور کیا جاتا ہے۔

قومی ہیرو کی مذکورہ خصوصیات کی روشنی میں اگر الحاج محمد علی ظہوری قصوری کی شخصیت کا جائزہ لیا جائے تو آپ فروغِ حمد و نعت کی دنیا میں ملت اسلامیہ کے قومی ہیرو ہیں۔ آپ جس مقصد عظیم کو دنیا کے سامنے لائے اور اس میں کامیابی حاصل کی اس کا صحیح اندازہ قارئین زیر مطالعہ مضمون کو پڑھنے کے بعد ہی کر سکتے ہیں۔

حمد و نعت کی آواز ملک کے گوشے گوشے میں پہنچانے کے لئے مختلف تنظیمیں عملی طور پر کام کر رہی ہیں جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ محافل نعت کا انعقاد شہروں کے ساتھ ساتھ دیہاتوں میں بھی ہونے لگا عوام کے ذوقِ سماعٹ نے ایک عجیب رخ اختیار کیا لوگ لمبی لمبی تقاریر سننے کی بجائے نعت خوانی میں زیادہ دلچسپی لینے لگے اس دلچسپی کے باعث جلسوں کی نسبت محافل نعت میں لوگوں کی حاضری کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ حمد و نعت کی محافل کی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے اب علمائے کرام بھی ان کے انعقاد میں اپنی

صلاحتیں بروئے کار لا رہے ہیں مختلف اوقات میں ریڈیو سے حمد اور نعتوں کا نشر اور ٹیلی ویژن سے کاسٹ ہونا نجی و ملکی سطح پر حمد و نعت کے مقابلوں کا انعقاد، یہ سب عوامل فروغ حمد و نعت کا ایک عملی نمونہ ہیں۔

حمد و نعت کی اس قدر وسعت اور پھیلاؤ کے پس منظر میں جھانکا جائے تو معلوم ہو گا کہ نامور نعت گو شاعر اور نعت خواں الحاج محمد علی ظہوری قصوری کا ہی یہ کارنامہ ہے، پاکستان کے تمام نعت گو شعراء اور نعت خواں مل کر وہ فریضہ سرانجام نہیں دے سکے جو آپ نے فروغ حمد و نعت میں خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دیا اور اب بھی اپنے آپ کو اس مقدس فریضہ کی ادائیگی کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں اس سلسلے میں جس طرح آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کا بہتر طریقے سے استعمال کیا اس کو جاننے کے لئے کم از کم پینتیس سال قبل سے لے کر اب تک کی تاریخ کی ورق گردانی کرنا پڑے گی راقم الحروف ذیل میں اس کی ایک مختصر جھلک دکھا رہا ہے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب مذہبی جلسے کثرت سے منعقد ہوتے تھے اور نعت خوانی ان جلسوں میں برائے نام ہوتی تھی، بزرگان دین اور صوفیائے کرام کے عروس کی تقریبات میں بھی نعت خوانی کی یہی صورت حال تھی، علاوہ ازیں دینی شخصیات کے ایام منائے جاتے تھے لیکن شاعر دربار رسالت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی نعت خواں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی یاد میں پورے ملک میں کسی بھی جگہ کسی قسم کی کوئی تقریب منعقد نہیں ہوتی تھی الحاج محمد علی ظہوری قصوری نے اس بات کو شدت سے محسوس کیا اور ساتھ ساتھ یہ احساس بھی کیا کہ علمائے کرام تقاریر کو بنیادی حیثیت دیتے ہیں جب کہ نعت خوانی ان کے نزدیک ثانوی حیثیت رکھتی ہے چنانچہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی یاد منانے اور حمد و نعت کے فروغ کی غرض سے اپنے ۱۹۶۶ء میں ایک تنظیم کی بنیاد رکھی جس کا نام ”مجلس حسان پاکستان“ منتخب کیا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اسم مبارک کی مناسبت سے یہ نام تجویز ہوا اس کا مرکزی دفتر قصور میں بنایا گیا لیکن آج کل یہ دفتر لاہور میں منتقل ہو گیا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں فروغ حمد و نعت کے لئے قائم ہونے والی سب سے پہلی

تنظیم ”مجلس حسان“ ہی ہے باقی سب تنظیمیں اس کے بعد معرض وجود میں آئیں اس تنظیم کے زیر اہتمام ہر سال یوم حسان کے عنوان سے محفل نعت ممتاز روحانی پیشوا اور عظیم صوفی شاعر حضرت بابا بلھے شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر تصور میں منعقد ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ۱۹۶۶ء سے آج تک جاری و ساری ہے۔

فروع حمد و نعت کے اس مقدس مشن کو لے کر آپ نے تصور سے دوسرے شہروں کی جانب رخ اختیار کیا اور مجلس حسان کی شاخیں قائم کیں اس طرح آپ نے پورے پاکستان میں اس تنظیم کی ذیلی شاخوں کا جال بچھا دیا جن کے زیر اہتمام ہر سال باقاعدگی سے ”یوم حسان“ اور محفل نعت کی تقریبات کا انعقاد ہوتا ہے آپ ان تقریبات میں شریک ہوتے ہیں یوں تو مجلس حسان کی شاخیں تقریباً ہر چھوٹے بڑے شہر میں قائم ہیں لیکن مندرجہ ذیل شہروں میں قائم ہونے والی مجلس حسان کی شاخیں زیادہ فعال اور متحرک ہیں۔ ۱۔ کراچی ۲۔ حیدر آباد ۳۔ کوئٹہ ۴۔ پشاور ۵۔ فیصل آباد ۶۔ ملتان ۷۔ قصور ۸۔ اوکاڑہ ۹۔ خانیوال ۱۰۔ لاہور۔

حمد و نعت کو ملک کے کونے کونے میں پہنچانے کے لئے عملی طور پر آپ نے مجلس حسان کو اس قدر منظم کیا کہ یہ ایک تحریک کی شکل اختیار کر گئی اس طرح فروع حمد و نعت میں آپ نے جو کردار ادا کیا عالم اسلام میں اس کی مثال نہیں ملتی اور آنے والی نسلوں کے لئے یہ ایک چیلنج ہے اسی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے ملک میں بھی فروع حمد و نعت کا جو کام ہوا ہے اس کا سہرا الحاج محمد علی ظہوری قصوری کے سر ہے پھر آپ کی یہ جدوجہد ہمارے پاکستان تک محدود نہیں ہے بلکہ آپ نے ہندوستان، دبئی، عراق، برطانیہ اور دیگر کئی ملک کے دورے کئے جن کی غرض و غایت بھی حمد و نعت کا فروغ تھی اور آپ اس میں سو فیصد کامیاب ہوئے یوں آپ نے بین الاقوامی سطح پر اپنے مشن اور تحریک کو متعارف کرایا اور حمد و نعت کی صدا ان مقامات تک پہنچا دی جس کا تصور ہمارے ملک کے دیگر نعت گو شعراء اور نعت خواں کر بھی نہیں سکتے۔ اس مشن کی مزید تکمیل کے لئے آپ نے بہت سے نعت خوانوں

کی تربیت بھی کی اور انہیں نعت پڑھنے کا سلیقہ سکھایا وہ آپ کی توقعات پر پورا اترے اور آپ کے شانہ بشانہ کام کیا۔ ان میں خاص کر قاری زبید رسول مرحوم، اختر حسین قریشی، قاری محمد سلیم صابری، قاری محمد اکرم سیمابی، قاری محمد افضل انجم، ملک عبدالمصطفیٰ سعیدی، سرور حسین نقشبندی، قاری اقبال چشتی، صوفی اصغر علی اور اکرم قلندری شامل ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کئی تلامذہ ہیں جو اپنے اپنے علاقے میں فروغِ حمد و نعت کے لئے کوشاں ہیں۔

۱۹۸۳ء میں جناح ہال لاہور میں آپ نے ”عظمتِ نعت کانفرنس“ کا انعقاد کیا جس میں پروفیسر علامہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی، مولانا مفتی محمد حسین نعیمی اور قاری غلام رسول جیسے زعماء نے نعت کے موضوع پر اظہارِ خیال کیا علاوہ ازیں غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اور پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری سے آپ نے نعت کے موضوع پر مقالات لکھوائے جو زیرِ طبع ہیں۔ فروغِ حمد و نعت کے سلسلے میں آپ کی بھی ایک کتاب ”انتخابِ نعت“ طباعت کے مراحل میں ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو عمرِ خضر سے نوازے۔

نشاط احمد ساقی

(خانیوال)

کہتی ہے تجھ کو خلق خدا

۱- جناب محمد علی ظہوری صاحب کو میں ایک عرصہ سے جانتا ہوں کہ وہ نعت گوئی میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔

سید پھل آگروی

۲- محمد علی ظہوری تاریخ نعت گوئی کے ایک روشن باب کا نام ہے۔

پروفیسر طفیل دارا

۳- الحاج محمد علی ظہوری صاحب اس دور کے بلند مرتبہ نعت گو ہیں جنہیں اس دور کا وارث مسلک حسان کہا جا سکتا ہے۔

سائیں اختر حسین

۴- ظہوری صاحب دور حاضر کے نعت گو اور نعت خواں حضرات میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتے ہیں اور خوش الحانی اضافی خوبی ہے۔

حافظ محمد صادق

۵- جناب الحاج محمد علی ظہوری نعت کہنے میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔

خان مستانہ

۶- محمد علی ظہوری اور نعت لازم و ملزوم ہیں۔

ایاخ عیسیٰ خیلوی

۷- محمد علی ظہوری نے اپنی زندگی فروغ نعت کے لئے وقف کر رکھی ہے۔

نازش نقوی

۸- نعت کہنا یقیناً تلواری کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے لیکن محمد علی ظہوری اس امتحان میں بخوبی پورا اترنے والے لوگوں میں شامل ہیں۔

پروفیسر لطیف ساحل

الحاج محمد علی ظہوری کی

منفرد سعادت کارکردگی

- برصغیر کا پہلا نعت نمبر مرتب کیا۔ مجلہ نور و ظہور (بحوالہ اوج نعت نمبر) سال اشاعت ۱۹۶۱ء
- مجلس حسان کا قیام پہلا یوم حسان قصور
- جنگ۔ مشرق۔ امروز دسمبر ۱۹۶۶ء
- حضرت حسان بن ثابتؓ سے متعلق پہلا اخباری مضمون سلیم تابانی کے قلم سے
- ۳ اکتوبر ۱۹۶۸ء امروز لاہور
- محفل نعت کی پہلی اخباری رپورٹ احسان بی اے کے قلم سے
- کوہستان لاہور ۱۶ ستمبر ۱۹۷۰ء
- مسجد حسان کی تعمیر کا آغاز قصور میں
- امروز۔ نوائے وقت۔ مشرق ستمبر ۱۹۷۹ء
- شاہراہ حسان بن ثابتؓ کا افتتاح
- ۷ - ۱۸ نومبر ۱۹۸۱ء
- ایوان حسان نعت کی ہفتہ وار تربیت گاہ کا آغاز لاہور میں
- ۳۰۶ ستاج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
- ۸ اپریل ۱۹۹۳ء
- مرکز توصیف نعت خوانی کی پہلی تربیت گاہ کا افتتاح
- رائے ونڈ روڈ لاہور (رائیاں)

ہماری نظریاتی سرحدیں نبی کریمؐ کی

محبت و عقیدت سے عبارت ہیں

جب قصور 14 ویں کی چاندنی میں نہا گیا تو اس قصبے کے ایک سکول کے وسیع احاطے میں ایک مقدس اور معتبر مجلس کا آغاز ہوا۔ اہتمام کرنے والے بزم حسان قصور کے بانی مولانا محمد علی ظہوری تھے اور یہ بزم کے زیر اہتمام ہونے والا تیسرا سالانہ اجتماع تھا مجھے اس اجتماع میں حاضر ہونے کی سعادت ظہوری صاحب ہی کی عنایت سے حاصل ہوئی اور رات کے دو بجے تک دور دور سے آنے والے معروف نعت خوانوں اور نعت گو شعراء نے دل و دماغ پر اظہار عقیدت و محبت کے جو پھول برسائے انہوں نے ایک عجیب تاثر چھوڑا پورے اجلاس کے دوران اور صبح 3 بجے کے قریب قصور سے لاہور کو واپسی کے وقت میں لگاتار ایک ہی بات سوچ رہا تھا ایڑ مارشل اصغر خاں نے اپنی ایک خیال افروز تقریر میں پاکستانی قوم کو جغرافیائی سرحدوں کے دفاع کے علاوہ ”نظریاتی سرحدوں“ کی حفاظت کی طرف بھی متوجہ کیا تھا اور یہ نئی اصطلاح ارباب اختیار کی اکثر تقریروں کی وساطت سے دو دنوں میں عام ہو گئی تھی میں نے اس مجلس میں یہ بات شدت کے ساتھ محسوس کی کہ ہماری نظریاتی سرحدیں حضور نبی اکرم صلعم کے ساتھ محبت اور عقیدت ہی سے عبارت ہیں بزم حسان قصور نے یہ مجلس منعقد کر کے ان سرحدات کو مضبوط بنانے کے عمل میں قابل قدر حصہ لیا تھا۔

اس مجلس میں ایک مرد درویش بھی شامل ہوئے میں نے ان کا اسم گرامی پہلی

ہوٹے ہیں۔ آپ کے ۵ صاحبزادے ہیں جن میں سے ایک ایم اے کرچکے ہیں دوسرا ایل ایل بی دفعہ تصور ہی میں سنا اور ان کے کردار و عمل کے ایک مخصوص پہلو سے چونک اٹھا میری اس دلچسپی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ڈبہ پیر کے انکشاف نے روحانی راہبروں کے متعلق ہمارے خیالات کو جس بری طرح سے جھنجھوڑا اور ہمیں اس مخصوص فکر و عمل کی اقتداء سے جس حد تک دور کیا میرے ذہن میں تازہ تھا تصور میں حضرت مولانا ظہور الدین کے متعلق میں نے جو کچھ سنا وہ ”ڈبہ پیر“ کی تاریکی کی ٹھیک ضد ہے میں نے سنا کہ حضرت مولانا ظہور الدین فارغ التحصیل عالم دین ہونے کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی میں عربی کے بھی فارغ التحصیل ہیں اور آپ کی ذاتی لائبریری نہایت قیمتی کتب پر مشتمل ہے، ایک کتابچے کے مصنف بھی ہیں جس میں ”شیخ“ کے فرائض بیان ہوئے ہیں آپ کے ۵ صاحبزادے ہیں ایک ایم اے کرچکے ہیں دوسرے ایل ایل بی میں اور تیسرے کالج میں زیر تعلیم ہیں آپ تقریباً ۲ ہزار افراد کے روحانی مرشد ہیں۔ ظاہر ہے ان تمام باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی چونکانے والی نہیں اگر حضرت مولانا ظہور الدین کی یہی صفات بیان ہوتیں تو میرا ذہن کوئی اثر قبول نہ کرتا لطیفہ یہ ہے کہ مولانا کے مریدوں میں سے کسی نے مولانا کی کوئی کرامت بیان نہیں کی کسی نے نہیں کہا کہ ان کی دعا سے اس کی مشکلیں آسان ہو گئیں اور وہ معمولی آدمی سے بڑا صنعت کار بن گیا۔ ایسی کوئی بات اس ساری فضا میں موجود نہ تھی۔

جو بات موجود تھی اور جس نے مجھے بے حد متاثر کیا یہ تھی کہ حضرت مولانا ظہور الدین اس وسیع حلقہ ارادت کے باوجود اپنے گاؤں میں پرچون کی دکان کرتے ہیں اور اپنی ذاتی محنت سے رزق حلال حاصل کرنے پر سختی سے پابند ہیں ان کی نگاہ کبھی کسی مرید کی جیب پر نہیں تھی اور وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت پر عمل کرنے کے سوا کوئی تلقین نہیں کرتے۔ وہ ضعیف العمری کے باوجود اکبری منڈی میں تشریف لے جاتے ہیں۔ ضرورت پڑے تو اجناس کی بوریاں اپنے سر پر اٹھالاتے ہیں۔ دن بھر انتہائی دیانت سے کاروبار کرتے ہیں۔ ان کے صاحبزادے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے باوجود اپنی دکان پر بیٹھنے اور محنت کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ بچوں کو بھی یہی تربیت دی گئی ہے کہ محنت سے رزق حلال کمانا ہی مسلمان

ہونے کی پہلی اور اساسی نشانی ہے۔ اسلام سے زیادہ ”احترام محنت“ کا صاف اور پاک تصور کسی دوسرے نظریہ عبادت میں نظر نہیں آئے گا۔ آپ لاہور کے مضافاتی گاؤں سوڈھیوال میں رہتے اور وہیں دکان کرتے ہیں۔ قصور میں بزم حسان کی مجلس میں نے دیکھا کہ بیسیوں مرید ان کے ساتھ ہیں۔ مجلس میں تشریف لائے تو پوری مجلس سروقد کھڑی ہو گئی، ہماری زرخیز مٹی نے صرف ”ڈبہ پیر“ جیسی امر بلیں ہی پیدا نہیں کیں وہ درخت بھی پیدا کئے ہیں جن کے سائے میں ہزاروں درماندہ مسافر سستاتے ہیں اور جو ہماری نظریاتی سرحدوں کا دفاع کرنے میں شب و روز مصروف ہیں۔

قاضی عبدالنبی کو کب نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی پر روشنی ڈالی۔ فرمایا کہ حضرت موصوف اکابر صحابہ میں شامل ہیں اور تاریخ اسلام کے وہ پہلے نعت گو شاعر ہیں جن کے کلام کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے تھے۔ عرب میں ”جہالت“ اور ”اسلام“ کے درمیان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں جو جنگ ہوئی اس کے بہت سے محاذ تھے۔ ایک محاذ تو وہی تھا جسے تلوار کی طاقت سے سر کیا گیا۔ ”جہالت“ نے یہ محاذ اس واضح مقصد کے ساتھ کھولا تھا کہ ”جاہلیت“ کو اسلام سے بچانے کا ایک طریقہ جاہلیت کے قائدین نے یہ سوچا کہ اسلام کی تبلیغ کرنے والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے، اسلام نے اس طریق کار کا جواب ”جہاد بالسیف“ سے دیا۔ دوسرا محاذ پراپیگنڈہ کی جنگ تھی۔ ”جاہلیت“ کے نقارچے بڑے جوش و عزم کے ساتھ میدان میں اترے اور انہوں نے اپنے اشعار سے اسلام کی روشنی کو ڈھانپ دینے کی کوشش کی اس محاذ پر خود قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کے بعد حضرت حسان بن ثابت نظر آتے ہیں جنہوں نے جہالت کی فصاحت اور بلاغت کا مقابلہ کیا اور شعر کی تلوار کو شعر کی تلوار پر روکا۔

حضرت حسان بن ثابت ”جہاد بالسیف“ کے میدان کے شہسوار نہ تھے، انہیں ایک جسمانی تکلیف تھی جس کی وجہ سے وہ خون کا دباؤ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اس قسم کے کئی واقعات ان کے سوانح میں ملتے ہیں، لیکن وہ جس میدان کے غازی تھے اس میدان میں عرب کے بڑے بڑے شعرا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں

نے اس میدان میں بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں۔ مختصر لفظوں میں یہ بات یوں بھی کہی جاسکتی ہے کہ نعت گوئی اور نعت خوانی کی ابتداء حضرت حسان بن ثابت سے ہوئی۔ اس کا مقصد اس وقت بھی اور آج بھی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت اور ان کا موثر دفاع تھا۔ میں یہ خیال ان محب وطن پاکستانی حضرات کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو نعت گوئی اور نعت خوانی کی اہمیت سے بوجہ انکار کرتے ہیں۔

اور یہ خیال خاص طور پر لاہور والوں کی توجہ چاہتا ہے کہ حضرت حسان بن ثابت قرآن حکیم اور ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہماری نظریاتی سرحدوں کے پہلے محافظ کی حیثیت سے ہمارے احترام اور ہماری عقیدت کے مستحق ہیں۔ قصور پاکستانی سرحدات کا ایک اہم مقام ہے اسے اس سلسلے میں پھل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ لاہور کو ثقافتی اور نظریاتی مرکز اور دشمن کا نشانہ اول ہونے کا فخر حاصل ہے اس کے شعراء اویسوں اور دانشوروں کو اس روح کی زیادہ ضرورت ہے جس نے ایک کمزور جسم عرب کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بنا دیا تھا۔ میں لاہور کے صاحبان ذوق کو اس طرف متوجہ کرتا ہوں قصور ملی زندگی کے اہم نقطے پر آپ سے بازی لئے جا رہا ہے۔

اس مجلس میں نعتیں پیش کرنے والوں میں سب کے سب پنجابی شعراء تھے۔ ان میں سے جو نام مجھے یاد رہ گئے یہ ہیں خلیل آتش، تنویر بخاری، صوفی اصغر علی اور خود محمد علی ظہوری، ظہوری صاحب کی اکثر نعتیں بعض نعت گو حضرات نے بھی سنائیں۔ بابا فرید کے دوہے اور کافیاں وہ عجیب و غریب نسخہ تھا جس نے اونگھنے والوں کو چوکس بیٹھا دیا ان کافیوں کو پیش کرنے والے حضرات گجرات سے تشریف لائے تھے۔ اور ان کی باری رات کے بارہ بجے کے قریب آئی تھی اس وقت تک سامعین کو اونگھ نے آلیا تھا، لیکن بابا فرید نے دلوں کو گرمایا اور ذہن کو بیدار کر دیا۔ ایک کافی جو اپنے شدید اثر کی وجہ سے ایک بار سننے سے ذہن میں رہ گئی پیش کرتا ہوں ممکن ہے الفاظ کچھ آگے پیچھے ہو گئے ہوں۔ بابا فرید کے فکر کی تیکھی چتونیں دیکھئے فرماتے ہیں۔

ڈھاوے مسجد ڈھاوے مندر

ڈھاوے جو کچھ ڈھیندا ای
 دل کے داکدے نہ ڈھانویں
 رب دلاں وچہ رہندا ای

یہ ہماری نظریاتی سرحد کا ایک کونہ ہے اور ہمیں اس کونے کی حفاظت بھی مطلوب ہے میں بھارت کے جنگ پسندوں کو اپنی نظریاتی سرحدوں کے اس کونے کی طرف بھی متوجہ کرتا ہوں ہم اپنی سرحدوں کے ہر کونے کی حفاظت کے لئے سرکف ہیں جس میدان میں بھی وہ ہمیں للکاریں گے ہم پورے خلوص نیت کے ساتھ ان کے استقبال کو بروہیں گے۔

احسان بی اے

روزنامہ کوہستان لاہور 16 ستمبر 1970ء

بانی مجلس حسان

آفتاب ولایت حضرت میاں شیر محمد صاحب شر قپوری کے مرید خاص جناب حاجی میاں نور محمد صاحب جو کہ موضع ارائیاں کے رہنے والے تھے (یاد رہے کہ موضع ارائیاں رائے ونڈ سے لاہور کی جانب چھٹے میل پر واقع ہے) آپ بڑے نیک سیرت اور خوش اخلاق انسان اور خدا دوست تھے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا فرزند عطا فرمایا جس نے ان کا نام روشن کر دیا۔ یہ فرزند ارجمند جناب محمد علی ظہوری ہیں جنہوں نے اسمال پاکستان نعت کونسل کراچی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی ”کل پاکستان محفل نعت“ میں اول انعام حاصل کیا ہے۔

جناب محمد علی ظہوری صاحب کو قدرت نے پرسوز آواز عطا فرمائی ہے۔ علاوہ ازیں آپ نعت گو شاعر بھی ہیں۔ اس خصوصیت نے آپ کی شہرت کو اور بھی چار چاند لگا دیئے ہیں۔ یہ سب فیض آفتاب ولایت حضرت میاں صاحب شر قپوری کا ہے۔ ظہوری صاحب نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت میاں صاحب کے عرس مبارک کے موقع پر پہلی مرتبہ جناب راقب قصوری کا کلام سنا کر اجتماع عظیم سے بے پناہ داد وصول کی۔ مطلع یہ تھا۔

کدی اٹھ اٹھ بہواں کدی بہ بہ رواں
بھیڑی رات فراق دی کدی نہیں

جناب محمد علی ظہوری صاحب نے 1938ء میں پرائمری پاس کی اور پھر 1941ء سے

مزنگ کارپوریشن ہائی سکول لاہور میں تقسیم ملک سے قبل تک زیر تعلیم رہے اور اس عرصہ میں آپ اپنے سکول میں دعائے صبح گاہی میں حصہ لیتے رہے۔ نویں جماعت میں فسادات 1947ء کی وجہ سے تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ دو تین سال بعد پٹوار سکول میں داخلہ لیا، لیکن طبیعت اس طرف مائل نہ ہوئی اور اپنے والد محترم جناب حاجی میاں نور محمد صاحب کی دلی خواہش کے پیش نظر 1950ء میں جے وی نارمل سکول قصور سے فارغ ہوتے ہی میونسپل کمیٹی قصور کے سکول میں بطور مدرس ملازمت اختیار کر لی۔ اسی کے دوران جناب ظہوری صاحب کی ملاقات حضرت مہر محمد صوبہ صاحب نقشبندی لاہوری کے جانشین و خلیفہ حضرت میاں ظہور الدین صاحب مدظلہ العالی سے ہوئی۔ ان کا سلسلہ حضرت خواجہ غلام محی الدین قصوری دائم الحضور سے ملتا ہے اور پہلی ملاقات میں ہی ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے اور وہاں پر منعقدہ محفل میں انہوں نے حضرت میاں ظہور الدین صاحب کی لکھی ہوئی نعت پڑھی مطلع مصرعہ یہ تھا۔

حسینوں میں سب سے حسین ہیں محمدؐ

جناب محمد علی ظہوری صاحب کی اصل زندگی کا آغاز یہیں سے ہوتا ہے۔ بیعت مرشد کے بعد ان کو شعر و شاعری سے بھی رغبت پیدا ہو گئی اور اپنے مرشد کامل کے اسم گرامی کی نسبت کی وجہ سے انہوں نے اپنا تخلص ظہوری منتخب کیا، چنانچہ ایک جگہ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ترے نام سے ظہوری مجھے جانتی ہے دنیا

ترا ہو گیا ہوں جب سے میری ہو گئی خدائی

جناب محمد علی ظہوری صاحب نے سب سے پہلی جو نعت لکھی اس کا مطلع یہ ہے۔

دنے رات ایہو دعا منگنا ہاں

مدہنے چہ اپنی قضا منگنا ہاں

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب ظہوری صاحب کا تعارف انہی کے الفاظ

میں پیش کروں جو انہوں نے اپنی تصنیف ”نوائے ظہوری“ میں پنجابی اشعار میں تحریر کیا ہے جن کا اردو مطلب یہ ہے کہ میں گلیوں میں آوارہ تھا اور سب سے بڑھ کر ناکارہ تھا۔ اپنے مجھے قریب نہیں بٹھاتے تھے اور بیگانے منہ نہیں لگاتے تھے۔ تنکے بھی مجھ سے لاکھ درجے بہتر تھے، نہ تو کوئی میری راہ تھی اور نہ ہی منزل اور میری زندگی ایک اندھیری رات کی مانند تھی۔ نہ کوئی مستقبل اور نہ ہی ماضی۔ میں بے پرواہ اور بے مایہ تھا اور یوں سمجھ لیجئے کہ ایک خشک درخت کا سایہ تھا۔ یا ایک مرجھایا ہوا غنچہ تھا جو پاؤں تلے روندنا جائے، نفرت زیادہ اور رتبہ تھوڑا، چمن کا کانٹا یا راستے کا پتھر تھا۔ ایک ایسا تنکا تھا جو بہتا بہتا بھنور کی جانب مڑ رہا تھا اور قدرت خدا کی مجھے ایک لہرنے موڑ دیا اور میرے مہرنے مجھے چن لیا۔ (یہاں مہر سے مراد حضرت مہر محمد صوبّا صاحب ہیں جو کہ ظہوری صاحب کے دادا پیر ہیں) آگے لکھتے ہیں کہ پھر سامنے ہی مجھے کنارہ نظر آیا اور موجوں نے مجھے خود منزل مقصود تک پہنچایا۔ مرشد نے کرم کی جہات پائی اور خدائی میرے پیچھے پیچھے چلنے لگی۔ بیگانے میرے قدموں میں گرنے لگے اور اپنے دیکھ کر دیوانے ہونے لگے یعنی حیرت سے دیکھنے لگے۔ دشمن جو بھی سامنے آیا رو سیاہ ہوا اور گھبرایا محوشدہ تصویر کے اجاگر ہونے سے میری تقدیر بدل گئی۔ جہان سے علیحدہ ہی مجھے ساقی ملا جس نے کوئی کسرباقی نہ رہنے دی۔ نظروں کے ساتھ میرے ساقی نے ایسی پلائی کہ میری سوئی ہوئی قسمت جگادی اور ایک میری ہی یہاں کیا بات ہے جو بھی میرے مرشد کے دروازے پر آتا ہے میرا مرشد کامل اسے منزل مقصود پر پہنچارتا ہے یعنی حضور کی حضوری میں۔ میرا مرشد سب کے عیب چھپانے والا اور دل کی لگی کو پوری طرح سے نبھانے والا ہے۔

اب جناب محمد علی ظہوری صاحب کے اس تعارف نامہ کے آخری دو پنجابی شعر ہی من و عن درج کئے جاتے ہیں کیونکہ ان کے ترجمے سے زیادہ ان شعروں کا لطف آئے گا جو یہ ہیں

دل نون درد اکھاں نون رونا
دھو پنڈیا مرشد نے دھونا

مک گئی میری مجبوری
میںوں جگ نے کہا ظہوری

انہوں نے 1966ء میں مجلس حسان سے ایک بزم قائم کی۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ انہوں نے مجلس حسان کس مقصد کے تحت قائم کی تو ظہوری صاحب نے فرمایا کہ چونکہ ہر شاعر کا دن منایا جاتا تھا اور مجھے یہ دیکھ کر رشک پیدا ہوا کہ چھوٹے چھوٹے شاعروں کا جب دن منایا جاتا ہے تو ہمیں سرکار دو عالم کے درباری نعت خواں حضرت حسان بن ثابتؓ کا دن بھی ضرور منانا چاہئے کیونکہ قیامت تک آنے والے نعت گو شاعروں اور نعت خوانوں پر حضرت حسانؓ کا بے حد احسان ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سرکار دو عالم کے سامنے ہی نعت سنا کر نعت خوانی کو حشر تک حجت بنا دیا اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس حسانؓ تصور ہر سال یہ دن بڑے آب و تاب اور روایتی شان و شوکت سے منا کر اپنی عقیدت مندی کا ثبوت پیش کر رہی ہے۔

مجلس حسانؓ تصور کے اغراض و مقاصد چند ایک یہ ہیں کہ

- 1- حضرت حسان کے نام سے ایک مسجد تعمیر کی جائے جو یادگار ثابت ہو۔
- 2- حضرت حسانؓ کے عربی کلام کا اردو ترجمہ کر کے شائع کیا جائے۔
- 3- مختلف شعراء کے عربی، اردو، فارسی اور پنجابی کلام کا انتخاب شائع کیا جائے جس کا نام ”انتخاب نعت“ تجویز کیا گیا ہے۔ دس سال سے اس پر پوری کوشش جاری ہے۔
- 4- نعت خوانی اضافی نہ ہو بلکہ اس کا مقام ہونا چاہئے کیونکہ اس کی مستند تاریخ اور مستند روایت موجود ہے۔
- 5- نعت خوان حضرات کو ان کا صحیح مقام دلوانے کے لئے مثبت قدم اٹھایا جائے اور اس سلسلہ میں پوری پوری کوششیں کی جائیں۔

ارباب ریڈیو کی توجہ کے لئے

راقم الحروف نے جناب ظہوری صاحب سے دریافت کیا کہ آپ اتنے اچھے نعت

گو شاعر اور خوش الحان نعت خوان ہیں، مگر ابھی تک ریڈیو پاکستان کے پروگراموں میں آپ نے آنے کی کوشش کیوں نہیں کی کیونکہ ہر اچھے آرٹسٹ کو ان پروگراموں میں شامل ہونا چاہئے۔ اس کے جواب میں جناب ظہوری صاحب نے فرمایا کہ ریڈیو پر پڑھنے کی کچھ حدود اور قیود ہیں جن کی وجہ سے ہر اچھا آرٹسٹ گھبرا کر ادھر جانے سے گریز ہی کرے گا۔ میرا ذاتی نظریہ یہ ہے کہ ریڈیو کے ارب اختیار کو عوامی مجالس میں جا کر خود اچھے آرٹسٹ کا انتخاب کرنا چاہئے، کیونکہ انتخاب کا یہی طریقہ زیادہ موثر ثابت ہو سکتا ہے جب کہ ریڈیو کے ارباب اختیار عوامی مجالس میں تشریف لائیں اور عوام کے مقبول فنکاروں سے روشناس ہو کر انہیں اپنے ہاں پڑھنے کا موقع دے کر عوامی امنگوں کی صحیح طور پر ترجمانی کر سکیں۔ ریڈیو چونکہ ایک عوامی ادارہ ہے اس لئے عوامی امنگوں کا پورا پورا خیال رکھنا ریڈیو کے ارباب اختیار کا فرض اولین ہے۔

ظہوری صاحب کی نعت گوئی

محمد علی ظہوری صاحب اردو اور پنجابی دونوں زبانوں میں نعت گوئی کرتے ہیں اور بہت حد تک اس میں کامیاب ہیں۔ جناب خلیل آتش صاحب ان کے اس فن کے استاد ہیں مگر وہ ظہوری صاحب کو اپنا بھائی تصور کرتے ہیں۔ ”سانجھیاں پیڑاں“ اس حقیقت کا زندہ ثبوت ہے۔ جناب خلیل آتش صاحب نوائے ظہوری کے شروع میں تعارف عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ ”نوائے ظہوری کا مصنف جب اپنے گاؤں موضع ارائیاں سے قصور کی طرف چلا تھا تو اس کی حیثیت محض ایک مدرس کی تھی۔ آج وہ لاکھوں انسانوں کا محبوب نعت خواں اور شاعر ہے۔ اس کے عشق و مستی میں ڈوبے ہوئے سادہ اشعار سننے والوں پر ایک وجدانی کیفیت طاری کر دیتے ہیں اور کبھی کبھی تصوراتی دنیا اس مرحلہ تک بھی پہنچی جیسے گنبد خضریٰ کی مقدس مہر چھاؤں سامعین کے سروں پر سایہ نکلن ہو۔“

اردو کے مشہور نعت گو شاعر جناب عزیز حاصل پوری نوائے ظہوری کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں کہ ظہوری صاحب کے مطالعہ کلام سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ وہ ممدوح پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کبریٰ اور اپنے پیرومرشد کی سیرت طیبہ سے کافی

حد تک متاثر ہیں۔

نمونہ کلام

جناب محمد علی ظہوری کے کلام میں سے چند جھلکیاں بطور نمونہ قارئین آئینہ کے لئے پیش کی جاتی ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

یا رسول اللہ ترسے در کی فضاؤں کو سلام
گنبد خضرا کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام
والہمانہ جو طواف روضہ اقدس کریں
مست و بے خود وجد کرتی ان ہواؤں کو سلام
شہر بطحا کے درودیوار پر لاکھوں درود
ان درودوں کے ترانوں کی صداؤں کو سلام
جو مدینے کے گلی کوچوں میں دیتے ہیں صدا
ان فقیروں راہ گیروں کو گداؤں کو سلام
وہ ظہوری، خوش نصیبی لے گئی طیبہ جنہیں
ان کے اشکوں، التجاؤں اور دعاؤں کو سلام

ایک پنجابی نعت میں یوں گویا ہیں

محبوب خدانوں ہر شے دا مختار نہ آکھاں تے کیہ آکھاں
سرکار دے روضے نوں رب دا دربار نہ آکھاں تے کیہ آکھاں
جہدے ناز اٹھائے خالق نے ہر ویلے قسماں کھاکھا کے
بے مثل خدا دا لائمانی دلدار نہ آکھاں تے کیہ آکھاں
آقادی ثنا ہو سکدی نہیں اتھے کون ظہوری دم مارے
اس نعت نوں اپنی عقیدت دا اظہار نہ آکھاں تے کیہ آکھاں

ایک اور پنجابی نعت ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں

جہڑا رسول پاک توں قربان ہو گیا
سمجھو اہدی نجات دا سامان ہو گیا

میرے نبیؐ دے نور دا ہویا جدوں ظہور
 میرا خدا دی ذات تے ایمان ہو گیا
 کمرے نے رشک و کجھ کے سارے ملا مکہ
 جبریل کملی والے دا دربان ہو گیا
 راضی گناہ گار تے ہو جائے گا خدا
 راضی بے دو جہاں دا سلطان ہو گیا
 آئی اخیر وقت میرے مصطفیٰ دی یاد
 مرجانا میرے واسطے آسان ہو گیا
 جس نوں ملی ظہوری محبت حضورؐ دی
 اللہ دا فضل اہدا جمہان ہو گیا

ذرا ان کے رنگ تغزل کو دیکھئے۔

تیرے آستاں پہ آئے تیری یاد کھینچ لائی
 ہے دعا رہے سلامت تیرے در سے آشنائی
 تیری گلی کے پھیرے میری زندگی کا حاصل
 تیرے غم سے آشنا ہوں یہ ہے میری پارسائی
 کبھی میں جو ڈگمگایا کبھی میں جو لڑکھڑایا
 تیری مستی نظر ہی مجھے تھامنے کو آئی
 میری منزلیں سمٹ کر ہیں مرے قریب آئیں
 میرے ہر قدم پہ کی ہے تیرے غم نے رہنمائی
 میرے فکر کی بلندی تیرے ذکر سے ہے قائم
 ہے تری نظر کا صدقہ میرے ذہن کی رسائی
 تیرے نام سے ظہوری مجھے جانتی ہے دنیا
 تیرا ہو گیا ہوں جب سے میری ہو گئی خدائی

خصوصی یادگار محافل

یوں تو جناب محمد علی ظہوری صاحب کی ہر محفل یادگار محفل ہے۔ لیکن چند خصوصی یادگار محفل کا ذکر یہاں قارئین آئینہ کے لئے لکھا جاتا ہے۔

(1) جناب ظہوری صاحب آفتاب ولایت حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری کے آستانہ عالیہ پر جناب حاجی فضل الہی صاحب مونگہ کے زیر اہتمام ہر ماہ منعقد ہونے والی محفل گیارہویں شریف میں آتے ہیں۔ ایک مرتبہ شرقپور شریف میں۔۔۔ تشریف لائے۔ بعد نماز عشا پروگرام شروع ہوا تو ظہوری صاحب نے پڑھا۔

تیراؤ وسدا رہوے دربار پیا پیا جھولی خیر فقیراں نوں
 دے صدقہ اپنی رحمت دا نہ تک ساڈیاں تقصیراں نوں
 پئی بولے دھڑکن سینے دی ساہنوں اکو تاہنگ مدینے دی
 ایسہ درداں مارے منگدے نے تیری نظراں دے تیراں نوں
 گلیاں نے تیرے شہریاں نتیں دل دیاں رہیاں ٹھہریاں
 کدی چماں چن چن گکھاں نوں کدی دیکھاں تن دیاں لیراں نوں
 تیرا اوہ پاک دوارا اے جیرا ٹٹیاں دلاں دا سہارا اے
 تیری اکو نظر دا اشارا اے جیرا بدل دیندا تقدیراں نوں
 ظہوری صاحب کے اس کلام نے بانی محفل جناب حاجی فضل الہی صاحب مونگہ پر کیفیت طاری کردی اور اب حاجی صاحب کا یہ دستور ہے کہ وہ ہر ماہ آستانہ عالیہ شیر ربانی پر محفل گیارہویں شریف میں یہ نعت خاص طور پر نعت خوان حضرات سے پڑھواتے ہیں، مگر ظہوری صاحب نے یہ نعت جس انداز سے پڑھی تھی وہ انہی کا حصہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ شرقپور شریف میں ظہوری صاحب کی یہ حاضری یادگار حیثیت کی حامل ہے۔ اب ظہوری صاحب کا یہ معمول ہے کہ وہ ہر سال لیلۃ القدر کو اپنے احباب کے ساتھ قصور سے شرقپور شریف میں آستانہ عالیہ حضرت میاں صاحب پر حاضری دیتے ہیں اور اہالیان شرقپور شریف کو ان سے کچھ اس حد تک لگاؤ ہو گیا ہے کہ وہ لاؤڈ سپیکر پر ان کی آواز سنتے ہی آستانہ عالیہ کی جانب کھنچے چلے آتے ہیں۔ یہ سارا فیض حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری کا ہی ہے۔

نگاہ ولی میں یہ تاثیر دیکھی
بدلتی کروڑوں کی تقدیر دیکھی

(2) جامع مسجد سرگودھا میں ایک شاندار جلسہ زیر صدارت جناب حضرت پیر سید ولایت علی شاہ صاحبؒ منعقد تھا۔ وہاں پر ظہوری صاحب نے پڑھا۔

توں جس جس دے من آوسیوں
اوہ دنیا وچہ نہ وسدے نے
اڈ جان جو پھاہیوں اک واری
مڑ دوجی وار نہ بھدے نے
دس جاؤ سیونی میں کدھر جان
جگ کلا کہ میں کملی ہاں
جے میں ہساں تے لوکی روندے نے
جے میں روواں تے لوکی ہدے نے
برہوں جلیاں جند جان مہرے
رنیاں دل ہور مٹھاس پھڑے
دھپ لگے تے کھیتیاں پکدیاں نے
مینہ پوے تے سب پھل رسدے نے
راقب توں تقویٰ رب تے دھر
تھوڑی تے صبر زیادہ کر
جناں لالچ بہتا دانے وا
اوہ پھاہیاں دے وچہ بھدے نے

جناب راقب قصوری کا یہ کلام جناب ظہوری صاحب کی پرسوز آواز میں سن کر حضرت پیر ولایت علی شاہ صاحبؒ پر رقت طاری ہو گئی اور انہوں نے ظہوری صاحب کو بہت دعائیں دیں۔

(3) حضرت میاں ظہور الدین صاحب نے حج کے لئے درخواست پیش کی اور اس

سلسلہ میں اپنے دولت خانہ پر ایک محفل منعقد کی۔ اس محفل میں ظہوری صاحب نے چار گھنٹے تک اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی! کے ایک ہی شعر پر گرہ کی۔ شعر یہ تھا۔

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا
محفل پر ایک عجیب کیفیت طاری تھی اور کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جس سے اشکوں
کی برسات نہ ہوئی ہو۔

(4) حضرت محمود شاہ صاحب محدث ہزاروی کے ہاں حویلیاں ضلع ہزارہ میں ایک یادگار محفل منعقد ہوئی جس میں ظہوری صاحب بھی مدعو تھے۔ مجھے ظہوری صاحب نے بتایا کہ وہاں پر انہوں نے اپنا کلام پڑھا۔

اے شب ہجر مجھ کو بتادے ذرا
یاد ان کی ستائے تو میں کیا کروں
چین سے دیکھ سارا جہان سو گیا
نیند مجھ کو نہ آئے تو میں کیا کروں
میں نے مانگی شب و روز ہی یہ دعا
میرے مولا مدینہ مجھے بھی دکھا
مجھ سے جو ہوسکا وہ تو میں نے کیا
وہ مجھے نہ بڑائے تو میں کیا کروں
یہ شعر سن کر محدث ہزاروی صاحب نے فرمایا کہ اس مصرعہ کو یوں کر لیجئے کہ
مجھ سے جو ہوسکا وہ تو میں نے کیا
میری باری نہ آئے تو میں کیا کروں
پھر یہ مصرعہ ظہوری صاحب سے بار بار پڑھوایا گیا جس کا محفل پر اس قدر اثر
ہوا کہ سامعین سے ظہوری صاحب نے بے پناہ داد وصول کی۔ یہ سارا منظر قابل دید
تھا۔

(5) کراچی میں ہر سال ”کل پاکستان محفل نعت خوانی“ منعقد ہوتی ہے اور سارے پاکستان کے سرکردہ نعت خوان حضرات اس میں شمولیت کرتے ہیں۔ گزشتہ برس 16 جون 1969ء کو یہ محفل کراچی کے نشتر پارک میں منعقد ہوئی جس میں لاہور سے زبردست مقابلہ انتخاب کے بعد چار نعت خوان حضرات کا انتخاب ہوا۔ لاہور کی جامع مسجد وزیر خاں میں یہ مقابلہ ہوا جس میں چھیاٹھ نعت خوانوں نے شرکت کی تھی۔ ناچیز راقم الحروف کو گزشتہ برس لاہور میں یہ مقابلہ انتخاب اور پھر کراچی میں کل پاکستان محفل نعت دیکھنے کا موقع نصیب ہوا۔ برادر محمد بشیر نقشبندی صاحب نے بھی اس میں شمولیت فرمائی اور طلائی تمغہ حاصل کیا۔ مجھے برادر محمد بشیر نقشبندی صاحب کے ہمراہ دونوں محافل میں شامل ہونے کا اتفاق ہوا۔ سال بھی یہ محفل نشتر پارک کراچی میں یکم اگست 1970ء کو منعقد ہوئی۔ لاہور سے نذیر حسین نظامی صاحب، کرم الہی صاحب، قاری خوشی محمد صاحب اور اختر حسین صاحب ضلع گوجرانوالہ سے محمود احمد قادری صاحب اور محمد رفیق چشتی صاحب نے شمولیت کی لیکن افسوس ہے کہ ان میں سے کوئی صاحب بھی انعام حاصل نہ کر سکے۔

کراچی کی اس محفل میں کل بیس نعت خوانوں نے حصہ لیا۔ محمد اعظم چشتی صاحب بطور مہمان خصوصی اس محفل میں شریک ہوئے۔ سید حسین علی شاہ صاحب رائے ادیب پوری جنرل سیکرٹری نعت کونسل سٹیج سیکرٹری بھی تھے۔

منصفین یہ تھے۔ (1) جناب سید محمد طاہر شاہ صاحب، گیلانی ریجنل ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان کراچی، (2) مولانا منتخب الحق صاحب صدر شعبہ اسلامیات جامعہ کراچی، (3) جناب پروفیسر محمود الحسن صاحب۔

ایک دبلے پتلے نعت خوان صاحب کو جن کی موجودہ عمر 34 سال ہے۔ سب سے آخر میں سٹیج پر پڑھنے کے لئے بلایا گیا جن کو دیکھ کر کوئی شخص یہ اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہی نعت خوان اول انعام حاصل کرے گا۔ یہ تھے جناب محمد علی ظہوری جنہوں نے سات منٹ تک نعت رسولؐ سنا کر اس مقابلہ میں اول آنے کے ساتھ ساتھ عوام کے دل جیت لئے اور اجتماع عظیم سے بے حد داد وصول کی۔

ظہوری صاحب نے اپنا کلام ہی سنایا۔ قارئین آئینہ کے لئے دو شعر لکھے جا رہے ہیں۔ جو یہ ہیں۔

بجز رحمت نہیں کوئی سہارا یا رسول اللہ
کرم کی بھیک پر میرا گزارا یا رسول اللہ
عجب تاثیر تیرے نام میں بھردی ہے قدرت نے
زمانہ جھوم اٹھا جب بھی پکارا یا رسول اللہ

گرہ کا یہ شعر بہت خوب رہا۔

ظہوری قبر میں مجھ سے نکیریوں بولے

نبیؐ کی نعت سنا دو کہ آپؐ آئے ہیں

اس مقابلہ نعت خوانی کے نتیجے کا اعلان ہوا تو جناب ظہوری صاحب اول آئے۔ کراچی کے محمد سعید ہاشمی صاحب دوم اور راولپنڈی کے جناب سید منظور الکوئین صاحب سوم رہے۔

قصور میں استقبالیہ تقریب

کراچی سے واپس آنے پر 22 اگست 1970ء کو حضرت بابا بلھے شاہ صاحبؒ کے مزار اقدس پر قصور شہر میں زیر اہتمام مجلس ادب اسلامیہ کالج بلھے شاہؒ اراکین بزم قادریہ اور اراکین مجلس حسان نے جناب محمد علی ظہوری صاحب کے اعزاز میں ایک شاندار استقبالیہ تقریب کا انتظام کیا۔ بعد نماز عشاء قاری غلام رسول صاحب کی تلاوت سے جلسے کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد عبدالستار نیازی صاحب نے صوفی اصغر علی اصغر صاحب کی لکھی ہوئی نعت پڑھی اور پھر جناب شیخ ریاض احمد صاحب ایڈووکیٹ صدر مجلس بلھے شاہ نے سپاس نامہ پیش کرتے ہوئے فرمایا۔

”یہ تقریب اس نامور نعت گو شاعر اور نعت خوان کے اعزاز میں منعقد کی جا رہی ہے جس کی آواز کا جادو سامعین مسحور کر دیتا ہے جس نے ”پاکستان نعت کونسل کراچی“ کے زیر اہتمام کل پاکستان مقابلہ نعت خوانی منعقدہ یکم اگست 1970ء میں اول انعام حاصل کر کے حضرت بابا بلھے شاہ صاحبؒ کی نگری کی روایات میں قابل فخر اضافہ

کیا ہے۔

اہالیانِ قصور کو اس بات پر فخر ہے کہ سنت حسان کا مقلد سرفراز و سر بلند ہو کر واپس لوٹا۔ ہمارے شہر قصور کو یہ بھی سعادت حاصل ہے کہ اس شہر میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاخوآن اول حضرت حسان بن ثابتؓ کی یاد میں ”یوم حسان“ منانے کا آغاز کیا گیا۔ ہمارے نزدیک یہ عظمت جناب ظہوری صاحب کے مقدر کا حصہ بنی۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ امر بھی لائقِ تحسین ہے کہ ظہوری صاحب ایک مدت سے انتخابِ نعت کا مجموعہ ترتیب دے رہے ہیں جو ایک صبرِ آزما اور کٹھن کام ہے لیکن جس کی اہمیت سے کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ یہ نعت گوئی پر ایک تاریخی دستاویز ہوگی۔

اس سعادت بزورِ بازو نیست
تاناہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ تقریب جناب محمد علی ظہوری صاحب کی قدر افزائی کا ایک حسین و جمیل پر تو ہے۔ اہالیانِ قصور بالعموم اور اراکینِ بزمِ ادبِ اسلامیہ کالج، بزمِ قادریہ، مجلس حسان اور مجلس بلھے شاہ قصور بالخصوص انہیں ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہوئے بارگاہِ ایزدی میں دعاگو ہیں کہ وہ جناب محمد علی ظہوری صاحب کو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عقیدت کے پھول پیش کرتے رہنے کا طویل موقع نصیب فرمائے۔ آمین۔“

اس سپانامہ کے بعد جناب ظہوری صاحب کے استاد جناب خلیل آتش صاحب نے اپنے شاگرد اور بھائی کو اپنے دلی جذبات سے نوازا اور پھر نعت خوانی کا دور شروع ہوا۔ حاجی رحمت علی صاحب، نذیر حسین نظامی صاحب، اختر حسین صاحب، صوفی اصغر علی اصغر صاحب، تاج دین اکاڑوی صاحب، عبدالرشید گجراتی صاحب، حاجی محمد الدین صاحب، حافظ غلام یاسین صاحب، محمد اکرم صاحب اور شمس الدین صاحب نے بارگاہِ رسالت ماب میں نذرانہ، نعت پیش کیا۔ ان میں سے اکثر صاحبان نے جناب محمد علی ظہوری صاحب کا کلام سنایا۔

ناچیز راقم الحروف کو بھی سٹیج پر پڑھنے کے لئے بلایا گیا۔ میں نے اپنے استاد محترم جناب صائم چشتی صاحب، مدظلہ العالی کی لکھی ہوئی ایک رباعی پیش کی جسے عوام نے بے حد پسند کیا۔

وہ رباعی یہ ہے۔ آپ بھی لطف اٹھائیے۔ میرے استاد محترم جناب صائم چشتی صاحب فرماتے ہیں۔

مجھے	وجدان	جای	مل	گیا	ہے
وہی	ذوق	دوامی	مل	گیا	ہے
وظیفے	کے	لئے	صائم	کو	آقا
ترا	اسم	گرا می	مل	گیا	ہے

جناب صوفی اصغر علی اصغر صاحب نے ظہوری صاحب کی شان میں قصیدہ پڑھا۔

چند اشعار یہ ہیں۔

نعت	خوانی	وچہ	اول	انعام	پایا
سخن	داناں	وچہ	تیرا	مقام	اچا
دور	حاضرہ	دے	سارے	شاعراں	وچہ
درد	بھریا	ایسہ	تیرا	کلام	اچا
ایسہ	سب	برکتاں	یوم	حسان	دیاں
ہویا	میرے	استاد	دا	نام	اچا
مہر	صوبے	دا	صدقہ	ایسہ	ملی
سارا	نور	ظہور	حضور	دا	اے
اصغر	بڑا	اے	فخر	قصوریاں	نوں
بخت	جاگیا	فیر	قصور	دا	اے

بارہ بجے شب یہ محفل صلوة و سلام پر اختتام پذیر ہوئی۔ صلوة و سلام میں آسمان پر ابر رحمت باری محفل پر سایہ فگن ہوئے اور بوندا باندی ہونے لگی۔ یہ اس محفل کی قبولیت کی قوی دلیل ہے، کیونکہ صلوة و سلام اور رنا ختم ہوتے ہی یہ بوندا باندی

بھی رک گئی۔ بقول جناب صائم چشتی صاحب یہ منظر تھا۔

ابر رحمت ہیں محفل پہ چھائے ہوئے

آسماں سے ملائک ہیں آئے ہوئے

خود محمدؐ ہیں تشریف لائے ہوئے

کس قدر جانفزا آج کی رات ہے

جناب محمد علی ظہوری صاحب نے تصور میونسپل کمیٹی کے جس سکول میں بطور

مدرس کام شروع کیا تھا اسی میں ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے آج ہیڈ ماسٹر کے

عہدے پر فائز ہیں۔ یہ سب بزرگان دین کی نظر کرم کا صدقہ ہے۔ اللہم زد فزد۔

احمد علی قائد شرق پور

ماہنامہ آئینہ لاہور اکتوبر 1970ء

بانی مجلس حسانؒ

محمد علی ظہوری

جن کی آواز عاشقانِ رسولؐ کے لئے غذائے روح ہے

پاکستان نعت کو نسلِ کراچی کے زیرِ اہتمام کل پاکستان محفلِ نعت میں اولِ انعام حاصل کرنے والے محمد علی ظہوری کو دیکھ کر کوئی شخص اندازہ نہیں کر سکتا کہ قدرت نے ان کے دبلے پتلے وجود کو کتنی بڑی نعمت سے نوازا ہے۔ وہ بظاہر ایک عام انسان دکھائی دیتے ہیں جن کی شخصیت دیکھنے والے پر کوئی خاص تاثر نہیں چھوڑتی بلکہ کسی حد تک ان سے پہلی بار ملنے والا آدمی انہیں تصوراتی پیکر کے برعکس پا کر مایوس ہو جاتا ہے لیکن سرکارِ دو عالم کی مدح و ثنا کرتے وقت ان کی وارفتگی، اظہارِ عقیدت کا والہانہ پن اور نعت پڑھنے کا منفرد اندازہ لاکھوں کے اجتماع کو مسحور کر دیتا ہے۔ بڑھتے ہوئے قدم رک جاتے ہیں اور فضا ہمہ تن گوش ہو جاتی ہے۔ ان کی درد میں ڈوبی ہوئی آواز اور نعتیہ کلام کی سادگی اپنے اندر سوز و گداز کی ایک ایسی کیفیت رکھتی ہے جسے صرف محسوس کیا جاسکتا ہے۔ سیدھے سادے مگر دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے نعتیہ اشعار جب ان کی دلنشین آواز میں شامل ہوتے ہیں تو وجد و حال کی ایک ایسی لہر اٹھتی ہے جو سامعین کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور سننے والے ایسے نشے میں سرشار

ہو جاتے ہیں جو شیدایان تاجدار مدینہ کے لئے حیات ابدی کا حامل ہے۔

محمد علی ظہوری رائے ونڈ سے لاہور جانے والی سڑک کے چھٹے میل پر واقع گاؤں موضع رائیاں میں تقریباً چونتیس سال قبل ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد حاجی نور محمد حضرت میاں شیر محمد شرپوری علیہ الرحمۃ کے منظور نظر ارادت مندوں میں سے ہیں۔ ابتداء ہی سے گھر کے ماحول میں بزرگوں سے روحانی عقیدت کی فضاء موجود تھی چنانچہ بچپن ہی سے اپنے والد کے ہمراہ شرق پور شریف عرس کی تقریبات میں حاضری دیتے رہے اور یہیں سے نعت خوانی کا شوق دل میں پیدا ہوا۔ جب کسی نعت خواں کو منبر پر کھڑے نعت پڑھتے دیکھتے تو یہ خواہش ہوتی کہ اسی طرح سرکارِ دو عالم کی ثناء خوانی کا موقع ملے۔ جلد ہی یہ آرزو بھی پوری ہو گئی اور سالانہ عرس کی ایک تقریب پر انہیں پہلی نعت پڑھنے کا اتفاق ہی ہزاروں سامعین کی موجودگی میں ہوا جس نے تمام جھجک دور کر دی۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً دس سال تھی اور وہ اپنے گاؤں کے پرائمری سکول میں زیر تعلیم تھے۔ یہاں سے فراغت کے بعد لاہور کارپوریشن کے مزنگ ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ ابھی ہائی سکول سے فراغت میں ایک سال باقی تھا کہ ملک تقسیم ہو گیا۔ تعلیم کا سلسلہ منقطع ہونے کے بعد رائے ونڈ پٹوار سکول میں داخلہ لے لیا مگر ملازمت کی نوبت نہ آئی۔ والد بزرگوار انہیں درس و تدریس کے پیشہ سے منسلک دیکھنا چاہتے تھے، چنانچہ انہی کے ایما پر 1952ء میں نارمل سکول قصور میں داخلہ لے لیا اور فراغت کے بعد قصور شہر میں ہی اقامت اختیار کی۔ آج کل بلدیہ قصور کے ایک سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر صاحب تعینات ہیں جن دنوں نارمل سکول قصور میں تھے۔ انہی ایام میں ان کی ملاقات حضرت میاں ظہور الدین نقشبندی سے ہوئی جو مشہور بزرگ حضرت مہر محمد صوبالہ لاہوری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ مجاز ہیں، پہلی نظر میں ہی مرشد کامل نے اس جوہر قابل کو بھانپ لیا اور اسی محفل میں ہی وہ حضرت میاں صاحب کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

محمد علی ظہوری کی اصل شہرت و مقبولیت کا آغاز یہیں سے ہوا پہلے وہ صرف محمد علی تھے۔ مرشد کامل حضرت میاں ظہور الدین نقشبندی کے نام کی نسبت سے

قصوری حضور ہوئے اور بعد میں شاعرانہ میں بھی ایک مختصر مہر کا بیڑا بن گیا۔ ان کے
 لکھے ہوئے قصیدہ کا ایک مختصر اس حقیقت کا ثبوت ہے۔

تیسے ہم سے حضور مجھے جانتی ہے دینے

تو ہو گیا میں جب سے میں ہو گیا خدا کی

حضرت میاں صاحب کی مکتوبوں میں ان کا پناہ خیرہ کو مکتوب حضرت خواجہ حضرت
 پڑھتے تھے چنانچہ میں سے ان کی طبیعت حضرت کوئی کی طرف، مگر ہوں اور تمہیں مدت
 میں ان کی جلد اثر توڑنے شہرت کے ساتھ کو مگر بھی زبان زد عام ہو گیا۔ ان کے قصیدہ
 کو مگر کا ایک مجموعہ ہوئے حضور نے متعدد بار شائع ہو کر اس نکتے سے تمہیں حاصل
 کر چکا ہے اور کثرت و شرف حضرت کو حضرت کوئی مجلس میں ان کا کو مگر سنا کر بے پروا
 بار حاصل کرتے ہیں۔

ان کے قصیدہ کو مگر کے موجد سے غم فراق کی شہرت کا سانس ہوتا ہے۔
 زیارت مرید کی تمنا کا حضور نے ان کے شعور میں جا بجا مرقا ہے جس کے لئے ان کے
 کو مگر و توڑ میں یہ روز پیدا کیا ہے جو شیریں آہدہ رینہ کا کین تر تامل بن گیا
 جب تک وجہ ہے کہ سر مچھین پر ان کا کو مگر میں کر رقت عارض ہو جاتی ہے۔ کوئی
 مجلس میں ان کے کو مگر کی مقبولیت کی سب سے پہلی وجہ حضور خفیت کی سزا ہے
 جو یہ درست قلوب کو متاثر کرتی ہے۔ عذرا ان میں حسن کو مگر اور حسن ہون کی کجی
 بھی ان کی شہرت کا باعث ہے۔ محمد علی قصوری روز پنجشنبہ روزوں زبانوں میں شعر کہتے
 ہیں۔ ان کے کو مگر میں قصیدہ حضرت احمد منقبت وغیرہ کبھی مداف میں شاعر موبہ
 ہیں۔

کبھی کبھر غزل بھی کہتے ہیں لیکن حضرت اور قصیدہ کہنے کی طرف طبیعت زیادہ
 مائل ہے۔

قصوری صاحب کا ناقابل فراموش کارنامہ یہ مہ حسن کا نظارہ کرنا ہے۔ برصغیر کی
 تاریخ میں یہ سعادت جناب حضور صاحب کے حصہ میں آئی ہے۔ انہوں نے سب
 سے پہلے شاعر و رباعی رسالت حضرت حسن بن ثابت کی یاد میں ہر مہر ایک قصیدہ

الشان تقریب منانے کا اہتمام کیا۔ چند سال پہلے بہت کم لوگ جانتے تھے کہ حضرت حسان بن ثابت کا صحابہؓ میں کیا مقام ہے اور دربار رسالت میں ان کی حیثیت کیا تھی۔ یوم حسان کے آغاز نے نہ صرف مسلمانوں کو ایک غنیمت صحابی شاعر اور نعت خواں سے روشناس کرانے میں قابل قدر کارنامہ سرانجام دیا بلکہ نعت خوانی اور نعت گوئی کی ایسی مستند دلیل نمایاں کی جس سے کوئی ذی شعور مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ انہوں نے چند درد مند دل رکھنے والے دوستوں کو بلا کر مجلس حسان کی بنیاد رکھی اور اسی مجلس کے زیر اہتمام قصور میں ہر سال حضرت حسان بن ثابت کا دن منایا جاتا ہے جس میں مشاہیر نعت گو شعرا ثناء خواں، علماء کرام شرکت کر کے حضرت حسان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور جس کی رونق روز افزوں ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ظہوری صاحب ایک مدت سے انتخاب نعت ترتیب دے رہے ہیں۔ جو ایک طرح سے نعت گوئی کی تاریخی دستاویز ہوگی جس میں قدیم و جدید شعراء کے نعتیہ کلام کا انتخاب شامل ہوگا۔

نعت خوانی میں اظہار فن سے متعلق محمد علی ظہوری کا نقطہ نظریہ ہے کہ تمام اصناف سخن میں نعت گوئی اگر مشکل ترین صنف ہے تو نعت خوانی میں بھی پڑھنے والے کو انتہائی دشوار مرحلہ سے گزرنا ہوتا ہے۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ نعت خوانی سرکار دو عالم سے محبت و عقیدت کا ایک موثر اور متبرک واسطہ ہے اور عقیدت کا تعلق جذبے سے ہے۔ نعت سنتے وقت اگر سامعین کی توجہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا سے ہٹ کر پڑھنے والے کی اپنی شخصیت اور اظہار فن کی باریکیوں پر مرکوز ہو جائے تو اس مقدس جذبے کا تاثر مجروح ہوتا ہے۔

نعت خوانی کے پس منظر اور پیش نظر میں روحانیت کا لطیف اور پاکیزہ ماحول ایک اہم کڑی کی حیثیت رکھتا ہے، چنانچہ اسی تقدس کو ملحوظ رکھتے ہوئے پڑھنے والے کو باقی تمام اصناف سخن مثلاً "غزل" گیت وغیرہ سنانے کے مروجہ انداز سے اپنا دامن بچانا ہوتا ہے اور یہی وہ مرحلہ ہے جو انتہائی احتیاط کا متقاضی ہے۔

معاشرتی خرابیاں دور کرانے میں نعت خوانی کی اہمیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے

محمد علی ظہوری نے کہا کہ اسلامی معاشرہ کی تشکیل محسن انسانیت نے فرمائی اور نعت خوانی ہادی اعظم کی طرح توجہ دلانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے اور مسلمان اگر حضورؐ کے اسوۂ حسنہ کی طرف متوجہ ہو جائیں تو معاشرتی خرابیاں خود بخود دور ہوتی چلی جائیں گی۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ اس کے نظریاتی اداروں کو دینی اقدار کو بلند کرنیوالی ہر کوشش کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ قرآن خوانی اور نعت خوانی کے مظاہرے مسلمانوں کی صحیح ثقافت ہے اور اس ثقافت کا عملی مظاہرہ ہی نظریاتی مملکت کے حسین خوابوں کی تعبیر ہے۔

روزنامہ امروز لاہور

اشاعت ۴ فروری ۱۹۷۱

تیرے نام سے ظہوری مجھے جانتی ہے دنیا

اس میں شک نہیں کہ حضور سرکارِ دو عالم کی ذاتِ طیبہ ہر فرزندِ توحید کے لئے سرمایہ افتخار، نعمت ایمان اور رحمتِ دو جہاں ہے۔ ناموس رسالت کی خاطر جان نثار کر دینا اس کے نزدیک عین اسلام اور شاتمِ رسول کا سرتن سے جدا کر دینا عین فرضِ دینِ حنیف ہے ذرا تصور کیجئے کہ جس نورانی ذات کا ذکر خیر کائنات کا ذرہ ذرہ کرے اور خود خداوندِ بل شانہ، دو کمانوں سے بئی کم فاصلے میں سامنے بیٹھ کر باتیں کریں۔ اس محبوب کا مرتبہ کہ جس کے لئے دنیا اور ساری کائنات تخلیق کی گئی ہو اور جس پر قرآن جیسی کتابِ امم نازل کی گئی ہو اس کا رتبہ اللہ غنی۔

یوں تو تمام مسلمان اس ذاتِ اقدس کے ثناء خوان ہیں، اور اس کے عشق میں دیوانے، عقیدت کے گیت گانے میں رطب اللسان، مگر محمد علی ظہوری کو ان سب پر اس لئے فوقیت حاصل ہے کہ انہوں نے اپنے عقیدے کو عشق میں مدغم کر رکھا ہے۔ یہ عقیدت و عشق ان کے حرزِ جان ہے اور اس قلب و ارادت کا اظہار وہ اپنی زبان سے بھی کرتے ہیں۔ ظہوری صاحب کو نعت کہنے اور پڑھنے میں جو یدِ طولیٰ حاصل ہے وہ بقول احمد ندیم قاسمی، ”اس عشق کی بدولت کے کہ اس طرح دل و دماغ میں ذوق و شوق کی جگمگاتی ہوئی شمعیں لفظ لفظ پر عکس ریز ہوتی ہیں اور حرف حرف کو چمکا دیتی ہیں۔ ظہوری صاحب کو جب بھی میں نے نعت پڑھتے سنا ہے یوں محسوس کیا ہے جیسے ان کا سارا وجود صوت و صدا میں بدل گیا ہے اور وہ مجسم غنابن کر رہ گئے ہیں۔“

محمد علی ظہوری بادی النظر میں اتنی پرکشش شخصیت کے مالک نہیں ہیں۔ دبلا پتلا آدمی منحنی داڑھی کا متناسب چہرہ سیدھا سادہ سفید پوش انسان، کوئی ان سے مل کر متاثر نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب وہ سرکارِ دو عالم کی مدح و ثناء بیان کرتے ہیں تو ان کی وارفتگی، اظہارِ عقیدت کا والہانہ پن اور نعت گوئی کا منفرد انداز لاکھوں کے اجتماع کو مسحور کر دیتا ہے اور ان کے تصوراتی پیکر کے برعکس ان کی خوش الحانی فضا میں سحر پھونک دیتی ہے ان کا لحن داؤدی، درد میں ڈوبی ہوئی آواز نعتیہ کلام کی سادگی اور سوز و گداز کی کیفیت ہر فرد کو ان کے قریب لانے کے لئے برقرار کر دیتی ہے۔ رسالت ماب سے ان کی والہانہ عقیدت کا ثبوت مجلس حسان ہے جس کے محمد علی ظہوری بانی ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت نے حضور کی تعریف و توصیف میں عقیدت کے جو پھول کھلائے اور جہاں باطل کے خلاف قلمی جہاد کیا وہ دنیا کے تمام مسلمان شعراء کے لئے قابل تقلید ہے۔ مجلس حسان کی بنیاد رکھ کر انہوں نے نعت گو شعراء اور نعت خواں حضرات کے لئے ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کیا ہے جس کی رونق روز بروز افزوں ہو رہی ہے۔

ایک سوال کے جواب میں ظہوری صاحب نے بتایا کہ مجلس حسان کے اغراض و مقاصد میں حضرت حسانؓ کے کلام کا منظوم اردو ترجمہ مکتبہ حسان کا قیام، دینی پرچے کا اجراء اور کل پاکستان ثناء خوان تنظیم کی تشکیل شامل ہے۔

علاوہ ازیں جامعہ حسانؓ کی تعمیر کا منصوبہ بھی شامل ہے جس کا مقصد بچوں میں قرآۃ اور نعت خوانی کے شعور کو بیدار کرنا اور باقاعدہ تعلیمی سطح پر ان فنون کو فروغ دینا ہے۔

ملک گیر شہرت و عزت رکھنے والے اس منفرد نعت گو کا یہ تصور ہے کہ وہ قصور میں رہتا ہے اور ہر سال بابا بلھے شاہ کی اس نگری میں جب یوم حسان کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں سارا قصور روشنی کے نور میں نہا جاتا ہے۔ اس موقع پر احساس ہوتا ہے کہ اگر اسی طرح لاکھوں کا اجتماع لاہور یا کسی بڑے شہر میں ہو تو کیا کہنے!

تاہم محمد علی ظہوری صاحب نے بتایا کہ مجلس حسان کی شاخیں کراچی، راولپنڈی، ملتان، لائل پور، گوجرانوالہ جیسے بڑے شہروں میں قائم کی جا چکی ہیں۔ ادکارہ، خانوالہ، عارف والا اور میاں چنوں جیسے چھوٹے شہروں اور قصبات میں شاخیں بنادی گئی ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ابلاغ عامہ کے تمام ذرائع بروئے کار لا کر نعت خوانی کے فن کو عظمت بخشی جائے تاکہ ہر مسلمان کے دل پر سرور کائنات کی محبت کے نقوش رقم ہو جائیں اور شہر شہر گاؤں کی فضائیں ایمان کی ترنم ریزیوں سے معمور رہیں۔

محمد علی ظہوری نے گفتگو کے دوران کہا کہ ریڈیو پر مختلف کاروباری اداروں کی طرف سے ”محفل نعت“ منعقد ہوتی ہے افسوس کا مقام ہے کہ رستم، شیراز اور کولہ کا کولا کی محفل تو ہو سکتی ہے مگر حضورؐ کی محفل کیوں نہیں ہوتی۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ریڈیو پر جمعہ المبارک کو کمرشل سروس کی ابتداء حضور کی محفل سے کی جائے۔ انہوں نے کاروباری اداروں کے انداز فکر پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کیا کوئی تجارتی ادارہ ایسا نہیں ہے جو حضور کی محفل میں نعتوں کے ساتھ اپنے کاروبار کی تشریح کرے؟

محمد علی ظہوری صاحب کے خیال میں سکولوں اور کالجوں میں بھی تعلیم کا آغاز حمد کے ساتھ ساتھ نعت سے ہونا چاہئے تاکہ بچوں میں ابتدائی طور سے الفت رسولؐ کا جذبہ پیدا ہو جائے۔ انہوں نے کہا کہ اسمبلی میں تلاوت کے بعد نعت کا مطالبہ پہلے بھی دہرایا گیا تھا اور آج بھی میں اپنے موقف پر قائم ہوں۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات
نعت خوانی کے فن کے بارے میں استفسار پر ظہوری صاحب گویا ہوئے کہ اس کا تعلق خاطر بذبہ و عقیدت سے ہے، اگر بات صرف فن کی ہوتی تو گلوکاروں میں مہدی حسن، شعراء میں احمد ندیم قاسمی اور موسیقاروں میں نزاکت علی، سلامت علی، سب سے بڑے نعت خواں گردانے جاتے، لیکن یہاں فن اور عقیدت کے امتزاج کا نام نعت گوئی ہے اور وہ بھی اس انداز میں کہ

نگاہیں راہ پر بچھا دو کہ آپ آئے ہیں
 دلوں کو فرش بنا دو کہ آپ آئے ہیں
 ظہوری قبر میں مجھ سے نکیر یوں بولے
 نبی کی نعت سنا دو کہ آپ آئے ہیں

محمد علی ظہوری، قرآن السعدین ہیں یعنی نعت خوان بھی ہیں اور نعت گو بھی، دوسرے نعت خوان ان کی کسی ہوئی نعتیں پڑھتے ہیں اور وہ ہیں کہ اپنی نعتیں کم اور دوسروں کی زیادہ پڑھتے ہیں جو لوگ ان کی محفلوں میں شریک ہوتے ہیں، وہ بخوبی آشنا ہوں گے کہ ظہوری اعلیٰ حضرت بریلوی سے زیادہ متاثر ہیں۔ بیدم وارثی کا بھی کلام انہیں پسند ہے۔

رائے ونڈ سے لاہور کی جانب آئیں تو چھٹے میل پر ایک موضع رانیاں ہے۔ یہ ظہوری صاحب کا مولد ہے جہاں آپ تقریباً ۳۰ برس قبل زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حاجی نور محمد حضرت میاں شیر محمد شرقتوری کے منظور نظر ارادت مندوں میں سے ہیں چنانچہ آپ کو بچپن ہی میں روحانی ماحول میسر آیا اور حضرت میاں صاحب کے عرس میں حاضری کے دوران ہی آپ میں نعت خوانی کا شوق پیدا ہوا، اس وقت آپ کی عمر دس سال تھی اور آپ پرائمری میں زیر تعلیم تھے، یہاں سے فراغت پانے کے بعد لاہور کارپوریشن کے مزنگ ہائی سکول میں داخلہ لیا، ابھی یہاں سے فارغ التحصیل نہ ہوئے تھے کہ پاکستان معرض وجود میں آگیا اور آپ کو بعض وجوہ کی بنا پر رائے ونڈ پٹوار سکول میں داخلہ لینا پڑا۔ حاجی نور محمد آپ کو درس و تدریس کے پیشہ سے منسلک دیکھنا چاہتے تھے، چنانچہ ۱۹۵۶ء میں نارمل سکول میں داخلہ لے لیا اور بعد ازاں یہاں اقامت اختیار کر لی۔ آج کل بلدیہ قصور کے ایک سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر تعینات ہیں اور ظہوری قصوری کہلاتے ہیں۔ محمد علی قصوری صاحب سے ملاقات کے دوران معلوم ہوا کہ جن دنوں نارمل سکول قصور میں زیر تربیت تھے آپ کی ملاقات حضرت میاں ظہور الدین نقشبندی سے ہوئی جو حضرت مہر محمد صوبا لاہوری کے خلیفہ مجاز ہیں۔ مرشد کامل نے پہلی ہی نظر میں اس جوہر قابل کو بھانپ

لیا اور آپ حضرت میاں صاحب کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ بقول آپ کے آپ کی مقبولیت و شہرت حضرت میاں ظہور الدین نقشبندی کا فیضان نظر ہے۔ مرشد کامل سے آپ کی عقیدت و محبت کا مظہر آپ کا تخلص ہے۔

تیرے نام سے ظہوری مجھے جانتی ہے دنیا

تیرا ہو گیا ہوں جب سے میری ہو گئی خدائی

محمد علی ظہوری قصوری ان دنوں ہزاروں صفحات پر مشتمل انتخاب نعت، ترتیب دے رہے ہیں اس کی تکمیل ان کی دس برس کی محنت شاقہ کا ثمر ہو گا۔ وہ بذات خود حضور سرور کائنات کی الفت و عقیدت سے سرشار ہو کر شعر کہتے ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام کے مطالعہ سے غم و فراق کی شدت کا احساس ہوتا ہے۔ زیارت مدینہ کی تمنا کس کے دل میں نہیں ہوتی۔ مگر ظہوری قصوری ہیں چوب خشک کی مانند جل رہے ہیں۔ اپنی زندگی کا ایک ناقابل فراموش واقعہ سناتے ہوئے انہوں نے خانیوال کی سرزمین کا ذکر کیا جہاں وہ ایک مرتبہ نعت پڑھ رہے تھے، دھوپ کی تمازت ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔ گرمی کی اس حدت میں ظہوری صاحب نے اعلیٰ حضرت بریلوی کی وہ نعت پڑھنا شروع کی جسے انہوں نے اردو، عربی فارسی اور پوربائی بیک وقت چار زبانوں میں منظوم فرمایا ہے شعر تھے۔

برسن	ہارے	رم	جھم	رم	جھم
دو	بوند	ادھر	بھی	گرا	جانا
لم	یات	نظیر	ک	نی	نظر
مثل	تو	نہ	شد	پیدا	جاناں
جگ	راج	کو	تاج	تورے	سر سوہے
تجھ	کو	شاہ	دوسرا	جاناں	

ظہوری صاحب کا بیان ہے کہ ادھر نعت شروع ہوئی ادھر بارش شروع ہو گئی اور میری نگاہیں آبدیدہ ہو گئیں۔ ظہوری صاحب یہ تاثرات سنا رہے تھے میں نے ان کے چہرے کی لکیروں کو بغور پڑھا ان کی آنکھیں اس وقت بھی پر نم تھیں۔ فرقت کے

آنسوؤں کے وہ گہرائے نایاب شاید ابھی تک ان کی پلکوں کی محرابوں میں جھلک رہے تھے۔ کاش رسول مقبولؐ سے وارفتگی اور محبت کا یہی جذبہ سوز و گداز اور دل کی تب تاب جاودانہ ہر ایک کا مقدر بن جائے۔

ایس۔ ایم ناز

روزنامہ مغربی پاکستان لاہور

۲۹ - ۸ - ۱۹۸۷

محمد علی ظہوری کے ساتھ ایک شام

مرکزی مجلس حسانہ کے بانی، ملک کے معروف نعت گو اور منفرد انداز کے حامل نعت خواں محمد علی ظہوری کے ساتھ 8 مارچ کو الحمرا آرٹ کونسل کے ہال میں شام منائی گئی۔ گورنر پنجاب مخدوم سجاد حسین قریشی اس محفل کے صدر نشین تھے، لیکن وہ اس محفل میں صوبے کے حاکم اعلیٰ کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک درویش، ایک صوفی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت میں شریک تھے، اور محفل میں تین گھنٹے کی ان کی موجودگی کے دوران اہل محفل کو ایک لمحے کے لئے بھی یہ احساس نہیں ہوا کہ اس محفل کی صدارت صوبے کا حاکم اعلیٰ کر رہا ہے۔ اس روحانی محفل کا اہتمام سہیل بیڈ مشن کلب کشمیری بازار نے تنظیم محمدی کے تعاون سے کیا تھا۔ دیگر مہمانان گرامی کے علاوہ حاجی مقصود بٹ مشیر وزیر اعلیٰ پنجاب، علامہ مقصود احمد، ملک محمد خورشید صدر انجمن اتحاد تاجران کشمیری بازار، میاں محمد ادریس فیجنگ ڈائریکٹر اتفاق شوگر ملز ساہیوال، چودھری محمد حسین ڈائریکٹر دفتر وفاقی محتسب لاہور بھی سٹیج پر موجود تھے۔ اس محفل کے آغاز ہی سے ایک ایسا روحانی کیف طاری ہو گیا کہ ہر شریک محفل اس کیف کی لذت سے آشنا ہونے لگا جوں جوں وقت گزرتا گیا روحانی کیف و سرور کی فضا گہری ہوتی چلی گئی اور دل کے تار محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نعمات سے بچنے لگے، اور الحمرا آرٹ کونسل کے ہال نمبر 2 میں کم و بیش ایک ہزار حاضرین و سامعین سات بجے شام سے رات بارہ بجے تک دنیاؤ مافیہا سے بے خبر دل کی بستی آباد کئے بیٹھے

رہے۔

اس بابرکت محفل کا آغاز ملک کے ممتاز قاری، قاری خوشی محمد الازہری اور قاری سید صداقت علی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا محفل میں صاحب شام کے علاوہ جن پانچ نعت خوان حضرات نے بارگاہ رسالت ماب میں ہدیہ نعت پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ان میں قاری زبید رسول ہارون آباد، شبیر احمد گوندل شرقپور، اختر حسین قریشی لاہور، منیر حسین ہاشمی ملتان اور حاجی مرغوب احمد ہمدانی شامل تھے۔ نعت خوانی سے پہلے پروفیسر حفیظ تائب، اشفاق احمد ڈائریکٹر مرکزی اردو بورڈ اور ڈاکٹر سید علی رضا گردیزی پرنسپل علامہ اقبال میڈیکل کالج لاہور نے فن نعت اور صاحب شام کی نعت گوئی اور نعت خوانی پر خوبصورت گفتگو کی۔ اس محفل میں خصوصی خطاب کے لئے پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد طاہر القادری کو مدعو کیا گیا تھا، لیکن ان کا خطاب نعت خوانی کے آخر میں رکھا گیا تھا۔

قاری زبید رسول نے حضرت حسانؓ کی نعت اور قصیدہ بردہ کے اشعار سے نعت خوانی کا آغاز کیا، جس سے محفل پر ایک خاص رنگ محبت چھا گیا۔ ان کے بعد شبیر احمد گوندل نعت سرا ہوئے۔ ان کی خوبصورت آواز جب کانوں کے ذریعے دل کے تار چھیڑنے لگی تو پوری محفل جذب و کیف میں ڈوب گئی اور جب وہ نعت کا یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

اُنک ہوک اٹھے میرے سینے سے آئے پیغام مدینے سے

سرکار کرم کی بھیک ملے میں سائل ہوں تو داتا ہے

اس وقت محفل کا رنگ دیدنی تھا۔ سب فرزانے دیوانے نظر آرہے تھے۔ ان

کے بعد اختر حسین قریشی نے وہ نعت پیش کی جس پر حسن نعت کے مقابلے میں وہ پہلا انعام عمرے کا ٹکٹ حاصل کرچکے ہیں۔

رحمت دو جہاں حامی بے کساں

شاہ کون و مکاں وہ کہاں میں کہاں

اختر حسین قریشی اپنے مخصوص لحن میں نعت سرا تھے اور محفل لوٹ پوٹ ہو رہی

تھی خصوصاً ”وہ کہاں میں کہاں“ کی ادائیگی پر ایک عجیب جذباتی کیفیت پیدا ہو رہی

تھی۔ ان کے بعد منیر حسین ہاشمی نے سرکار دو جہاں کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول
 پیش کئے انہوں نے جو نعت پڑھی اس کا مطلع تھا۔
 جس کی دربارِ محمدؐ میں رسائی ہوگی
 اس کی قسمت پہ فدا ساری خدائی ہوگی
 ان کا اپنا انداز تھا محفل وجد میں تھی اور تکبیر و رسالت کے نعرے بلند ہوتے
 رہے۔ انکے بعد معروف نعت خواں حاجی مرغوب احمد ہمدانی کو دعوت دی گئی انہوں
 نے محمد علی ظہوری کی یہ معروف نعت پیش کی۔

جب مسجدِ نبویؐ کے مینار نظر آئے
 اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
 مکے کی فضاؤں میں طیبہ کی ہواؤں میں
 ہم نے تو جدھر دیکھا سرکار نظر آئے
 مرغوب ہمدانی کا اپنا ایک منفرد انداز ہے ان کے لحن میں گہرے دریا کی روانی کا
 ساز ہے وہ ہر لفظ کی ادائیگی نکھار کر کرتے ہیں وہ نعت کے جب اس شعر پر پہنچے
 بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی
 پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
 تو حاضرین و سامعین کے دل سینوں میں اچھلنے لگے اور ایک میٹھی بے قراری کی
 لہر محفل کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک دوڑ گئی۔ ان کے بعد قاری زبید
 رسول کو دوبارہ بلایا گیا اور انہوں نے پرکشش آواز میں نعت پیش کر کے محفل کی
 کیف و مستی میں مزید اضافہ کیا انہوں نے جو نعت پڑھی اس کے دو شعر
 کہیں نہ دیکھا زمانے بھر میں جو کچھ مدینے میں جا کے دیکھا
 تجلیوں کا لگا ہے میلہ جدھر نگاہیں اٹھا کے دیکھا
 وہ دیکھو دیکھو سنہری جالی ادھر سوالی ادھر سوالی
 قریب سے ان کے جو بھی گزرا حضورؐ نے مسکرا کے دیکھا
 ان کے بعد صاحبِ شام الحاج محمد علی ظہوری آئے اور محفل جو بن پہ پہنچ گئی۔

انہوں نے آغاز، نعت کے ان اشعار سے کیا

جب گرے کوئی نہ آیا تھامنے
آبرو رکھ لی نیا کے نام نے
کر رہا ہوں ذکر میں سرکار کا
اور گنبدِ خضریٰ ہے میرے سامنے

لیکن درمیان میں وہ مختلف دہڑے لگاتے رہے، فارسی اور پنجابی کے نعتیہ اشعار بھی ان کی نعت سرائی میں شامل تھے۔ وہ اپنی نعت مختصر وقت میں پیش کر کے بیٹھنا چاہتے تھے کہ میر محفل منہدم سجاد حسین قریشی نے اس موقع پر مداخلت کی اور انہوں نے حاضرین محفل کی ترجمانی کرتے ہوئے محمد علی ظہوری سے کہا کہ یہ محفل جس رنگ میں جس سمت جارہی ہے اس کو اسی جانب بڑھنے دو اور تسلی سے نعت پڑھو گورنر صاحب کے ان چند جملوں کے بعد محمد علی ظہوری کی نعت سرائی سے پوری محفل پر عشق و مستی کی جو کیفیت طاری ہوئی اس کو لفظوں میں ادا نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے آخر میں اپنی معروف پنجابی نعت

دنیا تے آیا کوئی تیری نہ مثال دا

میں لبھ کے لیاواں کتھوں سوہنا تیرے نال دا

شروع کی اور محفل کو لوٹ پوٹ کرتے رہے میر محفل سمیت پوری محفل کو اس نعت میں شریک کر لیا سب پڑھتے رہے۔

”لبھ کے لیاواں کتھوں سوہنا تیرے نال دا“

ان کے بعد شیخ سیکرٹری اختر سیدی نے علامہ طاہر القادری کو خطاب کے لئے پکارا مگر وہ بھی جذب و کیف کی جس وادی میں پہنچے ہوئے تھے اس سے باہر نہیں آتا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے خطاب سے انکار کر دیا مگر پھر میر محفل کے تقاضے پر اٹھے۔ انہوں نے کہا کہ نعت کا موضوع حسن محبوب ہے اور ما حاصل عشق محبوب ہے ایسی محفلوں سے عشق کو کمال ملتا ہے۔ انہوں نے کہا آج چونکہ دیوانوں کی محفل ہے اس لئے میں اسی رنگ میں بات کرنے پر مجبور ہوں علامہ طاہر القادری نے کہا کہ

عقل اور عشق دونوں اپنے اپنے رنگ میں جلوہ محبوب کی خاطر دوڑ رہے ہیں لیکن یہ عشق ہے جو دیدار محبوب کی منزل کو جا پہنچتا ہے اور عقل آج تک خود بھی منزل تک نہیں پہنچ سکی، عقل کی باخبری بے خبر رکھتی ہے اور عشق کی بے خبری باخبر بنا دیتی ہے۔ علامہ طاہر القادری نے کہا کہ آج کی محفل زندگی بھر یاد رہنے والی محفل ہے اور محفل کا یہ رنگ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب حضور سرور کائنات کی خصوصی توجہ ہو۔۔۔۔۔ آخر میں میر محفل مخدوم سجاد حسین قریشی گورنر پنجاب کو اختتامی کلمات اور دعا کے لئے بلایا گیا۔ اپنے خطاب میں انہوں نے کہا کہ نعت کا دائرہ فرش سے عرش تک پھیلا ہوا ہے۔ نعت ایک عظیم روحانی سعادت ہے۔ دل درد مند وہی ہے جو قلب مومن ہے۔ انہوں نے کہا کہ محمد علی ظہوری کی آواز میں جو سوز و گداز ہے وہ حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے۔ مخدوم سجاد حسین قریشی نے کہا کہ ایسا رنگ محفل شازونادر ہی ہوتا ہے۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ایسی محفل کو غنیمت جانیئے۔ انہوں نے کہا محفل جس جوین پہ پہنچ چکی تھی اس کا اختتام اسی رنگ میں کرنے کے لئے محمد علی ظہوری آخر میں پھر نعت پیش کریں گے، چنانچہ میر محفل کے حکم پر صاحب شام پھر نعت سرا ہوئے اور نعت کے چند اشعار پیش کر کے انہوں نے محفل کے رنگ کیف و مستی کو مزید گہرا کر دیا اور پھر اس کے ساتھ ہی سلام شروع کر دیا۔ اس طرح رات بارہ بجے یہ یادگار روحانی محفل اختتام کو پہنچی۔

مصطفیٰ کامل

نوائے وقت 12 مارچ 1987ء

نیالہ پر سوز آہنگ

نعت گوئی اور نعت خوانی کی ابتدا تاریخ اسلام کے آغاز سے ہی ہو چکی تھی زمانہ نبوت میں اکابر صحابہ کرام حضرت حمزہ، کعب بن زبیر، عبداللہ بن رواحہ اور حضرت حسان بن ثابت، رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بارگاہ رسالت میں نذرانہ عقیدت پیش کر کے خراج تحسین پیش کیا تاہم اس میدان میں جو شہرت اور مقام حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا وہ انہی کا حصہ ہے۔

حضرت حسان بن ثابت کے بارے میں روایت ہے کہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اشعار سننے کے لئے مسجد نبوی میں منبر کا خصوصی اہتمام فرماتے اور ان کے لئے اپنی چادر بھی بچھا دیتے ان کے حق میں خصوصی دعا فرماتے۔ حضرت حسان بن ثابت کی کہی ہوئی نعتیں آج بھی فنی اعتبار سے بلند حیثیت کی حامل ہیں۔

تاریخ نعت گوئی میں حضرت امام ابوحنیفہ، امام بو میری، شیخ عبدالقادر گیلانی، مولانا جامی، مولانا سعدی، کرامت علی شہیدی، احمد رضا خاں بریلوی، مولانا کفایت علی کالی، پیر مر علی شاہ، گولڑوی، مولانا ظفر علی خاں اور علامہ اقبال، اپنا الگ مقام رکھتے ہیں۔

دور حاضر کے ہر قابل ذکر شاعر نے تاجدار عرب و عجم کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ ان نعت گو حضرات میں حافظ مظہر الدین عبدالعزیز خالد، حافظ افضل فقیر، حافظ لدھیانوی، احمد ندیم قاسمی، حفیظ تائب، سید نصیر الدین گولڑوی، مظفر وارثی، راجہ رشید، محمود اعظم چشتی، عارف عبدالمتین اور محمد علی ظہوری اپنا الگ اسلوب رکھتے

ہیں۔

نعت گوئی کی طرح نعت خوانی کی تاریخ بھی اتنی ہی قدیم ہے۔ تاریخ اسلام کی ورق گردانی کرتے ہوئے جب ہم واقعہ ہجرت نبوی کو دیکھتے ہیں تو ہم پہ یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے موقع پر قبیلہ بنو نجار کی بچیاں نعتیہ اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر حضور کا استقبال کر رہی تھیں اور مدینے کے خوش نصیب باسی اپنی محبت و عقیدت کا اظہار ان نعتیہ اشعار کے ذریعے کر رہے تھے۔

ملح البدر ملینا من شتیۃ الوداعی

وجب الشکر ملینا ما دعا للہ داعی

چودھویں کا چاند طلوع ہو گیا ہے وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر لازم ہے کہ اپنے رب کا شکر ادا کریں۔

گزشتہ دنوں ”ایوان وقت“ میں نعت گوئی اور نعت خوانی کے حوالے سے مرکزی مجلس حسان کے بانی اور ملک کے ممتاز نعت گو اور نعت خواں الحاج محمد علی ظہوری کے ساتھ ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ رنگ و نور میں بھیگی ہوئی اس خوبصورت تقریب کا آغاز قاری غلام معین الدین سیالوی کی تلاوت سے ہوا۔ محب اللہ اظہر نے بارگاہ رسالت میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔

تقریب کی نقابت کے فرائض علامہ اقبال میڈیکل کالج کے فائل ایئر کے طالب علم طارق محمود جرال نے ادا کئے۔ نعت گوئی اور نعت خوانی کے متعلق تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ نعت گوئی ایک ایسا فن ہے جس میں طبع آزمائی کرتے ہوئے شاعر کو بے حد محتاط رہنا پڑتا ہے کیونکہ اگر محبوب خدا کی تعریف میں حد سے بڑھ جائے تو شرک کا مرتکب ہو جاتا ہے اور اگر آپ کا حقیقی مقام ملحوظ خاطر نہ رکھے تو پھر گستاخی کے زمرہ میں آ جاتا ہے۔ انہوں نے کہا دور قدیم میں شاعری جب فقط محبوب کے کاکل درخسار کے تذکرے کا نام تھا تو لوگ شعراء کو دیوانہ کہہ کر پکارتے تھے لیکن جب انہوں نے اپنی شاعری کا موضوع حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات

والاصفات کو بنایا تو تاریخ نے شعراء کو "الشعراء تلامیذ الرحمن" کہا یعنی شاعر خدا کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ دور حاضر میں نعت گوئی اور نعت خوانی کے میدان میں الحاج محمد علی ظہوری کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ انہوں نے نعت خوانی کی ادائیگی کو منفرد اسلوب عطا کیا جو انہی کا حصہ ہے۔ ان کی آواز کے سوز و گداز نے لاکھوں مسلمانوں کے قلوب میں محبت و عقیدت رسولؐ کے چراغ روشن کئے ہیں۔ آج عالم اسلام کے طول عرض میں منعقد ہونے والی محافل نعت میں شمع رسالت کے پروانے ان کا نعتیہ کلام سنتے اور محفوظ ہوتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ محمد علی ظہوری وہ خوش نصیب نعت خواں ہیں جن کو متعدد بار بارگاہ مصطفوی میں حاضری کی سعادت نصیب ہو چکی ہے جن کی زبان و قلم توصیف پیغمبر کے لئے وقف ہے ان کے کلام میں فکر کی پاکیزگی سوچ کی بلندی اور دل کا سوز پوری آب و تاب سے جلوہ گر ہے۔ وہ اگر چاہتے تو اپنی زبان و قلم سے دنیوی محبوبوں کے قصیدے کہہ کر شہرت اور دولت اکٹھی کر سکتے تھے مگر انہوں نے زبان و قلم کی تمام صلاحیتیں اس محبوب حقیقی کی مدح و ثناء کے لئے مخصوص کر دیں جو صرف کائنات بلکہ خالق کائنات کا بھی محبوب ہے یہی وجہ ہے کہ مستقبل کا مورخ جب بھی نعت خوانی اور نعت گوئی کی تاریخ مرتب کرے گا اس میں الحاج محمد علی ظہوری کا نام جلی حروف میں لکھا جائے گا۔ انہوں نے کہا جناب ظہوری کے نعتیہ اشعار قوس و قزح کی طرح حسین پھولوں کی طرح رنگین آبشاروں کی طرح مترنم اور کھکشاؤں کی طرح روشن و تابناک ہیں اور میری ان کے لئے یہی دعا ہے کہ

مکے ترے شعروں کی مہک اور زیادہ

تقریب کے دوسرے مقرر مولانا محمد اکرم فیضی نے جناب محمد علی ظہوری کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ دور حاضر میں نعت خوانی کو عوام میں متعارف کرانے میں الحاج محمد علی ظہوری نے بنیادی کردار ادا کیا ہے انہوں نے مجلس حسان کے زیر اہتمام پاکستان کے طول و عرض میں نعت خوانی کی محافل کا انعقاد کر کے عوام کو اس جانب رغبت دلائی ہے اور حضرت حسانؓ بن ثابت کے مشن کو روشناس کرایا ہے۔

نہوں نے کہا جناب محمد علی ظہوری جب نعت رسولؐ پیش کرتے ہیں تو لاکھوں سامعین پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ ان کی نعتیں عشق رسولؐ میں ڈوبی اور کوثر و تسنیم میں دھلی ہوئی ہوتی ہیں۔

تقریب کے اختتام پر جناب محمد علی ظہوری کو دعوت سخن دی گئی۔ نہوں نے کہا کہ پاکستان میں نعت خوانی کی تربیت کا ادارہ انشاء اللہ مجلس حسان کے پلیٹ فارم سے قائم کیا جائے گا جس کے لئے وہ اپنی تمام تر کاوشیں بروئے کار لارہے ہیں۔ نہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت میں اس پاکیزہ فن کو جو قدر افزائی ملی ہے وہ لائق تحسین ہے اور وہ وقت دور نہیں جب ہر طرف عظمت رسول کے ترانے گونجیں گے۔ آخر میں الحاج محمد علی ظہوری نے اپنی کسی ہوئی معروف نعتیں جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے، حضور آگئے ہیں، رحمت دو جہاں حامی بیگیاں، نوری مکھڑا نالے زلفاں کالیاں اور لمبے کے لپاواں کتھوں سوہنا تیرے نال دا کچھ اس والہانہ انداز میں پیش کیں کہ پورے ماحول میں کیف و سرور کی فضا پیدا ہو گئی اور سامعین نے بھی ان کی آواز کے ساتھ اپنی صداؤں کو شامل کر لیا اور یوں سبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی کی لذتوں سے آشنا ہو گئے اور یہ تقریب ایک یادگار اور روح پرور کیفیت کی حامل ہو گئی۔ آخر میں قاری معین الدین سیالوی نے ملک و ملت کی سلامتی کے لئے دعا کی۔ ادارہ نوائے وقت کی طرف سے منعقدہ بابرکت نشست رات ایک بجے اختتام پذیر ہوئی۔

طارق محمود جرال

رپورٹ نوائے وقت میگزین لاہور

15-5-1987ء

نعت گو کو سراپا نعت ہونا چاہئے!

☆..... آپ نعت خواں اور نعت گو دونوں حوالوں سے پہچانے جاتے ہیں کونسا حوالہ زیادہ پسند ہے؟

○..... دونوں حوالے مقدس ہیں دونوں کی یکجائی کو اپنے لئے بہت بڑا اعزاز اور سعادت سمجھتا ہوں۔

☆..... آغاز نعت گوئی سے کیا یا نعت خوانی سے؟

○..... نعت خوانی سے.... اس دور میں محمد علی ملتانی، اعظم چشتی، قاری محبوب سلیم اور علی محمد جالندھری بہت معروف نعت خوان تھے۔

☆..... نعت گوئی کی رغبت کس طرح ہوئی؟

○..... میاں ظہور الدین نقشبندی جو میرے مرشد تھے، کے ہاں نعت کی محفل ہوا کرتی تھی۔ وہاں میں بزرگوں کا کلام بڑے غور سے سنا کرتا تھا۔ اس سے مجھے بھی نعتیہ اشعار کہنے کی رغبت ہوئی۔

☆..... آپ کے خیال میں لمحہ موجود میں سب سے بڑا نعت گو؟

○..... حفیظ تائب.... لیکن اگر علمیت کے حوالے سے دیکھوں تو عبدالعزیز خالد۔

☆..... تائب صاحب کے ہاں علمیت نہیں ہے کیا؟

○..... علمیت اس حوالے سے کہ خالد صاحب کئی ایک زبانوں پر عبور رکھتے ہیں۔

انہوں نے نعت گوئی میں سب سے زیادہ تحقیق اور تجربے کئے ہیں۔

☆..... بعض لوگ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز خالد کے ہاں محض علمیت ہے وارفنگی نہیں؟
 ○..... نہیں ایسی بات نہیں ہے۔ ان کے ہاں علمیت کے ساتھ ساتھ عقیدت اور
 والہانہ پن بھی ہے البتہ معیار کم یا زیادہ ہو سکتا ہے۔ حفیظ تائب کے ہاں علمیت بھی
 ہے اور جذبے کی فراوانی بھی۔ بڑا نعت گو حفیظ تائب کو ہی کہوں گا کیونکہ ان کی
 نعتیں وارفنگی اور علمیت کا بلند پایہ نمونہ ہیں۔

☆..... اس عہد کے نمائندہ نعت گو؟

○..... ندیم صاحب نے بہت اچھی نعتیں کہی ہیں۔ ن کا اپنا ایک منفرد انداز ہے۔ وہ
 حضور کا نام لئے بغیر نعت کہتے ہیں۔ ان سے پہلی نعت میں نے فرمائش کر کے لکھوائی
 تھی۔

☆..... حافظ لدھیانوی؟

○..... بہت اچھے نعت گو ہیں۔ عبدالعزیز خالد کے بعد سب سے زیادہ نعتیہ مجموعے
 شاید انہی کے شائع ہوئے ہیں۔

☆..... مظفر وارثی؟

○..... بہت اچھی نعت کہنے والوں میں سے ہیں۔ ان کے لکھنے اور پڑھنے کا اسلوب
 جداگانہ ہے اور یہ بہت بڑی بات ہے۔

☆..... کوئی اور نام جو آپ کے خیال میں اس عہد کے نمائندہ ہوں؟

○..... راجہ رشید محمود، خواجہ عابد نظامی، منیر قصوری، ریاض حسین، چودھری

☆..... آپ نے پنجابی میں بھی نعت کہی۔ ”کتھے تیری ثناء“ آپ کا پنجابی نعتیہ مجموعہ

ہے۔ پنجابی کے حوالے سے آپ اس دور میں کس نعت گو سے متاثر ہیں؟

○..... اعظم چشتی سے

☆..... اعظم چشتی پنجابی شاعری اور نعتیہ شاعری کے حوالے سے اپنے مخصوص
 نظریات کا اظہار کر چکے ہیں۔

○..... وہ جس نعت سے مقبول ہوئے پنجابی میں ہی تھی۔ ”سارے جگ توں نرالیاں

دسدیاں نیں مدنی سرکار دیاں گلایاں“

☆..... پنجابی میں نعت کی تخلیق کے حوالے سے آپ کا کیا خیال ہے؟
 ○..... میں سمجھتا ہوں پنجابی میں نہ صرف نعت کہی جاسکتی ہے بلکہ بہت اچھی اور مقبول نعتیں اسی زبان میں کہی گئی ہیں۔ اگر کوئی لکھنا چاہے تو بہت اچھی نعت لکھ سکتا ہے۔ اس کی بہترین مثال پیر بہ علی شاہ کی معروف نعت ہے۔ ”اج سک متراں دی ودھیری اے“

☆..... گویا نعت کے لئے زبان کی کوئی تخصیص نہیں؟

○..... جی بالکل۔ اصل چیز جذبہ اور عقیدت ہے۔

☆..... نعت گوئی میں خود کو کہاں محسوس کرتے ہیں؟

○..... میں اس سلسلے میں کوئی دعویٰ نہیں کرتا۔

☆..... نعتیہ مشاعرے میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں؟

○..... محفل نعت میں سینئر یا جونیئر کا قائل نہیں ہوں۔ ہر جگہ پڑھنے کو سعادت خیال کرتا ہوں۔

☆..... ہمارے اکثر نعت گو اور نعت خوان حضرات کے قول و فعل میں تضاد ہے۔

○..... میں سمجھتا ہوں ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ نعت گو کو سراپا نعت ہونا چاہئے۔

☆..... اگر نعت کے بنیادی لوازمات کو دیکھا جائے تو ہمارے اکثر نعت گو حضرات کے

ہاں یہ چیز محسوس ہوتی ہے کہ انہوں نے ان لوازمات کا خیال نہیں رکھا۔ ایسا آپ

کے ہاں بھی دیکھنے کو ملتا ہے آپ کی بہت معروف نعتوں میں ایسے الفاظ آتے ہیں

جنہیں میرے خیال میں نعت کا حصہ نہیں ہونا چاہئے تھا۔

○..... آپ نے جن الفاظ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ بیدم وارثی کے ہاں بھی بکثرت

استعمال ہوئے ہیں۔

☆..... بیدم وارثی بھی کوئی معیار نہیں ٹھہرتے۔

○..... مجھے اعتراف ہے کہ میری نعتوں میں جزوی طور پر ایسا ہوا ہے۔

☆..... ایوانِ حسان کے حوالے سے کچھ باتیں۔

○..... ایوانِ حسان کے قیام کا بنیادی مقصد نعت خوانی کی تربیت اور فروغ نعت کا

اہتمام کرنا ہے۔

☆..... مجلس حسان اور اسی طرح نعت کے حوالے سے قائم دیگر انجمنوں کی محافل میں صاحب کردار لوگوں کی بجائے مادی حیثیت کے حامل افراد کو بطور صدر اور مہمان مدعو کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

○..... مجھے بھی یہ بات اچھی محسوس نہیں ہوتی بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ نعتیہ محفل میں صدارت کی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ ہماری محافل میں اس رجحان سے بہت منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ میں نے مجلس حسان لاہور کے پلیٹ فارم سے اسی لئے علیحدگی اختیار کی ہے۔ اب میری کوشش ہوگی کہ سرمایہ داروں کی بجائے صاحب کردار لوگوں کو ان محافل میں شریک کیا جائے۔

☆..... نعت خوانی میں آپ کا اپنا ایک اسلوب ہے لیکن نعت گوئی میں آپ کوئی انفرادیت پیدا نہیں کر سکے اگرچہ آپ کی اکثر نعتیں بے پناہ مقبول ہوئیں۔

○..... کیا مقبولیت سے منفرد اسلوب کی عکاسی نہیں ہوتی؟

☆..... نہیں

○..... مجھ سے پہلے جو لوگ نعت لکھ رہے تھے مثلاً "راقب قصوری" ابرواری وغیرہ ان سے میں نے بہر حال جدا طرز اظہار اپنایا ہے لیکن مجھے آپ سے اتفاق ہے اور میں اس سلسلے میں اپنے لئے رعایتی نمبر لینا پسند نہیں کروں گا۔

☆..... آپ ایوان حسان کا پس منظر بیان کر رہے تھے۔

○..... فروغ نعت کے علاوہ اس کے مقاصد میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ نعت خوانی کے لئے کلام کے انتخاب میں احتیاط کی جائے اور ادائیگی میں تخصیص پیدا کی جائے۔

☆..... حضرت حسان کی نعت کا فکری حوالہ ہماری آج کی نعتیہ شاعری میں کس حد تک موجود ہے؟

○..... ان کی فکر ہمارے دور میں تخلیق ہونے والی نعتوں میں بہت کم ملتی ہے۔ ان کی شاعری زیادہ تر رزمیہ شاعری ہے۔ نبی اکرمؐ نے انہیں کفار کی بکنڈیوں اور ان کے پراپیگنڈہ کا جواب دینے کے لئے مامور کیا ہوا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ انداز آج بھی

اختیار کیا جانا چاہئے کیونکہ اس دور میں بھی اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

☆.... کبھی غزل کسی آپ نے؟

○.... نہیں۔ سوائے ابتدائی چند غزلوں کے

☆.... تقریباً "ہر بڑے شاعر نے اپنے فنی سفر کا آغاز غزل سے کیا۔

○.... یہ محض اتفاق ہے

☆.... نعت کے ساتھ ساتھ غزل لکھنا آپ کے خیال میں کس حد تک درست ہے؟

○.... میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی نعت گو ہے تو اسے کسی دوسری صنف خصوصاً

غزل کی طرف دیکھنا بھی نہیں چاہئے

☆.... یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ جب کوئی غزل گو نعت کہتا ہے تو وہ باقاعدہ نعت گو

حضرات سے خوبصورت نعت کہتا ہے۔

○.... الفاظ کے چناؤ کے حوالے سے آپ اسے اچھی نعت کہہ سکتے ہیں لیکن جذبے

کی گہرائی باقاعدہ نعت گو شاعر کے ہاں ہی ملے گی۔

عمران نقوی

نوائے وقت لاہور 31 دسمبر 1992ء

مشہور نعت خواں اور نعت گو

محمد علی ظہوری

نعت گوئی تمام اصناف سخن میں مشکل ترین ہے

س..... آپ نے اپنی شاعری کی ابتدا کب اور کس صنف سے کی۔

ج..... قیام پاکستان کے چند برس بعد میں گلگت کے ساتھ ساتھ کچھ لکھنے بھی لگا تھا مگر باقاعدہ آغاز نعت گوئی سے ہوا۔

س..... آپ نے پہلے اردو میں شاعری کی یا پنجابی میں۔

ج..... ابتداء پنجابی کلام سے ہوئی بعد میں اردو میں بھی یہ سلسلہ شروع ہو گیا مختلف ادبی شخصیات عبدالکریم شمر، پیر فضل گجراتی، احمد ندیم قاسمی، ناصر کاظمی، دائم اقبال خلیل آتش، ڈاکٹر رشید انور سے رابطے اور شاعروں سے لگاؤ کی وجہ سے میرے شعری ذوق کی آبیاری ہوئی اور شعر فنی کا شعور پیدا ہو گیا۔

س..... آپ نے اردو شاعری کی کسی اور صنف میں بھی طبع آزمائی کی۔

ج..... ابتداء میں کچھ غزلیں کہیں جن کے شائع ہونے کی نوبت نہیں آئی تاہم کچھ گیت بھی لکھے جو ریڈیو پاکستان لاہور سے معروف صدا کاروں کی آواز میں نشر ہوئے علاوہ ازیں میں نے بعض شعراء کے کلام کی پیروڈی بھی کی حتیٰ کہ خلیل آتش کے مجموعہ کلام کی مکمل پیروڈی کردی قتل شغائی کی مشہور غزل جس کا مقطع تھا۔

اڑتے اڑے آس کا پنچھی دور افق میں ڈوب گیا
روتے روتے بیٹھ گئی آواز کسی سودائی کی

اس پر پیروڈی کا میرا شعر تھا۔

اڑتے اڑتے روس کا راکٹ چاند کے اوپر جا پہنچا
روتے روتے ہم نے بنائی ایک مشین سلائی کی

لیکن ان اصناف سخن کے ساتھ تعلق کا عرصہ انتہائی مختصر رہا۔

س..... نعت رسول مقبولؐ کی جانب آنے کی سعادت کب حاصل ہوئی۔

ج..... میرا آبائی گاؤں موضع رائیاں رائے ونڈ لاہور ہے میرے والد حاجی نور محمد نقشبندیؒ معروف روحانی بزرگ حضرت میاں شیر محمد شرق پوری کے حلقہ ارادت میں داخل تھے قیام پاکستان سے قبل پرائمری تعلیم کے زمانے میں اپنے والد کے ہمراہ سالانہ عرس کی تقریب میں شرق پور حاضر ہوا کرتا تھا وہیں سب سے پہلے پنجابی کے معروف نعت گو راقب قصوری کی لکھی ہوئی نعت پڑھنے کا موقع ملا چنانچہ نعت خوانی سے رغبت تو پرائمری تعلیم کے دورے سے ہی ہو چکی تھی البتہ نعت گوئی کا آغاز قیام پاکستان کے بعد ہوا جب میں قصور کے ممتاز شیخ طریقت حضرت خواجہ دائم الحضور رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ سے وابستہ بزرگ حضرت میاں ظہور الدین مرتضائی کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گیا ان کی رہائش گاہ سوڈیوال لاہور میں ماہانہ محفل ذکر کا انعقاد ہوتا تھا وہ حضرت مولانا جامیؒ احمد رضا خان بریلویؒ اور بیدم وارثیؒ کا نعتیہ کلام بالخصوص سنا کرتے تھے ان کی وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ گھنٹوں اشکبار زبا کرتے ان محافل میں شرکت سے میرے دل و دماغ نے نعت رسول مقبولؐ کی طرف سفر سعادت کا آغاز کیا جو بحمد اللہ آج تک جاری ہے۔

س..... آپ بنیادی طور پر شاعر ہیں مگر آپ کی وجہ شہرت بحیثیت نعت خواں کے ہے کیا آپ کو کبھی محسوس نہیں ہوتا کہ نعت خواں کے پردے میں آپ کے اندر کا شاعر چھپ جاتا ہے۔

ج..... میرے اندر کے شاعر کا اظہار موثر طور پر نعت خوانی کے ذریعے ہوا ہے اس

لئے کہ میں نعت خوانی سے نعت گوئی کی طرف آیا ہوں اگر اندر کے شاعر کے چھپ جانے سے مراد دوسری اصنافِ سخن کو ترک کر دینا ہے تو میں پہلے وضاحت کر چکا ہوں کہ دیگر اصنافِ سخن میں بھی طبع آزمائی کا موقع ملا لیکن ان سے میرے قلم کا رابطہ جلد ہی منقطع ہو گیا دراصل میرے اندر کا شاعر جس قسم کا اظہار چاہتا تھا اس کی نسبت اتنی ارفع و اعلیٰ تھی کہ مجھے اس کے اظہار کے بعد آج تک کسی کمی یا احساس کمتری کا احساس کبھی نہیں ہوا مشیت ایزدی مجھے ثناء خوان رسول مقبول کی حیثیت میں دیکھنا چاہتی تھی چنانچہ صاحب نظر رہبر کی نسبت نے محمد علی ظہوری بنا دیا میری شوخی طبع اور طنز و مزاح کی افزائش رک گئی اور نوائے ظہوری باوضو ہو کر حضور کے حضور پیش ہو گئی نعت گوئی اگر درخت ہے تو نعت خوانی اس کا پھل اور ظاہر ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔

س..... نعت گوئی میں آپ کس کس شاعر سے متاثر ہوئے۔

ج..... مولانا احمد رضا خان، بیدم وارثی، حافظ مظہر الدین، راقب قصوری، عبدالعزیز خالد، حفیظ تائب، خالد محمود، احمد ندیم قاسمی، اعظم چشتی اور فارسی نعت گوئی میں حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ سے بے حد متاثر ہوں۔

س..... موجودہ دور کے نعت خوانوں میں آپ کس کس نعت خواں کا نام لینا پسند کریں گے۔

ج..... قاری زبیر رسول، نذیر نظامی، اشرف چشتی، وحید ظفر قاسمی، خورشید احمد، غلام حسن، مرغوب ہمدانی، بدر الدین بدر، ثناء اللہ بٹ۔

س..... محمد اعظم چشتی نعت خوانی اور نعت گوئی کا ایک منفرد ادارہ ہیں آپ کو ان کی شخصیت کا کون سا پہلو پسند ہے۔

ج..... نعت گوئی سے زیادہ ان کی نعت خوانی کے انداز میں ایک انفرادیت ہے بیاض کے بغیر تاویر نعت خوانی اور کسی مصرعہ پر گرہ لگانے میں ان کی ادائیگی کے جوہر زیادہ نمایاں ہوتے ہیں خوش روئی، خوش گوئی اور خوش پوشاکی ان تینوں صفات کا کسی ایک شخص میں جمع ہونا غیر معمولی بات ہے۔

س..... اب تک آپ وطن عزیز کے علاوہ کس کس ملک میں نعت خوانی کی محافل میں شرکت کر چکے ہیں۔

ج..... برطانیہ، عراق، حجاز مقدس اور ہندوستان میں عالمی اردو کانفرنس کے زیر اہتمام محفل نعت میں شرکت کے علاوہ مجھے حضرت مجدد الف ثانی سرہندی کے عرس میں شمولیت کی سعادت 1975ء میں حاصل ہوئی وہاں محفل نعت منعقد نہیں ہوتی لیکن مجھے وہاں بھی جب پاکستانی زائرین کی طرف سے چادر چڑھائی گئی تو اپنے جذبات کے اظہار کا موقع مل گیا اور وہ ایک یادگار اور خصوصی حاضری تھی جس میں پاکستانی زائرین کو جو لمحات میسر آئے وہ ناقابل فراموش ہیں۔

س..... ایک اچھے نعت خواں کے لئے کن اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔

ج..... رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلبی عقیدت، حسن گفتار اور حسن کردار کی (یک جائی) شعر فہمی، نعت کی ادائیگی میں فنی مہارت سے زیادہ سوز و گداز کا اظہار، پیشہ وارانہ مظاہرہ نعت خوانی سے اجتناب ایک اچھے نعت خواں کے بنیادی اوصاف ہیں۔

س..... آپ مجلس حسان کے بانی ہیں اور یہ انجمن نعت خوانی کی تحریک کی سب سے بڑی محرک ہے اس انجمن کا قیام کب اور کن مقاصد کے تحت عمل میں آیا تھا۔

ج..... مجلس حسان کا قیام 1966ء کے وسط میں عمل میں آیا تھا اس وقت تک شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت کے نام اور مقام سے بہت کم مسلمان آگاہ تھے، نعت خوانی بزرگوں کے اعراس تک محدود تھی محافل نعت کی تخصیص قائم نہیں تھی مجلس حسان کے زیر اہتمام یوم حسان کے انعقاد کے ساتھ پاکستان کی تاریخ میں نعت خوانی کی مقبولیت کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا، مجلس حسان نے ملک کے طول و عرض میں محافل نعت کا انعقاد کر کے ذوق و شوق اور کیف و سرور کا ایک ایسا ماحول پیدا کیا کہ آج ہر گلی کوچہ صدائے ذکر حبیب سے گونج رہا ہے۔

س..... کیا کبھی روضہ رسول پر حاضری کے دوران نعت گوئی کا شرف حاصل ہوا۔

ج..... وہاں تو جذبات دم بخود اور الفاظ گنگ ہو جاتے ہیں میرے خیال میں ان لمحات

کی منظر نگاری ناممکنات میں سے ہے البتہ دور بیٹھ کر مسلسل اشکبازی کے عالم میں کبھی کوئی منظر شعر کے قالب میں ڈھل جاتا تھا جیسے

کہیں نہ دیکھا زمانے بھر میں جو کچھ مدینہ میں آکے دیکھا
تجلیوں کا لگا ہے میلہ جدھر نگاہیں اٹھا کے دیکھا

○○

بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی
پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے

○

وہ دیکھو دیکھو سنہری جالی
ادھر سوالی ادھر سوالی
گزر گیا جو بھی سامنے سے حضور نے مسکرا کے دیکھا

س..... کوئی ایسی تمنا جو اب تک پوری نہ ہو سکی ہو۔

ج..... (1) ایوان حسان بن ثابت کی تعمیر جس میں نعت لابیرری محافل نعت اور نعتیہ مشاعروں کے لئے وسیع ہال ہو۔

(2) محبت رسول کے فیضان کا مرکز جس سے توصیف رسول کی صدا میں بلند ہوتی رہیں۔ تاکہ ہماری نئی نسل اسلامی ثقافت کے اس عظیم ورثہ کو یاد رکھے۔
س..... نعت خوانی کے فروغ کے لئے کیا تجاویز پیش کرنا چاہیں گے۔

ج..... (1) بچوں میں ابتدا ہی سے محبت رسول پیدا کرنے کے لئے سکول سے کالج یونیورسٹی تک تلاوت کے بعد نعت رسول پڑھائی جائے۔

(2) ایوان نمائندگان میں بھی یہ اہتمام کیا جائے۔

(3) ربیع الاول میں بالخصوص شاہی مسجد لاہور سے محفل نعت کو تمام ذرائع ابلاغ سے براہ راست نشر کیا جائے۔

س..... ایک جائزہ نگار نے آپ کے اس دعویٰ کی تردید کر دی ہے کہ احمد ندیم قاسمی کی پہلی نعت آپ کی فرمائش پہ لکھی گئی اس بارے میں کچھ کہنا چاہئیں گے۔

ج..... اس تردید سے مجھے بڑی کوفت ہوئی کیونکہ ثناء خوان رسولؐ کی حیثیت سے غلط بیانی اس شرف کے شایان شان نہیں میں جناب احمد ندیم قاسمی کا دیرینہ نیازمند ہوں ان کے دفتر میں ایک ملاقات کے دوران 1971ء میں فرمائش کر کے جو نعت لکھوائی اس کا مطلع تھا۔

یوں تو ہر دور مہکتی ہوئی نیندیں لایا

تیرا پیغام مگر خواب نہ بنے پایا

اس سے قبل ان کی کوئی نعت میری نظر سے نہیں گزری تھی ان کے رسالہ فنون کا بھی دیرینہ قاری ہوں اس میں بھی کوئی تذکرہ نہیں تھا اور نہ ہی ان کا نعتیہ کلام کسی کی آواز میں ریڈیو پاکستان میں یا ٹی وی پر ریکارڈ ہوا تھا میرے لئے یہ بڑی سعادت تھی کہ اعظم خان پروڈیو سر ریڈیو پاکستان لاہور نے 1971ء میں اسے میری آواز میں پہلی دفعہ ریکارڈ کر کے نشر کیا۔ مجلس حسان لاہور شاخ نے جب نعت کے حوالہ سے احمد ندیم قاسمی صاحب کے ساتھ ایک شام کا الحرام ہال میں انعقاد کیا تو میں نے جناب قاسمی کو ان کے ہاتھ کی لکھی ہوئی وہی نعت دکھائی تو انہوں نے خوشگوار حیرت کا اظہار کیا آپ نے اس کو اتنے برسوں سے سنبھال کے رکھا ہوا ہے مزید برآں میرے استفسار پر جواب دیا کہ آپ اس کو میری پہلی نعت کہہ سکتے ہیں محقق ادبی جائزہ 1992ء نے جن نعتیہ اشعار کا تہذیب نسواں کے حوالہ سے ذکر کیا ہے اور اسے نصف صدی کا حصہ قرار دیا ہے لطف کی بات یہ ہے کہ جناب احمد ندیم قاسمی کے پہلے نعتیہ کلام کے مجموعہ میں یہ سات اشعار والی ان کی پہلی نعت سرے سے موجود ہی نہیں جائزہ نگار نے اس تذکرے میں لفظ تردید کو جس طرح استعمال کیا ہے اس کی وضاحت کرتے ہوئے میں بلا خوف تردید اب دو دعوے کر رہا ہوں کہ جناب قاسمی کی نعت سب سے پہلے میں نے لکھوائی بھی ہے اور عوام الناس کو سنائی بھی ہے مجھے افسوس ہے کہ میرے عقیدت آمیز اس دعویٰ کی تردید کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی۔

پروفیسر حسن رضوی

جنگ لاہور ۸ جون ۱۹۹۴

پیکر انکسار نعت گو

سید محمد زین العابدین لاڑکانہ

عاشق مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت حسان کے پیروکار، فخر شعراء، ترجمان حقیقت، عاشق مدینہ، حضرت محمد علی ظہوری قصوری اطال اللہ عمرہ سے فقیر کی ملاقات تو نہیں ہوئی ہے لیکن آپ کے نام کو تو پاکستان کے ہر عشاق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ محمد علی ظہوری شاخوان مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ ظہوری صاحب کی نعتیں پڑھیں ہیں سنی ہیں۔ میرے لئے موجودہ شعراء حضرات کے کلام میں سے ظہوری صاحب کا کلام زیادہ تسکین کا باعث بنتا ہے کیونکہ ظہوری نعت صرف لبوں سے نہیں بلکہ دل کی نیاز کے ساتھ کہتا ہے۔ اسی لئے مجھے ان سے محبت ہے اور ملاقات کرنے کا بہت شوق ہے۔ انشاء اللہ کبھی موقع میسر آجائے گا۔

نعت عشق رسول کے بغیر کھوکھلا پن ہے اس میں کیفیت نہیں ہوتی، سرور نہیں ملتا، آنکھوں کی ٹھنڈک سینہ کا نور نہیں ہوتا۔ ایسے شاعر بڑے بول کے عادی ہوتے ہیں۔ اپنے کلام کے برعکس ہوتے ہیں، ایسے شعراء کو اعلیٰ حضرت شیخ طریقت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی شریف علیہ الرحمۃ نے اپنے ملفوظات شریف میں ڈانٹا ہے۔ عاشق رسول شاعر بڑے بول کا عادی نہیں ہوتا، بلکہ بڑے سلیقہ محبت ادب سے اپنے اوپر گزری ہوئی کیفیت کو نعت کا جامہ پہناتا ہے، اسی طرح وہ حقیقت کی ترجمان

بن جاتی ہے۔ سنتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ عجیب سی کیفیت کا نزول ہوتا ہے۔ دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چنگاری سلگنے لگتی ہے۔ تصور میں گنبد خضریٰ کا روح پرور منظر سما جاتا ہے، اور زبان پر صلے علی کے ترانے جاری ہو جاتے ہیں، اور مدینہ منورہ جانے کے لئے دل اداس ہو جاتا ہے۔ عجز و انکساری، نیاز و عقیدت، محبت و اوب سے پیشانی جھک جاتی ہے۔

یہ خوبیاں ظہوری صاحب کے کلام میں خوب سموی ہوتی ہیں، اسی کی شاہد ان کی نعتوں میں ایک مشہور سلام کے متعلق عرض کروں کہ جو ہر سلام پڑھنے والے کا وظیفہ ہے۔

یا رسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام
گنبد خضریٰ کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام
جو مدینے کی گلی کوچوں میں دیتے ہیں صدا
-تاقیامت ان فقیروں اور گداؤں کو سلام

جناب ظہوری صاحب کی ایک اور نعت ہے جو مجھے بہت پسند ہے اور اکثر سنتا

ہوں۔

بگڑی ہوئی بنتی ہے ہر بات مدینے میں

غخوار محمدؐ کی ہے ذات مدینے میں

میری دعا ہے کہ جل جلالہ جناب ظہوری صاحب کو عشق رسول صلی اللہ علیہ

وسلم میں عملاً "ترقی عطاء فرمائے۔ (آمین) اور اس کام عظیم لطیف مدح مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں عمر تمام گزارنے کی توفیق بخشے اور کسی ایسے ویسے آدمی غیر محبوبان خدا کی تعریف توصیف سے زبان محفوظ رکھنے اور اس عظیم راستہ پر استقامت رکھنے کی توفیق رفیق عطاء فرمائے۔ (آمین۔ ثم آمین)

مقبول خواص و عام ثنا خواں

سید محمد جلیس قادری
حویلیاں ایبٹ آباد

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ وان محمد است

اس ناچیز کی رائے یہ ہے کہ خداوند قدوس نے آپ کو خوش الحانی کی نعمت سے نوازا۔ اپنے محبوب کا ادب و عشق بھی عطا فرمایا۔ نعت لکھتے بھی ہیں نعت پڑھتے بھی ہیں۔ نعت خوانی اور نعت گوئی میں سحر آفریں نغمہ سرائی بھی آپ کی خصوصیات سے ہے اور میرا ایمان ہے کہ عزیز محمد علی ظہوری صاحب کو یہ مرتبہ یہ مقام یہ عزت و تکریم اور مقبولیت عامہ یہ سب صدقہ ہے آپ کے مرشد کامل حضرت الحاج میاں ظہور الدین صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا اور اس کے بعد تصرف ہے شاعر رسول حضرت حسان بن ثابتؓ کا جن کے لئے ظہوری صاحب نے مجالس کا اہتمام کیا اور ملک کے گوشہ گوشہ میں عوام الناس کو حضرت حسانؓ کی ذات اور نعتیہ کلام سے متعارف کرایا۔ انہی کے صدقہ محمد علی صاحب کو شہرت دوام اور عزت و اکرام سے نوازا گیا بدیں وجہ اسی ناچیز نے بطور تبرک شاعر مصطفیٰ حضرت حسانؓ کا اجمالی تذکرہ سپرد قلم کرنے کا ارادہ کیا تاکہ عوام الناس کو آپ کی ذات اور منصب جلیلہ سے آگاہی

نصیب ہو جائے۔

حضرت حسان بن ثابتؓ حجاز مقدس کی یگانہ روزگار ہستیوں میں سے ایک تھے آپ کا نام حسانؓ کنیت ابوالولید لقب شاعر مصطفیٰ والد کا نام ثابت والدہ کا نام فراح بنت خالد آپ کی والدہ محترمہ بھی مشرف باسلام ہوئیں۔ عراق کے بادشاہوں سے بھی آپ کی قرابت تھی۔ 563ء ہجرت سے 60 سال پہلے پیدا ہوئے آپ بنو خزرج کی مشہور شاخ بنو نجار سے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ کے محبوب سرکار دو جہاں مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تو اوس و خزرج کے دوسرے بزرگوں کے ہمراہ اسلام میں داخل ہوئے۔ عرب کے مشہور شاعر تھے ضعیف العمری کے سبب آپ نے غزوات میں شرکت نہ فرمائی باجرات انسان تھے آپ عرب کے معروف شعراء میں بلند مقام رکھتے تھے نہایت بلند اخلاق اور حلیم الطبع تھے۔ حضورؐ نے آپ کے بارے ارشاد فرمایا حسان ہمارے اور منافقین کے درمیان پردہ ہیں مومن ان سے محبت کرتے ہیں اور انہیں برا کہنے والا منافق ہے۔ 120 سال عمر پائی ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں گزارے مدینہ منورہ زمانہ بغاوت کے دور میں وفات پائی۔

حضرت حسانؓ کی شاعری :- آپ نے اوس اور خزرج میں پرورش پائی ان میں اکثر چپقلش رہی اور اسی سبب سے خونریزی ہوتی جس روز قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوتا اسے یوم کہتے یہ جنگیں ادب عربی کی اصلاح میں ایام عرت کہلائیں ان ایام میں حسان بہترین شعر کہتے اور عکاظ وغیرہ میلوں میں بڑے بڑے مشہور شعراء سے داد تحسین پاتے آپ امراء کے قصیدہ لکھتے انعامات سے نوازے جاتے۔ غرض زمانہ جاہلیت میں آپ کی شاعری بادشاہوں کی مدح قوم کے مناقب کو مفاخر کی تشییر اور ہم عصر شعراء سے مقابلہ پر مشتمل تھی۔ لیکن قبول اسلام کے بعد آپ کے شعر و سخن میں یکسر تبدیلی آئی اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت صحابہ کرامؓ کی مدح اسلامی فتوحات کا بیان ان پر اظہار فخر مشرکین کی ہجو آپ کی شاعری کا موضوع قرار

پائے۔ پس حضرت حسان انصاری کی زبان اور قلم سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت آپ کی نصرت و اعانت میں صرف ہونے لگی۔

آپ نے تاریخی واقعات کو بھی نظم کی صورت عطا کی۔ فتح مکہ تاریخ اسلام کا ایک اہم واقعہ ہے جسے قرآن حکیم نے فتح مبین سے موسوم فرمایا۔ اس موضوع پر حضرت حسان نے ایک طویل نظم لکھی جو آپ کے دیوان کی زینت بنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت پر دو مثنویوں بالخصوص قابل توجہ ہیں جو گہرے احساسات پر مشتمل ہیں پڑھنے والا جذبات پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ بے ساختہ آنسو بہنے لگتے ہیں۔ آپ کی شہرت اور مقبولیت کو محبوب خدا کی نعت اور منقبت سے دوام حاصل ہوتا۔ خود فرماتے ہیں میں اپنے اشعار سے حضور کی مدح نہیں کر رہا ہوں بلکہ حضور کی مدح کے صدقے میرے اشعار قابل تحسین اور ستائش بنے۔

جب حضرت حسان نعت رسول کے لئے بارگاہ مصطفیٰ میں حاضری کا شرف پاتے تو حضور حضرت حسان کے لئے ممبر رکھواتے جس پر کھڑے ہو کر حضرت حسان مناقب مصطفیٰ پر مشتمل اشعار بارگاہ رسالت میں پیش کر نیکی سعادت حاصل کرتے انعام و اکرام سے نوازے جاتے۔ کتنا بڑا اعزاز ہے اس شاعر رسول کا کہ رحمت عالم مع جماعت صحابہ کرام تشریف فرما ہیں اور حسان بارگاہ نبوی میں جمال مصطفیٰ کے دیدار سے مشرف ہوتے ہوئے حضور کی نعت پیش کر رہے ہیں۔ محبوب خالق محفوظ و سرور ہو رہے ہیں مدح فرماتے ہیں۔

واحسن سنک لم ترقط عینی واجمل سنک لم تلد النساء

خلقت مبرا من کل عیب کانتک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ :- حضور آپ جیسا حسین آج تک میری آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی عورت نے آج تک آپ جیسے جمیل کو جنم نہیں دیا۔ آپ ہر نقص و عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے گویا کہ آپ کی پیدائش آپ کی چاہت کے مطابق ہوئی ہے۔ حضور نے حضرت حسان کے لئے یوں دعا فرمائی۔ **وقل اللہ بالحسن حرائرلو**

حضرت حسان بن ثابت شاعر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و منقبت کے طفیل اللہ اور اللہ کے محبوب کے پیارے ہو گئے اور ایسی عزت اور شہرت نصیب ہوئی جو رہتی دنیا تک قائم و دائم رہے گی دور حاضر کے مقبول و معروف نعت گو شاعر محترم جناب الحاج محمد علی ظہوری جو کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ کی ذات بھی ان عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ کی فہرست میں شامل ہے جن پر اللہ اور اللہ کے محبوب خوش ہیں اور انہیں انعام و اکرام سے نوازا۔ آپ کا دل عشقِ مصطفیٰ سے سرشار ہے آپ کے سادہ کلام میں بلا کی کشش اور سوز ہے سننے والے کا دل چاہتا ہے کہ ظہوری صاحب نعت پڑھتے رہیں اور سامعین سنتے رہیں۔ اسی ناچیز کو پہلی بار آپ کا کلام پنڈی بوہڑ بازار، محفل میلاد میں سننے کا اتفاق ہوا۔ بہت پیاری اور نورانی محفل تھی۔ بوہڑ بازار کی تمام سڑک بقیعہ نور بنی ہوئی تھی۔ دائیں جانب مزین سیج تھی مولانا محمد عمر اچھروی خطاب کے لئے مدعو تھے۔ عاشقانِ رسول کا جم غفیر تھا۔ تلاوت کلام پاک سے محفل کا آغاز ہوا۔ ایک نو عمر نعت خوان نے بارگاہ رسالت میں نعت پیش کی اس کے بعد اعلان ہوا۔ پاکستان کے مایہ ناز عظیم نعت خوان شمع رسالت کے پروانے مجلس حسان کے بانی جناب محمد علی ظہوری قصوری تشریف لا رہے ہیں وہ اپنے مخصوص انداز میں بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پیش کریں گے اس اعلان پر محفل ہمہ مشتاق تھی اور ظہوری صاحب کی ایک جھلک دیکھنے کو بیتاب تھی۔ ظہوری صاحب سیج پر تشریف لائے تو سامعین حضرات نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر نعرہ رسالت یا رسول اللہ کے فلک شکاف نعرہ سے آپ کا استقبال کیا۔ ظہوری صاحب نے حمد و ثنا کے بعد اپنے مخصوص انداز اور سریلی آواز میں مطلع شروع کیا۔

اے شب ہجر مجھ کو بتا دے ذرا یاد انکی ستائے تو میں کیا کروں
چین سے دیکھ سارا جہاں سو گیا نیند مجھ کو نہ آئے تو میں کیا کروں
میں نے مانگی شب و روز ہی یہ دعا میرے مولا مدینہ مجھے بھی دکھا
مجھ سے جو ہو سکا وہ تو میں نے کیا وہ اگر نہ بلائے تو میں کیا کروں

عجیب سماں تھا ہر طرف سے داد تحسین پیش ہو رہی تھی۔ میرے لئے یہ پہلا موقعہ تھا عجیب کیفیت تھی عجیب سرور تھا۔ بے ساختہ زبان سے نکلا کہ اس کے میں قربان جس نے درد پیدا کر دیا۔ محفل کے اختتام پر درود پاک میں شرکت کی دعا کی اللہ مجھے بھی توفیق عطا فرما کہ تیرے محبوب آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معروف نعت خوان کو کسی دینی تقریب میں مدعو کر سکوں اور جی بھر کر نعت مصطفیٰ سنوں۔ خوش بختی سے عرس مبارک سیدنا غوث زماں حضرت محبوب آبادی کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ اشتہار چھپنے لگے تاریخ کا اعلان ہوا۔ غالباً "66-67ء کا واقعہ ہے اس عاجز نے جناب محمد علی ظہوری قصوری صاحب کو شرکت کے لئے دعوت نامہ ارسال کیا۔ آپ تشریف لائے بندہ کو خدمت کا موقعہ عطا فرمایا۔ شرف ملاقات بخشا۔ کچھ دیر آرام کے بعد تیاری کی اور آستانہ عالیہ پر حاضری دی میرے مرشد حضرت خواجہ ابو مسعود سید محمود شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین محبوب آباد شریف سے ملاقات کی میں نے تعارف کرایا اپنے دعائیں دیں کچھ دیر مجلس میں بیٹھے اور حضور قبلہ کی علم و عرفاں کی باتیں سنی اللہ کے محبوب کے ادب و تعظیم کی باتیں سنی پھر حضور قبلہ نے ایک شعر پڑھا

مدوح حق کی خلق سے محمود کیا ثنا

جنکا ہے لاشریک ثنا خواں تمہیں تو ہو

پھر اس شعر کی تشریح فرمائی اور ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت و قرآن و سنت کی روشنی میں ایمان افروز خطاب فرمایا حاضرین کافی متاثر ہوئے۔ نماز عشاء کے بعد محفل میلاد کا آغاز ہوا پر نور محفل بقعہ نور بنی ہوئی تھی علماء کرام اور مشائخ عظام کے علاوہ ایک جم غفیر تھا۔ ظہوری صاحب کی آمد کی خبر پھیل چکی تھی ہر آنکھ دیدار کی منتظر تھی۔ تلاوت قرآن پاک سے محفل کا آغاز ہوا چند ایک احباب نے بارگاہ رسالت میں نعت پیش کیں۔ سامعین والہانہ منتظر ہیں کہ ظہوری صاحب تشریف لائیں ان کا دیدار بھی ہو جائے اور نعت مصطفیٰ بھی سنیں۔ کچھ دیر بعد ظہوری

صاحب تشریف لائے آپ نے درود و پاک اور حمد و ثنا سے آغاز فرمایا ایک پنجابی نعت سنائی حاضرین نے بڑی پسند فرمائی اور بڑھ چڑھ کر داد دی اور محفوظ ہوئے میں نے عرض کی جناب ذرا وہ نعت بھی سنا دیں اے شب ہجر مجھ کو بتا دے ذرا میرے اطراف سے یہی آواز آئی اپنے بڑے دلسوز انداز میں مطلع پڑھا واہ واہ کی صدائیں گونج اٹھیں۔ جب آپ نے یہ شعر پڑھا

میں نے مانگی شب و روز ہی یہ دعا میرے مولا مدینہ مجھے بھی دکھا
مجھ سے جو ہو سکا وہ تو میں نے کیا وہ اگر نہ بلائے تو میں کیا کروں
میرے آقا و مولا حضرت محدث ہزاروی نے فرمایا ظہوری صاحب اسی مصرعہ کو
اس طرح پڑھیں۔ ”مجھ سے جو ہو سکا وہ تو میں نے کیا میری باری نہ آئے تو میں کیا
کروں۔“ ظہوری صاحب نے اس شعر کو دو تین مرتبہ پڑھا اور اتنے سوز سے پڑھا کہ
ہر آنکھ اشکبار تھی۔ اتنا حسین سماں تھا کہ یہ عاجز اس کیفیت کو سپرد قلم کرنے سے
قاصر ہے۔ یہ تھی ظہوری صاحب سے پہلی ملاقات اور سرزمین ہزارہ میں آپ کی پہلی
آمد۔ یہ پہلی ملاقات اور یہ ایمان افروز محفل آج تک دل و دماغ میں محفوظ ہے اور
آخر دم تک رہیگی۔ نہ وہ سماں بھولتا ہے نہ وہ محفل نہ الحاج ظہوری صاحب۔ لیکن
اس دور عروج میں عزیزم ظہوری صاحب نے اسی عاجز کو فراموش کر دیا۔ خدا خوش
رکھے آمین

ہم تو در پردہ محبت کے مزے لیتے ہیں

یاد آتی ہے تو ہم دل سے دعا دیتے ہیں

اسی سال ماہ جون یا جولائی کے بعد محمد علی ظہوری صاحب کو گوجرانوالہ سے
محفل محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میں شرکت کی دعوت ملی آپ تشریف لے گئے۔ نعت
مصطفیٰ بھی پڑھی اور منظوم استغاثہ بھی بحضور سرور کونین پیش کرنے کی سعادت
نصیب ہوئی اختتام پر گھر تشریف لے آئے جب اس بندہ ناچیز سے دوبارہ ملاقات ہوئی
تو آپ حج مبارک اور مدینہ طیبہ کی حاضری کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ خود فرمایا

کہ گوجرانوالہ کی محفل کے اختتام پر قیام گاہ پر پہنچا تو سامعین میں ایک صاحب بھی تشریف لاتے اور کہا کہ اب یہی نعت آپ سے مدینہ منورہ میں سنیں گے اور پھر ایسا ہی ہوا۔ آقا کی کرم نوازی تھی کہ غیب سے سامان کر دیا جو میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا۔

مجھے چاہا اور پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا یہ بڑے گرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے اس کے بعد دوبارہ آپ کوچ و زیارت کی سعادت نصیب ہوئی واپسی پر اس عاجز کو خط لکھا کہ بندہ حج مبارک سے واپس آیا احباب نے پنڈی ہوٹل میں مشائخ کانفرنس کا اہتمام کیا ہے آپ بھی شرکت فرمائیں خط پر مجھے بے انتہا مسرت ہوئی بیتابی سے تاریخ مقررہ کا منتظر رہا۔ شدید انتظار کے بعد وہ یوم سعید آیا۔ بندہ حسب الارشاد حاضر ہوا ظہوری صاحب سے ملاقات ہوئی آپ نے تبرکات اور تسبیح عنایت فرمائی۔ مشائخ کانفرنس شروع ہوئی آپ نے احباب اور مشائخ سے تعارف کرایا۔ اس اک محفل میں آپ نے وہ نعت سنائی جو تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پڑھی جب گنبد خضرا کے مینار نظر آئے۔

اختتام پر ظہوری صاحب نے مجلس حسان کی سالانہ تقریب میں شمولیت کی دعوت دی بندہ معہ حاجی اسرار احمد خان مرحوم جو آپ سے والہانہ محبت رکھتے تھے معہ دیگر چند احباب شمولیت کی۔ اس بہانہ حضرت خواجہ سید بلھے شاہ کی زیارت بھی میسر آئی اور وہاں سے کیا کیا کرم ہوئے بیان نہیں کر سکتا۔ ساتھ ہی محفل نعت منعقد تھی پر شکوہ نورانی محفل سٹیج پر پاکستان کے معروف و مقبول نعت خوان اور سامعین اور مشتاقین کا جم غفیر۔ ظہوری صاحب کا اعلیٰ انتظام قابل صد ستائش تھا۔ نعت خوانی انوار و تجلیات عجیب کیفیت تھی بلاشک و شبہ بلا مبالغہ بندہ نے ایسی محفل نہ پہلے دیکھی تھی نہ دوبارہ نصیب ہوئی۔ شب ڈھائی تین بجے ہر طرف سے فرمائش شروع ہوئی ظہوری صاحب نعت سنائیں۔ آپ نے نہایت ادب و احترام سے معذرت کی کہ یہ تمام نعت خواں حضرات آپ کے مہمان ہیں انہیں نعت خوانی کا موقعہ دیں۔ لیکن مجمع کا اصرار بڑھتا گیا اور ظہوری صاحب نے نعت پڑھی۔ آپ کی نعت پر محفل کا اختتام ہوا۔ تاریخین حضرات اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ کی مقبولیت کا کیا مقام ہے۔

محمد علی ظہوری ایک عظیم نعت گو

سید نور محمد قادری کجرات

آج کی صحبت میں محترم و مکرم محمد علی ظہوری صاحب کے پنجابی نعتیہ مجموعے 'کتھے تیری ثنا کے بارے میں مختصراً' کچھ عرض کرنا ہے۔ ظہوری صاحب کا شمار موجودہ دور کے اچھے نعت گو حضرات میں ہوتا ہے۔ وہ جب بھی لکھتے ہیں پورے خلوص اور جذبے کے ساتھ لکھتے ہیں۔ اصل میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی توصیف و تحسین کا پورا حق ادا ہی نہیں ہو سکتا۔ غالب جیسا قادر الکلام شاعر یہ کہنے پر مجبور ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم

کاں ذات پاک مرتبہ دان محمد است

"ذات محمدی" کے سب سے پہلے عاشق اور شیدا خود خالق کائنات ہیں۔ اس نکتہ

کو مشہور فاضل سید عبدالرشید فاضل نے اس طرح بیان کیا ہے۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتداء خدا سے ہوئی ہے۔ لولاک لما خلقت

الانلاک اور لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کے اقرار کا حکم اور خدا اور اس

کے فرشتوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنا اس پر گواہ ہے نیز قرآن

پڑھنے تو اول سے آخر تک ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ترانوں سے معمور ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی تعریف کی جاتی ہے کہیں آپ کی جان کی قسم

اٹھائی جاتی ہے کہیں آپ کی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا ہے کہیں آپ کے علو مرتبت کو

بیان کیا جاتا ہے کہیں دلجوئی و دلداری کی جاتی ہے اپنی صفات سے آپ کو متصف کیا

ہے من احب شینا فاکثر ذکرہ کے رو سے یہ تمام باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ خدا عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور یہی نہیں کہ عاشق رسول ہے بلکہ رسول کے چاہنے والوں کا بھی عاشق ہے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی بحببکم اللہ اس پر شاید ہے ملائکہ بھی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور پر درود و سلام بھیجتے رہتے ہیں بلکہ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جو فرشتے ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہو لیتے ہیں وہ تمام عمر دوبارہ حاضر ہونے کی آرزو رکھتے ہیں۔ (1)

مندرجہ بالا اقتباس میں درج شدہ حدیث پاک کا پنجابی ترجمہ ظہوری صاحب نے نہایت ہی دل نشیں انداز میں کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

اک وار فرشتے روضے تے جو آوندے فیر نہ آوندے نے
سرکار دے امتی نے جھڑے مڑ مڑ کے بلائے جانڈے نے

واقعی یہ شرف ایک گنگار امتی کو حاصل ہے لیکن معصوم فرشتہ کو نہیں
شہنشاہ تغزل پیر فضل گجراتی کا ایک مشہور شعر ہے۔

سو واری شبنم ڈھلکے پئی سو واری تارے چمکن پئے
جنہل نے تینوں ویکھ لیا اوہ نظراں کتے نہ ٹھہریاں
ظہوری صاحب نے پیر صاحب کے اس خیال کو یوں الفاظ کا جامہ پہنایا ہے۔
ہادیا تاجدارا مدینے دیا سوہنا کوئی نہ تیرے جیہا دکھیا
جنہل اکواری تیری جھلک ویکھ لئی اوہناں پھرن کوئی دوسرا دکھیا
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبہ انگریزی کے پروفیسر سید امین اشرف صاحب
تحریر کرتے ہیں۔ نعت میں مدح رسول ہوتی ہے۔ کسی دنیاوی بادشاہ یا رئیس کی مدح و
تائش نہیں ہوتی۔ دنیاوی بادشاہ کی مدح میں صرف زبانی جمع خرچ ہوتا ہے اور نعت،

میں تو مداح اپنا کلیجہ نکال کر رکھ دیتا ہے۔ نعت گوئی کے لئے ضروری ہے کہ مدوح سے بے پناہ عقیدت شامل ہو اور جب تک یہ پر خلوص عقیدت اپنی تجلی نہیں دکھاتی اور نعت میں خون جگر کے ساتھ عقیدت محبت کی آمیزش نہیں ہوتی نعت بے جان ہوتی ہے۔ (2)

اگر سید امین اشرف صاحب کے قائم کردہ معیار کو سامنے رکھ کر ہم ظہوری صاحب کی نعت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں مایوسی نہیں ہوتی چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ایسہ کون آیا جدھے آیاں بہاراں مسکرا پیاں
کھڑے نین پھل تے کلیاں ہزاراں مسکرا پیاں

قوسین دے مقام نے ایسہ راز کھو لیا
اللہ ای جان دا اے رسائی حضور دی

بجھ گئے آپ تیرا نور بجھاؤں والے
دیوے بلدے ای سدا رہن گے بالے تیرے

بلبل نوں سار چمن دی اے، وچھڑے نوں تاہنگ ملن دی اے
دل والے ای دل وچ رکھدے نے ارمان مدینے والے دا

نور بشر دے ایسہ تمام جھگڑے عقل کولوں تمام نہ ہو سکے
عشق دکھا شب معراج اندر جبرائیل کتھے تے سرکار کتھے

کعبے دا دوارا کیہ آکھاں روضے دا نظارہ کیہ آکھاں
اتھے درد سائے جانڈے نین اوتھے درد وندائے جانڈے نین

اساڈی آبرو وی توں اساڈا مان وی توں ایس
تیری رحمت غلاماں دا سہارا یا رسول اللہ
(کتھے تیری ثنا)

جناب ظہوری اہل بیعت رسول کی محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ چند جھلکیاں
ملاحظہ ہوں۔

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مدح میں فرماتے ہیں۔
جنہوں دیکھ کے سارے نبیاں دا سردار کھڑا ہو جاندا اے
کیہ طاقت قلم نمائی دی زہرا دی شان بیان کرے
مک جاندی رات نہ مکدا اے سجدہ سرکار دی بیٹی دا
رو رو کے کیہڑا امت دی مشکل نوں انج آسان کرے
جدھے سردا سائیں حیدر اے جدھا باپ محمد سرور اے
تاشتر ظہوری نوں مولا اوہدی چوکھٹ دا دربان کرے
واقعہ کریلا کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

کویں نیستمل عاشقاں نیں نمازاں
ایہہ منظر ذرا کریلا کولوں پچھو
اب آخر میں حضرت ظہوری کا ہمیشہ زندہ رہنے والا ایک شعر ملاحظہ ہو۔
جو تیری یاد وچ گزرے حیاتی اوہ حقیقت اے
بناں تیرے ہے جو کجھ وی فسانہ یا رسول اللہ

رہِ عشق کا مسافر

غالبا ۱۹۶۸ء کی بات ہے۔ ربیع الاول کی پہلی تاریخیں تھیں کہ میرے شہر ہارون آباد ضلع بہاولنگر میں محفل میلاد کا اہتمام ہوا۔ اسی محفل پاک میں میں نے پہلی مرتبہ ظہوری صاحب کو یہ نعت شریف پڑھتے ہوئے سنا۔

ایہ کون آیا جدھے آیاں بہاراں مسکرا پیآں

کھڑے نے پھل نے کلیاں ہزاراں مسکرا پیآں

مجھے آج بھی وجد و مستی کیف و سرور کی وہ حلاوت رگ و جاں میں محسوس ہوتی ہے۔ جو کہ اس محفل پر طاری ہوئی تھی۔ چہار سو جذب کی کیفیت۔ ہر آنکھ پر نم دل محبت سے لبریز اور جبین نیاز جھکی ہوئی درود و سلام پیش کر رہی ہے۔ پوری محفل جیسے حضوری کے مزے لوٹ رہی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ فیضان حسان اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ نعت کی اس اثر آفرینی سے وہ دلفریب منظر نگاہوں میں گھوم گیا کہ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست شفاعت سے حضرت حسان کو منبر رسالت باب پر بٹھا کر خود نعت سماعت فرماتے ہوں گے۔ اس محفل پر نور کے کیف و سرور کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اور پھر اس عمل سے خوش ہو کر نگاہ سرور کو نین کا حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نوازنا ہی نعت خوانی کو عشق نبی کا عین منظر بنا گیا۔

مسک حسان کا علم تمام کر ظہوری صاحب برسوں سے گلی گلی، کوچہ کوچہ، شہر شہر ملک ملک نعت نبی کو نعرہ مستانہ بنائے گھوم رہے ہیں۔ بقول بیدم وارثی

طول و عرض میں محافل میں شرکت کرنا بظاہر ایک تھکا دینے والا عمل ہے۔ جہاں جہاں ظہوری صاحب نے نعت کو دلکش طرز ادائیگی اور منفرد اسلوب سے چارچاند لگا دیئے۔ سدیدی صاحب جیسے گوہر نایاب کو دریافت کرنا بھی ظہوری صاحب کا کارنامہ ہے۔ مجلس حسان کے زیر اہتمام ہونے والی محافل میں ملک کے نامور نعت خواں حضرات حاضری کا اعزاز حاصل کرتے ہیں۔ مجلس حسان کی بدولت پاکستانیوں کو بہت اچھے اچھے نعت خواں حضرات میسر آئے ہیں۔ جن میں قابل ذکر قاری زبید رسول، محمد سلیم صابری، اختر قریشی، قاری اکرم سیمالی ہیں۔ منیر ہاشمی، صوفی امانت علی، قاری اقبال چشتی، قاری محمد انضال اور کئی نامور حضرات شامل ہیں۔

ظہوری صاحب کا نعت پڑھنے کا اپنا ایک منفرد انداز ہے۔ تقریباً ہر محفل میں ظہوری صاحب سب سے آخر میں نعت شریف پڑھتے ہیں۔ رات کا پچھلا پہرہ ہر سو خامشی رات بھی ہمہ تن گوش۔ ایسے میں ایک پرسوز آواز ہوا کے دوش پر کانوں میں رس گھول دیتی ہے۔ میں نے سینکڑوں بار دیکھا ہے کہ پوری محفل پر عجب کیف اور جذب و مستی چھا گئی ہے۔ نہ سننے والوں کو ہوش نہ سنانے والے کو۔ ایسا محسوس ہوا کہ صاحب نعت نے حاضرین محفل کو اپنی رحمت بکراں کے جلو میں لے لیا ہے۔ تین تین گھنٹے ظہوری صاحب نے نعت شریف پڑھی ہے۔ نعت شریف پڑھتے ہوئے عربی اور فارسی کلام کی آمیزش ظہوری صاحب کے اپنے سادہ اور عام فہم اردو اور پنجابی کلام میں نئی ندرت پیدا کر دیتی ہے۔ ان کے اس عمدہ اسلوب سے فارسی اور عربی کلام کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ ظہوری صاحب کے کلام میں جو سادگی اور اثر آفرینی ہے اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ ایک عالم فاضل فارسی اور عربی کلام کی آمیزش سے لطف لے رہا ہے تو مجھ سا عربی و فارسی سے نابلد بھی اس کلام کی شیرینی اور حلاوت روح تک اترتی ہوئی محسوس کرتا ہے۔ اتنے سلیس انداز میں اپنے عشق کے بھرپور جذبات کو لوگوں کے سامنے پوری اثر آفرینی سے پیش کرنا ظہوری صاحب ہی کا حصہ ہے۔ میں نے عموماً ظہوری صاحب سے نعت سنتے ہوئے لوگوں کو پروانہ وار مست و بے خود ہو کر رقص کرتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

ازل سے لائی ہے ہستی میں آرزوئے رسول
 کہاں کہاں لئے پھرتی ہے جستجوئے رسول
 اور اسی جستجو میں جب مدینے سے بلاوا آ جاتا ہے تو پروانہ وار بڑھتے ہیں اور
 روضہ اقدس پہ جبین نیاز جھکا دیتے ہیں۔

بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی
 پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے

برصغیر پاک و ہند میں نعت خوانی کو علماء کے حوالہ سے جانا اور پہچانا جاتا تھا۔
 جہاں کسی مقرر کی تقریر ہوتی اسی جلسہ کی رونق کو دوبالا کرنے کے لئے کوئی نعت خواں
 نعت شریف پڑھتا اور بعد میں مولوی صاحب کی تقریر ہوتی۔ یہی طریقہ برسہا برس
 سے جاری تھا۔ نعت خوانی کا اپنا کوئی تشخص علیحدہ سے قائم نہ تھا۔ میں نہایت ذمہ
 داری سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ پاکستان میں مجلس حسان قائم کر کے ظہوری صاحب
 نے یوم حسان اور نعت خوانی کی بڑی بڑی پر رونق محافل کے ذریعے نعت خوانی کو علیحدہ
 سے ایک تشخص عطا کیا ہے۔ ظہوری صاحب نے مجلس حسان کی بنیاد رکھی تاکہ
 لوگوں کو پیارے نبی پاک کی پیاری باتیں اور ان کی سیرت و صورت، گفتار و کردار اور
 دلوں کو لبھا دینے والے خلق عظیم کے بارے میں نعت خوانی کے ذریعے محبت کا پیغام
 دیا جائے۔ لوگوں کو بتایا جائے کہ دراصل پیارے نبی پاک سے سچی محبت و عقیدت ہی
 عین اسلام ہے۔ محبت کے اسی پیغام کو پاکستان اور دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے
 کے لئے ظہوری صاحب نے دن رات ایک کیا ہوا ہے۔

مجلس حسان کے حوالہ سے کچھ باتیں عرض کرتا چلوں کہ دن رات کی محنت شاقہ
 کے بعد اب بفضل تعالیٰ ملک بھر میں مجلس حسان کی کئی ایک شاخیں قائم ہیں۔ جن کا
 مقصد غرض و غایت ہی صرف نعت خوانی ہے۔ ہر شاخ سال میں تقریباً ایک بار ضرور
 محفل پاک منعقد کرتی ہے۔ جس میں ظہوری صاحب کی شرکت عموماً ہوتی ہے۔ اختر
 سدیدی صاحب ان بڑی محافل کے نقیب ہوتے ہیں۔ اپنی گونا گوں مصروفیات کے
 باوجود مسلک حسان کے فروغ کے لئے ظہوری صاحب اور سدیدی صاحب کا ملک کے

سال کے ۳۶۵ دنوں میں تقریباً ۲۰۰ سے زائد محافل پاک میں شرکت۔ جن کی وسعت پاکستان کے شرق و غرب میں ہے بظاہر مشقت سے بھرپور عمل ہے لیکن جذبہ عشق کی خیر ہو۔ جو ظہوری صاحب کو کشاں کشاں مالی منفعت سے بے نیاز اڑائے لئے جاتا ہے۔ وہ ہر سو پیارے نبی کی محبت و مودت و عقیدت کے چراغ روشن دیکھنا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ عشق نبی سے مسکتی ہوئی فضاؤں کی نگہتوں سے ہر کوئی فیضیاب ہو۔

یہ بات کہاں تک درست ہے کہ صدق و اخلاص کے ساتھ ایک قدم بھی حق کی راہ میں اٹھایا جائے تو اس ایک قدم میں ہزار قدموں کی برکت ڈال دی جاتی ہے۔ مجلس حسان کو پورے پاکستان میں اپنے مقاصد کے ساتھ متعارف کرانا اور ممبران سے کسی بھی صورت میں سالانہ چندہ یا ممبر شپ فیس لئے بغیر کیسے ممکن ہوا۔ ماسوائے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص کرم کے علاوہ اور کیا ہے۔ ظہوری صاحب کے پاس نہ اتنے پیسے کہ کتابیں چھپوا سکیں۔ نہ ہی ممبران یا کسی فرد سے مالی منفعت کے طالب۔ پھر بھی ”دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے“ کے مصداق ظہوری صاحب کی لکھی ہوئی نعتیں پورے ملک میں زبان زد عام ہیں۔ اگر ماہ رمضان میں سحری کے وقت جاگنے کا اتفاق ہو تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ مساجد سے روزہ داروں کو بیدار کرنے کے لئے جو نعت شریف پڑھنے کا اہتمام ہوتا ہے۔ ان میں سے اکثر نعتیں ظہوری صاحب ہی کی لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ یہ تاجدار مدینہ کا خاص کرم نہیں تو اور کیا ہے کہ جو مقبولیت بہت زیادہ کتابیں لکھنے والوں کو نصیب نہیں ہوتی ہے وہ بے انتہا مقبولیت صرف چھوٹی چھوٹی دو کتابوں کے خالق کو نصیب ہے۔

ظہوری صاحب کی اس نعت پاک کو سرکار کے کرم سے اتنی پذیرائی اور شہرت ملی ہے کہ ملک سے باہر بھی رہنے والے پاکستانی اس نعت شریف کی کیسٹ ضرور منگوانے کی فرمائش کرتے ہیں۔

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جس سے اللہ راضی ہو جاتا ہے مخلوق خدا اس بندے سے پیار کرتی ہے۔ ایک دفعہ بندہ پاکپتن شریف بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پاک میں شریک ایک بزرگ کامل سید سرسبز حسن ضیاء صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ صنف نعت پر گفتگو ہو رہی تھی۔ قبلہ شاہ صاحب فرمانے لگے کہ نعت پڑھنے والے میں خلوص و محبت اور عشق نبی جتنا زیادہ ہو گا نعت شریف کی اثر آفرینی بھی اتنی ہی زیادہ ہو گی اور پاکستان میں صرف ایک ہی نعت گو شاعر ایسا ہے جو کہ عشق نبی میں ڈوب کر نعت لکھتا اور پڑھتا ہے اور وہ ہے محمد علی ظہوری۔ میرے خیال میں ظہوری صاحب آج تک شاہ صاحب سے بالمشافہ ملے بھی نہ ہوں گے اور عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پختگی کی سند عطا ہو رہی ہے۔

قبول بارگاہ بندوں کی زبان میں اثر بھی عطاء الہی کا خاصہ ہے۔ ۱۹۷۹ء کو گلگت کالونی ملتان غلام حسین جہانیاں ایڈووکیٹ صاحب کے ہاں محفل میلاد منعقد تھی۔ رات کو تقریباً ڈیڑھ بجے محفل پاک ختم ہوئی تو ایڈووکیٹ صاحب کے مکان پر ظہوری صاحب، سدیدی صاحب اور دوسرے نعت خواں حضرات، صاحب خانہ سمیت اور بہت سے معززین شہر تشریف فرما ہوئے بندہ وقتاً فوقتاً جناب ظہوری صاحب سے روضہ رسول صلی اللہ پر حاضری کے لئے خصوصی دعا کا تقاضہ کرتا رہتا تھا۔ کھانا سامنے آیا تو ظہوری صاحب نے تھوڑے سے چاول مٹھی میں اٹھائے اور فرمانے لگے۔ لیس شہباز صاحب یہ چاول کھا لیں۔ انشاء اللہ، اللہ کریم جلد ہی آپ کو مدینہ پاک کے چاول نصیب فرمائیں گے۔ میرے اور ظہوری صاحب کے درمیان راجہ نذیر صاحب فضل گڈز ملتان تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے وہ چاول ظہوری صاحب سے لئے اور فوراً ہی کھائے کہ حضرت مدینہ پاک کی آرزو کے نہیں ہوتی۔ قسمت کی بات ہے کہ ظہوری صاحب کا فرمان پورا ہوا اور راجہ نذیر صاحب اسی سال حج پر تشریف لے گئے اور بندہ تاحال ظہوری صاحب کی نگاہ لطف کا امیدوار ہے۔

بہت پہلے خواجہ اجمیری نے ہند میں وہاں کے باسیوں کے اطوار دیکھ کر سازو آواز اور آہنگ سے خلقت کو پیارے نبی کی پیاری باتیں سنائیں اور لاکھوں کی تعداد میں

قوالی پر لوگ رقص کناں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ الحاج محمد علی ظہوری صاحب اولیائے کرام کے فیضان نظر سے آج کے دور میں اپنی صوت و صدا کے جادو سے دلوں کو دلولہ تازہ بخش رہے ہیں۔ مگر مگر، گلی گلی نعت کا پرچار ہی ان کی زندگی ہے۔ کچھ عرصہ پہلے شدید بیمار ہوئے۔ اتفاق ہسپتال میں بندہ تیمارداری کے لئے حاضر ہوا۔ کہنے لگے شہباز صاحب ڈاکٹروں نے مشورہ دیا ہے کہ اب آپ نعت شریف نہ پڑھا کریں آپ کے ہتھکڑے اب اتنے مضبوط نہیں رہے آپریشن ہو گا۔ نہایت ہی دل گرفتہ سے نظر آ رہے تھے۔ آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی سی لگتی تھیں۔ فرمانے لگے نعت نہ پڑھوں گا تو جی نہ سکوں گا۔ ایسی زندگی سے کیا لینا جس سے جینے کا مقصد ہی چھین لیا جائے

اس سے زیادہ کیا لکھوں

خدا رحمت کند این عاشقاں پاک طینت را

محمد شہباز اکبر

ملتان

صدائے خلوص

۱۹۷۸ء میں حج بیت اللہ سے واپس آیا تو میرے استاد محترم قبلہ حافظ محمد حسین نے بتایا کہ آپ کے پسندیدہ نعت گو شاعر اور نعت خواں الحاج محمد علی ظہوری قصوری صاحب کا خط اور اشتہار موصول ہوا ہے جس میں آپ کے لئے قصور میں حضرت بابا بلھے شاہ کے مزار اقدس پر سالانہ یوم حسان میں حاضری دینے کی دعوت ہے۔ میں بلا تامل تیار ہو گیا اور مقررہ تاریخ پر (میری مدینہ منورہ سے واپسی کے صرف ایک ہفتہ بعد) قصور پہنچ گیا۔ مدینہ منورہ سے تازہ واپسی تھی۔ آقائے دو جہان کے قدموں سے واپسی کا غم ابھی گہرا تھا۔ نعت خوانی کے دوران ملک کے مختلف گوشوں سے آنے والے نعت خواں حضرت نے جس سوز و گداز کے ساتھ ذکر رسول کیا۔ گنبد خضریٰ کا منظر نگاہوں کے سامنے آگیا۔

محفل پاک کے اختتام پر قبلہ الحاج محمد علی ظہوری صاحب کی محفل میں بیٹھنے کا موقع نصیب ہوا تو یہ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی کہ قبلہ ظہوری صاحب اپنے نعت خوان شاگردوں کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے شاگردوں کو پیش کردہ کلام کے بارے میں اپنی آراء سے بھی نوازا۔ میں اس ملاقات سے قبل بھی تقریباً ۱۹۶۵ء سے قبلہ ظہوری صاحب کو مختلف مقامات پر سنتا رہا تھا۔ لیکن اس محفل میں ان کا انداز ہی کچھ اور تھا۔ میں نے ان کی تمام محفلوں میں یہ بات یکساں محسوس کی ہے کہ ہر محفل سوز و گداز کی حامل ہوتی ہے۔ بیشک والی کونین کے حضور نذرانہ عقیدت، عقیدت کے ساتھ پیش کیا جائے تو نہ صرف دلوں کو کیف و سرور کی دولت نصیب

ہوتی ہے بلکہ محفل پاک میں سوز و وجدان کا عالم بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ جو عاشقان سرور کونین کے لئے عظیم سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے الحاج محمد علی ظہوری کو اس دولت سے مالا مال کر رکھا ہے۔ محفل کے اختتام پر میں نے ظہوری صاحب سے عرض کیا کہ حضور کیا آپ فیصل آباد والوں سے کچھ ناراض ہو گئے ہیں کہ وہاں تشریف ہی نہیں لاتے اور مزاحاً یہ بھی کہہ دیا کہ شاید وہاں پیسے کم ہوتے ہیں۔ میرے اس جملہ کو بھی قبلہ ظہوری صاحب نے بے حد تحمل سے برداشت کیا۔ جس کا مجھے بعد میں احساس ہوا کہ مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔ اس شخصیت نے اپنے اخراجات پر فروغ حمد و نعت کے لئے ملک کے طول و عرض کا دورہ کیا اور دور افتادہ علاقوں تک پہنچ کر انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں حضور کی یاد میں محفلیں سجائیں لوگوں کو عشق رسول کی لذت سے آگاہ کیا۔ یہ وہ علاقے ہیں جہاں قبلہ ظہوری صاحب اور ان کے ساتھیوں نے حاضرین کے لئے دریاں تک خود بچھائیں۔ یہ خدمت بھی بہت کم لوگوں کے حصہ میں آتی ہے۔ موجودہ مجلس حسان کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام عطا فرمایا ہے اس میں قبلہ ظہوری صاحب اور ان کے رفقاء کی کار کی قربانی اور ایثار کا جذبہ برابر شامل ہے۔ ظہوری صاحب نے فرمایا ہادی صاحب میں تو حضور کے نام کے لئے جگہ جگہ ”ہوکا“ دے رہا ہوں۔ آپ نے مجھے آزمایا ہی نہیں۔ یا پھر مجھے سمجھا ہی نہیں۔ تجربہ کرنا ہے تو کر لیں میں نے پہلے معذرت طلب کی اور اس کے بعد اعتراف کیا کہ میں سمجھتا ہوں آپ نے پاکستان میں فروع حمد و نعت کے لئے کتنی جدوجہد کی ہے۔ میں اس بات سے بھی آگاہ ہوں کہ آپ نے بے شمار لوگوں کو راہ صراط پر گامزن کیا ہے۔ صداکاروں کو مداح رسول بنا دیا ہے اور ان گنت لوگوں کے دلوں میں محفل نعت سجانے کا سچا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔

مگر میں کیا کروں نہ تو مجھے محفل میلاد کے انعقاد کے اصول و ضوابط کا علم ہے اور نہ ہی میں اتنی استطاعت رکھتا ہوں کہ رحمۃ اللعالمین کے ذکر پاک کی محفل کے مکمل انتظامات آپ کے شایان شان کر سکوں۔ ظہوری صاحب نے فرمایا کہ ہادی بھائی مجلس حسان کا ہر رکن میری طرح سچے جذبات سے سرشار ہے۔ محفل میں موجود نعت

خوان دوست فروغ حمد و نعت کے لئے غیر مشروط حاضری کے لئے جاتے ہیں۔ اگر آپ محفل پاک کا انعقاد کرنا چاہتے ہیں تو مجلس حسان بھرپور معاونت کرے گی۔ وہیں محفل کی تاریخ طے ہو گئی اور میں نے فیصل آباد آکر محفل کے اشتہار شائع کرا دیئے۔ اس طرح مجھے فیصل آباد میں پہلا یوم حسان منانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ محفل کیا ہوئی بارگاہ رسالت ماب میں حاضری ہو گئی۔ جب صلوٰۃ و سلام پڑھا جا رہا تھا تو شاید ہی کوئی آنکھ ہو گی جو پر نم نہ ہو۔ دعا کے وقت دوستوں نے میرے لئے بھی دعا کی کہ باری تعالیٰ سرکار دو جہاں کے صدقے ہادی کو اولاد نرینہ سے نواز۔ (آمین کی بلند صدا گونجی تو میرے دل کو سکون آگیا اور پھر وہ گھڑی آگئی جس میں فیصل آباد سمن آباد کے حاجی بشیر احمد کی طرح یوم حسان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی چودہ برس بعد اولاد کی نعمت سے سرفراز فرما دیا۔ جب دوسرا یوم حسان منعقد ہوا تو میرا بڑا بیٹا ”عظائے رسول“ محمد عاصم رشید سوا ماہ کا تھا۔ اس کے بعد محفل پاک کا سالانہ سلسلہ چلتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے دو بیٹے اور ایک بیٹی میرے آنگن کی زینت ہیں۔ جو میرے لئے ایک خواب تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نعمت مجھے اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے صدقہ میں عطا فرمائی ہے جبکہ ظہوری صاحب کی زندگی ایسے متعدد واقعات سے مزین ہے کہ ذکر حبیب خدا کے صدقے ان کے اپنے علاوہ بہت سے وابستگان مجلس حسان کی بظاہر ناممکن تمنائیں رنگ لائیں۔ میرا اس بات پر یقین ہے کہ قبلہ الحاج محمد علی ظہوری صاحب جب بھی دل کی گہرائیوں سے سرکار مدینہ سے فریاد کرتے ہیں تو آپ کرم فرماتے ہوئے تشریف لاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے ایک سال ظہوری صاحب اپنی والدہ محترمہ کی علالت کی وجہ سے حج بیت اللہ کے لئے روانہ نہ ہو سکے۔ مگر شان کریبی کے قربان کہ ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے آپ کو اس برس بھی حرم پاک میں طواف کرتے ہوئے دیکھا۔ تین چار سال قبل فیصل آباد کے محلہ گورو نانک پورہ میں نعت پاک کے دوران ایک مصرعہ پر آپ وجد میں آگئے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ محفل پر عجیب سا کیف و سرور چھا گیا۔ چند دنوں بعد میں نے ٹیلی فون پر رابطے کی کوشش کی تو پتہ چلا کہ آ

مدینہ منورہ پہنچ چکے ہیں۔ ایسے نصیب بہت کم لوگوں کے حصہ میں آتے ہیں۔ دور حاضر میں بڑے بڑے پارسا دولت کے لئے مصروف تک و تاز ہیں مگر چند لوگ ایسے بھی ہیں جو خوف خدا اور عشق سرکار مدینہ سے سرشار اپنی زندگیاں وقف کئے بیٹھے ہیں اور لوگ ہیں کہ ان کے لئے اپنی زندگیاں وقف کئے ہوئے ہیں۔ اس سرمایہ سے بڑھ کر اور کیا سرمایہ ہو گا۔

پیشک الحاج محمد علی ظہوری ایک ایسے مداح رسول ہیں جنہیں رسول مقبول کے عشق کا نثر حاصل ہے اور ایسا نعت گو شاعر جو تصورات کی بنیاد پر نہیں بلکہ مشاہدات کی بنیاد پر نعت رسول رقم کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ان کی نعت ہوا کے دوش پر سوار ہوتی ہے تو آنا "فانا" ملک بھر میں گونجنے لگتی ہے۔ خدا اس سادہ دل عظیم نعت گو شاعر اور مداح رسول مقبول کو اپنی بے شمار نعمتوں سے سرفراز رکھے تاکہ فروغ حمد و نعت کی تحریک عشق و مستی کے ساتھ تاحد قیامت جاری و ساری رہے۔

رشید ہادی

ناظم مجلس حسان فیصل آباد

محبوب نگاہ مصطفویؐ

نوابالدین گولڑوی لاہور

پاکستان کا ہر مومن جناب الحاج محمد علی ظہوری قصوری سے اس لئے محبت رکھتا ہے کہ آپ مجلس حسان رضی اللہ عنہ کے بانی ہونے کے ساتھ ساتھ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کے خوش الحان نعت خواں بھی ہیں اور شاعر بھی اور بندۂ ناچیز جناب ظہوری صاحب سے اس لئے محبت اور عقیدت رکھتا ہے کہ آپ کا مقام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کے نزدیک بہت بلند و بالا ہے۔ کم و بیش 20 سال پہلے کا واقعہ ہے کہ جناب ظہوری صاحب نے بندہ کے آبائی شہر چونیاں کی جامع مسجد پرانی چوکی میں مجلس حسان رضی اللہ عنہ منعقد کی جس میں بندہ نے بھی شرکت کی۔ رات گئے تک آپ کے بیسیوں شاگردوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم کی بارگہ عالیہ میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ یہ نعت خواں حضرات مختلف مقامات سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ کم و بیش سبھی نے جناب ظہوری صاحب کا ہی کلام پیش کیا۔ گاہے گاہے چند عربی اشعار حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بھی پیش کئے جاتے رہے۔

صلوٰۃ و سلام اور دعا کے بعد بندہ نے جناب ظہوری صاحب سے تنقیداً کہا کہ یہ مجلس حسان تھی یا مجلس ظہوری کیونکہ اس میں کلام تو آپ ہی کا پیش کیا جاتا رہا۔ بندہ نے مزید عرض کیا کہ اس سے بہتر یہ نہ ہوتا کہ آپ حضرت حسان اللہ رضی اللہ

کے عربی کلام کا اردو ترجمہ نظم میں اسی بحر میں کرا کر اپنے نعت خواں حضرات سے پڑھایا کریں۔

بات تو یہاں پر ختم ہو گئی، اسی رات خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوشنما باغیچہ ہے جس میں رنگ برنگ کے قلمیے روشن ہیں۔ نعت خواں حضرات جن میں بندہ بھی شامل ہے۔ جناب ظہوری صاحب کے ساتھ ساتھ قیام کی حالت میں بڑے ذوق و شوق سے جھوم جھوم کر دست بستہ نعت خوانی کر رہے ہیں، اسی اثناء میں حضور نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم تشریف لاتے ہیں، جنہیں دیکھ کر ہم کچھ سہم سے جاتے ہیں، مگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس کیفیت میں دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ”یہ نعتیں پڑھتے جاؤ۔ پڑھتے جاؤ“ اسی دوران صبح کی اذان ہو جاتی ہے اور بندہ خواب سے بیدار ہو جاتا ہے۔

اس واقعہ کے بعد بندہ ناچیز کو جناب ظہوری صاحب سے بے حد عقیدت ہو گئی اس لئے کہ آپ ہی کے طفیل بندہ ناچیز پر تقصیر کو جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت تیسری بار نصیب ہو گئی۔ میرے بچے جب بھی جناب ظہوری صاحب کی نعت پڑھتے ہیں تو بندہ کو وہی پر کیف و پر سرور منظر سامنے آ جاتا ہے جس سے بندہ ناچیز بہت محفوظ مسرور ہوتا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ صاحب موصوف کی زندگی میں برکت عطاء فرمائے اور محبوب خدا علیہ تعنتہ الشناء کی نعتیں پڑھتے پڑھتے دنیا سے کوچ فرمائے۔

روز محشر وہ کیا سہانا منظر ہوگا جب حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام محمود پر جلوہ افروز ہوں گے۔ لواء حمد لہرا رہا ہوگا۔ تمام انبیاء باری باری آپ کی حمد بیان کریں گے اور بعدہ آپ کی امت کے نعت خواں حضرات آپ کی نعتیں پڑھیں گے اور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم فرمائیں گے۔

لے آؤ ظہوری نوں اک نعت سنا جاوے

احقر العباد نواب الدین عفی اللہ تعالیٰ عنہ گولڑوی

ایک ناقابل فراموش واقعہ

چوہدری محمد صدیق

الائیڈ بٹک لمیٹڈ حائٹھان

۶ نومبر ۱۹۸۶ء بروز پیر شب ۸ بجے مرکزی جامع مسجد میں مجلس حسان خانیوال کے زیر اہتمام جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مناسبت سے محفل نعت برپا تھی۔ جلسہ کی عظیم روحانی شخصیت صاحبزادہ پروفیسر سید مظہر سعید شاہ صاحب کاظمی بحیثیت صدر مجلس تشریف فرما تھے۔ اس کیف و سرور سے سرشار محفل نعت سے قبل مجھے ایسی مذہبی محافل سے کوئی خاص لگاؤ نہیں تھا۔ حلقہ احباب کے اصرار پر میں بھی اس روحانی محفل میں شریک ہونے کی غرض سے مقررہ مقام پر پہنچ گیا۔ عوام الناس کے ذوق و شوق کا جذبہ سماعت قابل داد پایا۔ ذکر مصطفیٰ سے سکون و راحت پانے والے عشاق کا اجتماع تقریباً دو ہزار نفوس پر مشتمل تھا۔ جید علمائے کرام اور مشائخ عظام بھی شیخ کی زینت بنے ہوئے تھے۔ یکے بعد دیگرے بلبلان چمنستان رسالت مد بھری آواز میں نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنا کر سامعین کے قلوب کو گرما رہے تھے۔ نعرہ تکبیر و رسالت کی گونج سے دل کی کلیاں اپنے نزاکت آمیز لہجے میں تقاضا کر رہی تھیں کہ ملت اسلامیہ کو ایسی مقدس محافل میں تمام مصروفیات ترک کر کے عشق رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرات حاصل کرنے کے لئے ضرور شرکت کرنی چاہیے۔ آخر میں ایک مقتدر شخصیت کو دعوت سخن دی گئی جس کا لوگ چار گھنٹے سے انتظار کر رہے تھے۔ نقیب محفل کی وضاحت سے پتہ چلا کہ مجمع کے سامنے جلوہ افروز ہونے والے سادہ طبیعت کے مالک اور دبلے پتلے شخص الحاج محمد علی ظہوری قصوری ہیں۔ میرے دل میں یہ بات آئی کہ اس شخص میں بظاہر تو ایسی کوئی

خوبی نہیں جو لوگوں کی توجہ کا مرکز بن سکے۔ کیونکہ اس سے قبل میں موصوف سے شناسا نہیں تھا۔

آپ نے علامہ محمد اقبال، میاں محمد بخش اور بابا بلھے شاہ کے بالترتیب فارسی، اردو اور پنجابی حمدیہ اشعار سے آغاز کیا۔ بارگاہ خداوندی میں التجائیں اور مناجات پیش کرنے کا انوکھا انداز تھا۔ سب لوگ اشکبار تھے۔ کچھ وقت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر آپ نے آقائے نامدار فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اکابرین اسلام کے پرسوز اور دلکش نعتیہ کلام سے شروع کیا۔ حضرت حسان بن ثابت، مولانا احمد رضا خان، پیر مرعلی شاہ گولڑوی، خواجہ غلام فرید اور امیر خسرو کے قدیم اور پاکیزہ کلام کی روشنی میں جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے اپنی لکھی ہوئی شہرہ آفاق پنجابی نعت

نوری مکھڑا نالے زلفاں کالیاں
صدقے واری جان و یکھن والیاں

سنائی۔ انداز بیان، کلام کا حسین امتزاج اور آواز کا اتار چڑھاؤ معقول اور پر تاثیر تھا۔ وجد و کیف کے ایسے مناظر دیکھنے میں بھی آئے جو دل کی اجڑی بستی کو زندگی بھر آباد رکھیں گے۔ الحاج محمد علی ظہوری قصوری نے اپنی سوز و گداز سے بھرپور آواز میں مجھے مئے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا جام پلایا جس کا نشہ یقیناً ہر مرد مومن کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ آپ نے اس قدر محفوظ کیا کہ اسی محفل نعت میں میرے دل کی دنیا بدل گئی اور عجیب کیفیت کا غلبہ تھا۔ دوران محفل ہی میں نے فرشتوں کو گواہ بناتے ہوئے عہد کیا کہ ایسی مذہبی محافل میں شرکت اپنا معمول بناؤں گا جہاں انوار و تجلیات کی بارش ہوتی ہے اور ذکر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم سننے کے لئے فرشتے گروہ در گروہ جمع ہوتے ہیں۔

یہ ایمان افروز واقعہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح میری زندگی میں آپ انقلاب برپا کرنے کا سبب بنے۔ اسی طرح لاتعداد فرزندان توحید و رسالت کی زندگی آپ کی نعت گوئی و نعت خوانی سے ضرور بدلی ہوگی

فروعِ نعت کی بے مثال خدمات

جناب ظہوری صاحب جس انداز سے نعت گوئی کر رہے ہیں اس سے مردہ دلوں میں جان پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ سوئے ہوئے دلوں کو منور کر دیتے ہیں بعض رائے دیتے ہیں کہ جناب ظہوری صاحب کے نعت گوئی میں ایک عجیب لافانی روحانی کشش ہے فیض و برکت سے ظہوری صاحب لاکھوں میں ایک ہے جو صدیوں بعد یعنی کالی عرصہ بعد پیدا ہوتا ہے۔ عظیم شاعر عظیم نعت خواں ہے اور ایک مختلف و منفرد عظیم روحانی شخصیت ہے بیشتر روحانی کمالات و اثرات منفرد انداز بیان کا مالک ہے یہ میرے ہم خیال ان مختلف قبائلی تعلیم یافتہ نوجوانوں کے تاثرات اور رائے ہیں جو ہمارے ساتھ جناب ظہوری صاحب کے محفل و صحبت کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ بہر حال جناب ظہوری صاحب عاشق رسولؐ کے بے پناہ احترام کا ہمارے دلوں میں یہ عالم ہے کہ وہ ہر وقت ہمارے دلوں میں زندہ ہے۔ ان کے نعت کے کیسٹوں کو سن کر بے پناہ روحانی کیف، اطمینان و سکون، فیض حاصل کرتے ہیں اور عزت و عظمت اور عقیدت و احترام عاشق رسولؐ مبارک کا ہمارے دلوں میں بفضل خدا اور حضور انوار کے نظر کرم سے وہ اعلیٰ مقام ہے کہ ہمیں سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ الفاظ میں کیسے بیان کریں۔ ۸۹-۳-۴ رات کے ۲۰ منٹ اوپر ایک بکے جناب والا سے ہمکلام ہو کر جلد جواب دینا چاہتے ہیں یعنی آج بارہ بکے ۸۹-۳-۴ کو خط ملا ہے اور آج ہی جواب دے رہا ہوں۔ اپنے تاثرات علیحدہ کاغذ پر لکھ کر پیش خدمت ہے

چونکہ اردو ہماری مادری زبان نہیں ہے لہذا غلطیوں کی معافی چاہتا ہوں۔

قابل صد احترام جناب ظہوری صاحب کا نام محمد علی ظہوری ہے ظاہر یہ دو نام خیر و سلامتی برکتوں و فیوض، علوم و فنون بے پناہ روحانی و اخلاقی، ہر قسم فتح و کامرانی بے پناہ، بے مثال نعمتوں خوبیوں خداداد صلاحیتوں کے ایسے بے مثال لافانی چشمے کو جن سے دنیوی ترقی و کامرانی کا سلسلہ جاری ساری ہے الفاظ کہاں ہیں جو احاطہ کر سکے انسانی عقل عاجز ہے۔ حضور انور مبارک اللہ کا حبیب مبارک محبوب مبارک ہے۔ عزت ماب علی مبارک اللہ کے محبوب کا چچا زاد بھائی۔ یار محبوب کا محبوب مبارک ہے۔ حضرت علیؑ کے متعلق فرمایا تھا میں علم کا شہر ہوں حضرت علیؑ مبارک علم کے اس شہر کا دروازہ ہیں۔

ظہوری صاحب ایک عظیم نعت گو شاعر ہیں۔ فن نعت گوئی و نعت خوانی اور فروغ حمد و نعت میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ بے شمار خدمات رکھتے ہیں، مرکزی مجلس حسان کے بانی و قائد کی حیثیت سے پاکستان کے طول و عرض میں ہی نہیں قبائلی علاقوں میں نعت کے فن سے عوام کو روشناس کرایا ہے اور تنظیم کی شاخیں قائم کی ہیں۔ بچے بوڑھے جوان سب میں نعت خوانی کے ذوق و شوق ان کے دلی جذبے میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے۔ اس عظیم فن کو دن دو گنی رات چو گنی ترقی دی ہے۔

ظہوری صاحب کے عظیم درویشانہ فیضانہ شخصیت میں (محمد علی) ان دو ناموں کے فیوض و برکات کا عکس موجود ہے اور ہر جگہ خاص و عام فیض یاب ہو رہے ہیں ان کی شاعری میں ان کے انداز بیان میں نعت خوانی میں ایک عجیب کیف روحانی کشش ہے ان کا منفرد انداز بیانی نعت گوئی کو ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ اسی کا خاصہ ہے ہم جیسے گنگار ایسے عظیم نعت گو شاعر عاشق رسولؐ کے عظیم درویشانہ شخصیت پر اظہار خیال کیسے کریں۔ موزوں الفاظ نہیں ملتے ہیں۔ بحرال یہ ہمارا عقیدہ و ایمان ہے یہ اللہ کا فضل اور حضور انور مبارک کا نظر کرم ہی ہے کہ اپنے محبوب مبارک کے عاشق اور حضور انور مبارک کے ثناء خواں کے دیدار کی سعادت نصیب کی ہے اور ان کے نعت گوئی کے فن و کمال فیض کو سمجھنے کی توفیق عطا کی ہے۔ ظہوری صاحب

ان نعت گو شاعروں میں سے ہیں جو بڑی مشکل سے بڑی مدتوں کے بعد پیدا ہوئے ہیں مردہ دلوں کو زندہ کرنے کی قوت لے کر پیدا ہوئے ہیں جن کے ذمے خاص مشن یا قدرت کو خاص کام لینا ہوتا ہے۔ ظہوری صاحب بیک وقت عظیم نعت گو شاعر بھی ہیں۔ عظیم و منفرد انداز بیان کا ثناء خواں بھی ہیں۔ عظیم درویشانہ بے پناہ روحانی فیوض و برکات والا عظیم عاشق رسول مبارک جس کا فیض خاص و عام جاری ہے نعت کے فن کو ارتقا و کمال حاصل ہو رہا ہے۔ عام و خواص میں نعت کا ذوق و شوق بڑھ رہا ہے نعت کی برکت سے تعمیر و اصلاح جاری ہے۔

شاگرد اللہ آفریدی
خیبر ایجنسی جمروڈ

الحاج محمد علی ظہوری قصوری کی انفرادیت

مرکزی مجلس حسان پاکستان کے بانی الحاج محمد علی ظہوری قصوری صاحب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ فن نعت خوانی و نعت گوئی کو آپ نے ایک منفرد اسلوب بخشا ہے۔ آپ کا کلام پڑھ اور سن کر قلب پر ایک عجیب کیف و سرور طاری ہو جاتا ہے۔ آپ کے کلام میں مولانا رومی جیسا سوز، مولانا جامی جیسا گداز اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی جیسا عشق جگہ جگہ نمایاں نظر آتا ہے۔

الحاج محمد علی ظہوری قصوری صاحب ایک انوکھے انداز سے شیخ پر جلوہ گر ہوتے ہیں۔ نعت شریف پڑھتے ہوئے وہ حاضرین کو اپنے ساتھ ملا کر نعت پڑھتے ہیں۔ یوں ہر فرد اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نعت خواں تصور کرتا ہے۔ آنکھوں سے عقیدت کے موتی بہہ نکلتے ہیں اور یہی مقبولیت کی گھڑی ہوتی ہے۔ محمد علی ظہوری کا یہ انداز انہیں تمام نعت گو شعراء اور نعت خواں حضرات سے ممتاز کرتا ہے۔

ماہ جنوری ۱۹۸۹ء لاہور میرے نکاح کی تقریب کے دن بعد از نماز عشاء محفل نعت میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔ الحاج محمد علی ظہوری صاحب اور قاری معین الدین سیالوی صاحب نے عمرہ کی سعادت حاصل کر لی تھی۔ اس موقع پر تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مختصر تعارف کے بعد مجھے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، اس موقع پر ظہوری صاحب نے انتہائی شفقت کا مظاہرہ فرمایا اور بے انتہا دعاؤں سے نوازا اور خوب جی بھر کر داد

الحاج ظہوری صاحب سے اس قدر قریب ہو کر ملاقات کرنے کا یہ پہلا موقع تھا۔ میں ذاتی طور پر ان کے حسن اخلاق سے بے حد متاثر ہوا۔ یقیناً ظہوری صاحب جتنا خوبصورت کلام لکھتے ہیں اتنے ہی خوبصورت دل کے مالک ہیں۔
اللہ تبارک و تعالیٰ ان جیسی ہستیوں سے استفادہ حاصل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

محمد ارشد اقبال ملک
کوئٹہ

نوجوان نسل اور الحاج محمد علی ظہوری

محمد سلیم

خانیوال

آج کل کا نوجوان طبقہ بالخصوص طلباء پاپ میوزک یا کلاسیکل موسیقی کے دلدادہ ہیں یا ڈسکو میوزک کے شائق۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ کسی ایک ہی شہر میں ایک جگہ محفل نعت منعقد ہے اور دوسری طرف موسیقی کا پروگرام ہے تو یہ طبقہ موسیقی کے پروگرام کو محفل نعت پر ترجیح دے گا لیکن میرے مشاہدے میں یہ بات آئی ہے کہ اسی طبقہ کو اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کسی جگہ نعت خوانی کی محفل بھی ہے اور الحاج محمد علی ظہوری قصوری رونق افروز ہیں تو یہ موسیقی کی محفل کو چھوڑ کر نعت خوانی کی مقدس محفل میں کھنچے چلے آتے ہیں۔

ایسے طلباء جنہوں نے کبھی نعت سنی ہی نہیں تھی جب انہوں نے عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی الحاج محمد علی ظہوری قصوری کی آواز سنی تو آپ کے لحن داؤدی سے اس طرح متاثر ہوئے کہ ہمیشہ کے لئے حمد و نعت سے وابستہ ہو گئے۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

الحاج محمد علی ظہوری قصوری ایک سچے عاشق رسول، بزرگ شخصیت اور قائد نعت خوانان پاکستان ہیں۔ آپ کی آواز خود بخود بتاتی ہے کہ اس کا ہر لفظ موتی، ہر بول دلکش، ہر حرف مقدس، ہر مصرعہ جامع اور ہر شعر عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور ہوتا ہے۔ آپ کی زبانی نعت کائنات کے ذرے ذرے کی ترجمانی کرتی ہے۔ انہی جذبات کی عکاسی اس شعر سے بھی ہوتی ہے۔

جنت چہ مزا آوے سرکار بے فرماون

لے آؤ ظہوری نوں، اک نعت سنا جاوے

کشتی مدحت کا کامیاب ملاح

جناب الحاج محمد علی ظہوری قصوری نے اپنی شاعری کو نعت گوئی میں صرف کرتے ہوئے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرات بانٹتے ہوئے اہل اسلام کو جو زبردست فائدہ پہنچایا ہے۔ اسے صرف قدردان لوگ ہی جانتے ہیں۔ آپ کا کلام پرکشش اور خوبصورت ہونے کی وجہ سے عوام میں اس قدر مقبول ہے کہ تمام نعت خواں حضرات مذہبی محافل میں آپ کا کلام ضرور پڑھتے ہیں۔ آپ نے اس پر فتن دور میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات کا ہمیشہ خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا ہے۔ آپ کی سوز و گداز سے بھرپور آواز آپ کے کشتی عشق و محبت کے کامیاب ملاح ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ آپ کی شخصیت میں لاتعداد خوبیاں اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت کرنے والا بہت ہی بلند مقام حاصل کر لیتا ہے۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے اور دنیا آپ کے فیض سے فیضیاب ہوتی رہے۔ آمین۔

عبدالجبار انصاری

خانیوال

جاوداں نغمات

ہزار بار بشویم دہن بہ مشک گلاب
 ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است
 باعث تکوین کائنات سید المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 شان زیبائی کا بیان اور وہ بھی جامعہ شعر میں ہر کس و ناکس کو نصیب نہیں ہوتا۔ جب
 تک کہ دل میں حب رسول کی شمع روشن نہ ہو۔ زبان کو یارائے کلام نہیں ہوتا اور
 نہ ہی قلم کو تاب تحریر ہوتی ہے۔

روئے زمین کا افضل ترین انسان جس کے باعث انسانیت مخلوقات میں بہتر اور
 برتر قرار پائی۔ جس کو خدا نے دونوں جہانوں کے لئے رحمت بنایا اور جس کی کالی کالی
 اور سیاہ زلفوں اور روئے روشن کی قسمیں رب جلیل و قدیر نے خود اٹھائیں۔ جس کی
 توصیف میں خود ذات باری رطب اللسان ہے۔ اس کی عظمت و احترام میں کوتاہی رہ
 جانے کے خدشے سے لوگوں کو تو جرات کلام نہیں ہوتی۔

میری نظر میں تو ایسا انسان بھی باعث شرف ہے جس کو یہ سعادت نصیب ہوئی
 کہ وہ محبوب ذوالجلال کی توصیف کرے۔ جناب محمد علی ظہوری کو خدا نے اس
 سعادت سے بدرجہ اتم سرفراز فرمایا ہے۔ ان کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کرنے سے یوں
 محسوس ہوتا ہے کہ اک الوہی زمزمہ دلنواز ہے۔ جس کی مٹھاس، لذت اور چاشنی سے

روح تک سیراب ہو جاتی ہے۔ ان کے شعر میں قطعیت اور جامعیت ہے۔ کسی ابہام کا اشتباہ نہیں ہے۔ ان کے شعراک لازوال اور جاوداں نغمے کی تفسیر ہیں۔ ان میں محبت کی نغمگی اور عشق کی حرارت ہے۔ اس میں عجز و نیاز اور ادب و احترام ہے۔ اس میں لوچ رس اور رچاؤ ہے۔ اس میں نازش بندگی بھی ہے اور فخر غلامی بھی۔ ان کے شعراک سلسبیل محبت ہیں اور کیوں نہ ہوں انہوں نے اپنے عشق کا محور و منبع ایسی ذات بابرکات کو بنایا ہے جو تمام ظاہری و باطنی، عقلی و نقلی، طبعی اور روحانی اعتبارات سے افضل ترین ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

میری دعا ہے کہ خدا اس پروانہ رسول کو اپنے لطف خاص سے نوازے اور ان کے اظہار میں ایسی جودت بخشے جو طالبان محبت رسول کے لئے مشعل راہ بنے۔ یہ کاوش نہیں بلکہ عطا ہے اور دینے والا اس سے بھی بہتر۔ اس سے بھی افضل جذبے اور الفاظ ودیعت فرما سکتا ہے۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

محمود اختر افغان

کچلاک بلوچستان

ایک وسیع القلب نعت گو شاعر

محمد حیات یوسف چنوں

فطری بات ہے کہ جب کوئی شاعر کوئی نئی غزل۔ نظم یا نعت لکھتا ہے تو اس کا دل یہ تقاضا کرتا ہے کہ جب یہ لوگوں کے سامنے پیش کی جائے تو اسے سراہا جائے۔ شاعر کو جب کسی جگہ کچھ سنانے کے لئے کہا جائے تو وہ اپنی ہی لکھی ہوئی غزل، نظم یا نعت سنائے گا۔ وہ کسی دوسرے شاعر کا کلام سنانا مناسب نہیں سمجھے گا۔ ادبی تقریبات میں دیکھا گیا ہے کہ شعراء کی زیادہ تعداد اکثر تنگ نظر ہوتی ہے۔ جس کا اظہار یہ لوگ کسی نہ کسی انداز سے ضرور کرتے ہیں۔ نعت گو شعراء میں بھی بعض اس انداز فکر کے لوگ شامل ہیں۔

اس صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے نعت گوئی کی نسبت سے اگر ہم الحاج محمد علی ظہوری قصوری کی شخصیت کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ان کا شمار ایسے تنگ نظر شعراء میں نہیں ہوتا۔ آپ دوسرے شعراء کا کلام پڑھنا اپنے لئے سعادت اور باعث فخر سمجھتے ہیں۔ اس بات کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے جب بھی نعت خوانی کی محافل میں آپ کو اپنا کلام سنانے کے لئے کہا جاتا ہے تو آپ بزرگان دین اور صوفیاء کرام کے کلام سے تمہید باندھتے ہیں اور اپنے کلام کو زیادہ پرکشش بنانے اور اس میں لطافت، حسن اور نکھار پیدا کرنے کے لئے اسلام کی مقتدر شخصیات کا کلام بھی پڑھتے ہیں۔ یہ کسی شاعر کی وسعت قلبی اور روشن ضمیری کی اعلیٰ مثال ہے کہ وہ اردو اور پنجابی کا قادر الکلام نعت گو شاعر ہوتے ہوئے بھی بہت سے دوسرے شعراء کا کلام پڑھے اور یہ شرف پاکستان میں صرف اور صرف الحاج محمد علی ظہوری قصوری کو حاصل ہے اسی وجہ سے میں آپ کی عظمت کا معترف ہوں۔ اللہ تعالیٰ ظہوری صاحب کی نعت گوئی سے ہمیں زندگی بھر لطف اندوز ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

نعت گو / نعت خواں محمد اعظم چشتی
۲۶ مارچ ۱۹۹۳ جمعہ المبارک
مدینہ منورہ

مدینہ منورہ میں ایک یادگار محفل

یہ متبرک محفل جو ظہوری صاحب کی وساطت سے منعقد ہو رہی ہے۔ (جہاں میں رہائش پذیر ہوں) مجھے انہوں نے خود فرمایا کہ آپ اس میں شرکت کریں چاہے تھوڑی دیر بیٹھیں۔ میں نے جواباً کہا کہ چونکہ نشست مکان کی چھت پر ہے اور علالت کی وجہ سے میرا اوپر جانا دشوار ہے۔ میں روحانی طور پر شریک ہوں، آپ بسم اللہ کریں۔ مگر تھوڑی دیر بعد ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا کانوں میں پڑی یہ شاید خود پڑھ رہے تھے تو ان کی کشش نے اور مزید اس اطلاع نے کہ حضرت قبلہ مولانا فضل الرحمن مدنی بھی تشریف لائے ہوئے ہیں مجھ سے رہا نہ گیا میں انکی زیارت اور سعادت سے محروم نہیں رہنا چاہتا تھا۔ سو احباب مجھے کاندھوں پر اٹھا کر اوپر لے آئے ہیں۔ میں بھی اپنا نام لکھانے کے لئے حاضر ہوں۔ یہاں کسی کونے سے آواز آئی ہے کہ یہ بڑی مبارک بات ہے کہ مدینہ شریف میں ظہوری صاحب اور اعظم چشتی صاحب ایک محفل میں یکجا ہیں۔ مجھے اس سے غیریت کی بو آئی ہے۔ اس سے اشتباہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید قبل ازیں ہم دونوں کبھی یکجا نہیں ہوئے۔ اگر خدا نخواستہ کسی دوست کے دل میں یہ خیال ہے کہ ظہوری اعظم دو ہیں تو وہ اس کو دل سے نکال دے۔ سچا ثنا خوان رسول دوسرے کا مخالف ہو ہی نہیں سکتا۔ میں اب عمر کے اس حصہ میں ہوں کہ اب میرے لئے کسی شاگرد یا غیر شاگرد کی کوئی تمیز نہیں ہے۔ میں سب کا سرپرست بھی ہوں اور خادم بھی۔

اللہ کرے عشق رسول اور زیادہ

محمد علی ظہوری ایک عاشق رسول شاعر ہے۔

☆ جس نے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے وجہ سعادت اور نجات اخروی کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

☆ نعت گوئی اور نعت خوانی ہی جس کا سرمایہ حیات ہے۔

☆ جس کی نعت کا ہر شعر روح پرور اور ایمان افروز ہے۔ جس کے نعتیہ مضامین بھی وجد آفرین اور کیف آگیں ہوتے ہیں۔

☆ جس کا طرز کلام بھی کیف و مستی کا آئینہ دار ہے۔

اللہ کرے عشق رسول اور زیادہ

قمریزدانی

پنوانہ ضلع سیالکوٹ

فیض حسان کا مستفیض

نعت لکھنے اور نعت پڑھنے کا مقدس فن کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ہر دور اور ہر زمانہ میں اس خدائی صنف پر اہل محبت اور اہل عشق نے طبع آزمائی فرمائی ہے۔ دراصل روز ازل کی الست پر حکم کے جواب میں کہا ہوا قالوہلی قیامت تک نسل انسانی کو مجبور کرتا رہے گا کہ وہ خدا اور اس کے پیارے رسول وجہ تخلیق کائنات فخر موجودات جناب سید حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثناء کرتے رہیں۔ کیوں کہ بقول حضرت پیر سید مرعلی شاہ گولڑویؒ؟

توں میں حرف نشاں نہ آہے
جدوں دتی میم گواہی

ویسے تو تمام انبیاء و رسل آپ کے عالم رنگ و نور میں تشریف لانے کی بشارتیں دیتے رہے۔ اگر ہم جملہ انبیاء اکرام کی ان بشارتوں کو نعت کے زمرہ میں ہی شمار کریں تو یہ ہرگز بے جا نہیں ہو گا۔ لیکن تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ شعری صورت میں باقاعدہ نعت ظہور سرور کائنات سے تقریباً تین سو سال پہلے وجود میں آ چکی تھی۔ پھر آپ کی ولادت باسعادت کے چند یوم بعد لکھی گئی آپ کے چچا حضرت ابو طالبؓ کی عربی نعت تاریخ اسلام میں موجود ہے اور پھر دربار رسالت کے باقاعدہ نعت گو اور نعت خواں شعراء میں حضرت حسان بن ثابتؓ، کعب بن زبیرؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اسمائے گرامی ایک سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ و صحابیات کے نعتیہ قصائد ریکارڈ پر موجود ہیں۔

لیکن اس ضمن میں ان سب سے زیادہ شہرت حضرت حسانؓ کے حصے میں آئی جن کو دربار نبوت و رسالت میں منبر رسول پر نعت پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اسی طرح یہ سلسلہ مقدسہ مختلف تابعین آئمہ کرام، صالحین، اولیائے عظام اور بزرگان دین کے توسط سے درجہ بدرجہ سرزمین پاکستان کے ایک خوبصورت اور مہم خیز شہر قصور میں داخل ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ جہاں سے بظاہر ایک نحیف و نزار شخص نے اپنی مضبوط قوت ارادی اور سینے میں موجود عشق رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تپش سے نعت گوئی اور نعت خوانی کے ذوق اور فن کو ملک کے بڑے بڑے شہروں سے لے کر دور دور کے کوچہ و قریہ میں پہنچا دیا۔ یہ شخصیت یہ نام محمد علی ظہوری قصوری کا ہے جنہیں لوگ آج بلاشبہ مسلک حسان کا علمبردار کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

آج سے تقریباً ۲۵ سال پہلے ۱۹۶۶ء میں اپنے عالم شباب میں محمد علی ظہوری نے جب اپنے چند احباب کے ساتھ مل کر ”مجلس حسان پاکستان“ کی بنیاد رکھی۔ اس وقت شاید انہیں اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ مستقبل میں مجلس حسان نعت خوانی کی ایک باقاعدہ تحریک بن جائے گی۔ جس کے سائے تلے ارض پاک کے طول و عرض سے نعت خواں آ آ کر شامل ہو جائیں گے اور مجلس حسان نعت خوانی کے ایک ایسے قافلے کی صورت اختیار کر لے گی جس کے دم قدم سے محافل نعت کو چار چاند لگ جائیں گے۔ طبع شاہ کی ہستی سے اٹھنے والی یہ تحریک پہلے پہل نعتیہ مشاعروں اور دربار رسالت کے شعراء سے عوام الناس کو روشناس کرانے کا فریضہ ادا کرنے کے لئے شروع ہوئی اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نسبت حضرت حسان اور خود صاحب نعت کے تصدق سے مجلس حسان نے نعت گوئی کے اسلوب اور نعت خوانی کے ذوق و فن کو ایک نیا ولولہ اور نکھار دیا۔ محمد علی ظہوری کی شب و روز کی مساعی جمیلہ کی بدولت جہاں نعت گوئی کو اس قدر فروغ ملا کہ نعت کے موضوع پر اعلیٰ سے اعلیٰ تصنیفات منصف شہود پر آئیں اور ملکی ذرائع ابلاغ ریڈیو، ٹی وی پر مختلف مواقع پر نعتیہ مشاعروں کا رواج ہوا وہاں نعت خوانی کے فن کو بھی عروج حاصل ہوا۔ سرکاری طور پر نعت خوانی کو پذیرائی نصیب ہوئی۔ مقامی سطح سے لے کر قومی سطح تک ہر سرکاری اور

غیر سرکاری تقریبات کے آغاز میں نعت رسول کی صدائیں گونجنے لگیں اور یوں محمد علی ظہوری کے دل کی وہ آس اور ترنگ پوری ہوئی کہ آقائے کائنات کے تصدق سے قائم ہونے والی مملکت اسلامی میں انہی کے ذکر جمیل کی محافل جگہ جگہ برپا کر دی جائیں تاکہ پائل اور جھنکار کی آواز پر تھرکنے والے نوجوان جسم نعت رسول کے پرسوز ترنم سے عشق رسول کی مستی میں مست و بے خود ہو جائیں۔ گو اس کارخیر میں دوسرے کئی حضرات کا نام بھی شامل ہے۔ لیکن عوام میں نعت رسول کا ذوق پیدا کرنے والا سب سے بڑا محرک محمد علی ظہوری ہے۔

اسی ضمن میں محمد علی ظہوری کا دوسرا خاص وصف جو انہیں اپنے ہم عصر نعت خواں حضرات اور نعت گو شعراء میں ایک ممتاز حیثیت عطا کرتا ہے۔ وہ ان کا سب سے جداگانہ انداز نعت خوانی اور منفرد طرز ادائیگی ہے۔ انہوں نے نعت میں اپنے علاقائی ماحول اور معاشرتی دلچسپیوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسے ایک عوامی رنگ عطا کیا ہے اور اپنی لوک ثقافتی دھنوں کو توصیف رسول کی مالا میں پرو کر اس انداز سے پیش کیا ہے کہ ملک پاکستان کی کثیر آبادی ان کی مداح اور گرویدہ بن گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے نوجوان نعت خوانوں کی ایک ایسی کھیپ اور جماعت تیار کر دی ہے جو اس خدائی صفات سے متصف فن کو زندہ و تابندہ اور جاری و ساری رکھے گی۔ محمد علی ظہوری اندرون ملک کے علاوہ مختلف بیرونی ممالک کے دورے بھی کر چکے ہیں اور یوں نعت خوانی کو عالمی سطح پر بھی پذیرائی حاصل ہوئی ہے۔ ان کی کوششوں سے کئی مواقع پر بے شمار نعت خواں حضرات کو نجی اور سرکاری طور پر عمرہ کرنے اور روضہ رسول پر حاضری دینے کے ٹکٹ مل چکے ہیں۔ علاوہ ازیں مجلس حسان پاکستان کی طرف سے بھی مختلف مواقع پر گولڈ میڈل اور دوسرے بیش قیمت انعامات و اعزازات سے نعت خواں حضرات کو نوازنے کا سلسلہ جاری ہے۔ لیکن محمد علی ظہوری کے بقول ایک نعت خواں کے لئے اصل اور سب سے قیمتی اور حقیقی انعام یہ ہے کہ اسے دربار رسالت ماب میں حاضری کا شرف نصیب ہو جائے کیونکہ اس در کی حاضری اور زیارت سے بڑی نعمت اس عالم رنگ و بو میں کوئی اور نہیں ہے۔ اس سلسلے میں محمد

علی ظہوری یقیناً اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی کی پیروی کرتے نظر آتے ہیں۔

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے

اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

نعت خوانی اور نعت گوئی کے میدان میں محمد علی ظہوری کی خدمات کا اندازہ ان کے خیالات و جذبات اور عزائم سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ ان کے دل میں ہر وقت ایک ہی تمنا اور تڑپ موجزن نظر آتی ہے اور جس کا اظہار بھی وہ اکثر مجالس اور محافل میں کثرت سے کرتے ہیں۔ کہ ملک پاکستان کے اندر نعت خوانی کا ایک ایسا معیاری اور اعلیٰ قسم کا تربیتی ادارہ قائم کر دیا جائے جہاں نئی نسل کو فن نعت کی باریکیوں سے روشناس کیا جائے۔ اس سلسلے میں وہ ایک بنیادی ڈھانچہ مرتب کر چکے ہیں۔ اگر حالات اور وسائل ان کے موافق ثابت ہوں تو نعت خوانی کی تاریخ میں یہ پہلا ملکی سطح کا ادارہ ہو گا۔ جہاں نعت کی ہمہ وقتی تربیت کا بندوبست ہو گا۔ ظہوری صاحب کے خیال میں اگرچہ نعت خوانی کا فن موسیقی سے بھی گہرا تعلق ہے۔ لیکن حقیقت میں عشق رسول اور محبت محبوب خدا جیسی مقدس قلبی اور روحانی واردات کا نام ہے۔ جس نعت خواں کا روحانی تعلق رسول خدا سے جتنا زیادہ قوی ہو گا وہ خدا اور بارگاہ رسالت میں اتنا ہی مقبول اور عوام الناس میں اسی قدر ہر دل عزیز ہو گا۔ محمد علی ظہوری نعت میں ان اوصاف کو مد نظر رکھ کر نعت خوانی کے باقاعدہ اصول و ضوابط بھی مرتب کر رہے ہیں تاکہ نعت خوانی کا ایک اعلیٰ اور ارفع مقام و معیار قائم ہو سکے۔

محمد علی ظہوری کا ایک اور وصف ان کی قوت مشاہدہ اور نگاہ دور بین ہے۔ جس کی بدولت وہ سوز و آواز کے صحرا سے کئی قیمتی موتیوں کا کھوج لگا چکے ہیں۔ لیکن ان کی ایک ایسی عظیم الشان اور خوبصورت دریافت جس پر انہیں خود بھی ہمیشہ فخر رہے گا۔ وہ بیش قیمت ہیرا میدان نقابت کا شہسوار، محافل نعت مصطفیٰ کا سنگار، انسان صاحب داستان ہزار، فصیح اللسان حضرت اختر سدید ہے۔ جس نے برصغیر پاک و ہند کے مختلف صوفیائے کرام کی طرح رنگ مجاز سے حقیقت ابدی کی طرف کامیابی کے

ساتھ سفر طے کیا ہے۔ محمد علی ظہوری کے سنگ سنگ وہ آزمائش کی کڑی دھوپ سے بھی گزرا ہے اور نامساعد حالات زمانہ کا بھی شکار ہوا ہے۔ لیکن عشق رسول کا سکون بخش چہتر ہمیشہ اس کے سر پر سایہ فگن رہا اور یوں آج وہ ملک پاکستان کا بابائے نقابت اور مجلس حسان کا ناظم اعلیٰ ہے۔ محمد علی ظہوری نے اختر سدیدی کی نقابت کی صلاحیتوں اور لفظی بازیگری کی خوبیوں کو نعت رسول کے حوالے سے اجاگر کیا۔

اگر اختر سدیدی کے بے ساختہ اور برجستہ جملے اور محمد علی ظہوری کی پرسوز و پرکیف عشق مصطفیٰ کے خمیر میں گندھی ہوئی آواز کو باہم ملایا جائے تو سوز و مستی کا ایک ایسا حسین مرکب تیار ہوتا ہے جو ہر ایک بیمار مصطفیٰ کے لئے سکون و شفا کا پیغام ثابت ہوتا ہے۔ کسی بھی محفل نعت میں ان دونوں کی موجودگی اس محفل کی کامیابی اور بارگاہ رسالت میں قبولیت کی ضمانت سمجھی جاتی ہے

دعا ہے کہ رب کعبہ اپنے کرم خاص سے بارگاہ نبوت کے منظور نظر اور فیوضات حسان کے مستفیض الحاج محمد علی ظہوری کو اپنے عزائم میں کامیاب فرمائے تاکہ وہ اپنے مشن کو اپنی زندگی میں ہی مکمل ہوتے ہوئے دیکھ سکیں اور مسلک حسان کے جس علم کو وہ پورے ملک میں لہرانے کا عزم رکھتے ہیں وہ عزم اور ارادہ جلد شرمندہ تعبیر ہو۔ آمین

محمد خان چشتی

سپرچک، جھمرہ، فیصل آباد

فیض فطرت

فیض فطرت نے آپ کو ذوق سخن عطا فرمایا۔ صوت مترنم سے متصف کیا اور انداز بیان کی خوبی سے نوازا اور آپ نے بھی ان خداداد نعمتوں کی یوں قدردانی کا حق ادا کیا کہ اپنی صلاحیتوں کو نذر صنم ہونے سے محفوظ کیا اور اپنی تمام تر متاع حیات کو محبوب خدا کے آستان قدس شہر محبوب کے لذات اور ادائے دلبرانہ پر قربان کر دیا اور اپنے ذوق سخن کو وقف جاننا کر کے اپنے فکر و فن اور ذات و شخصیت کو زندہ جاوید کر دیا۔ بقول سیدنا حضرت حسان

ما ان مدحت عمرا" بمقاتی
ولکن مدحت مقاتلی محمدی

لئن شکرتم لا زلینکم۔ اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم تمہاری نعمتوں میں اضافہ فرما دیں گے۔ فلسفہ قرآنی یہ ہے کہ نعت اس لئے عطا کی جاتی ہے کہ بندہ کی آزمائش متصور ہوتی ہے کہ وہ میری اس نعمت کا تصرف کیسے کرتا ہے کون ہے جو اس نعمت کا شکر اس حسین و دلکش انداز میں کرے کہ اپنی مترنم آواز سے بس ہر وقت ہر لمحہ زلف محمدی کے ترانے گاتا رہے۔ محبوب کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے کاکل و رخسار کے نغمے الاپتا رہے اور حسن مصطفوی کے دلکش بیان سے مشام روح کو معطر کرتا رہے۔

محمد علی ظہوری صاحب فن نعت گوئی و نعت خوانی میں درجہ کمال کے حامل ہیں۔ آپ کی دلکش آواز پوری دنیا میں گونج رہی ہے اور اہل دل سے داد و تحسین کے

نذرانے وصول کر رہی ہے آپ کا نام ہی ذوق و وجدان کی علامت بن گیا ہے ذکر مصطفیٰ کے متوالے اور شمع رسالت کے پروانے آپ کا نام ہی سن کر کیف و سرور سے بہرہ یاب ہو جاتے ہیں۔ خلوص و للیت اور عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی آواز سے جب آپ نغمہ نعت الاپتے ہیں تو محفل پر سکوت طاری ہو جاتا ہے۔ دل کے جذبات آنکھوں کے راستے اہل پڑتے ہیں اساتذہ کا کلام آپ کو کثرت سے یاد ہے جس کا استعمال بر محل آپ کا خاص کمال ہے۔ آپ کی باریک اور نرم، شیریں اور لوچ دار آواز میں اثر انگیزیوں کی ایک کائنات آباد ہے جس میں گم ہو کر سامعین کو وقت کی رفتار کا احساس نہیں ہوتا اور دل و دماغ وادی الفت میں پہنچ کر از خود رفتہ اور جسم مرغ بسمل کی طرح بے قابو ہو جاتا ہے اور حالت یہ ہو جاتی ہے۔

تأثیر برق حسن جو اس کے سخن میں تھی

اک لرزش خفی مرے سارے بدن میں تھی

بلاشک و شبہ آپ کو فن نعت خوانی و نعت گوئی میں استادانہ مقام حاصل ہے اور پوری دنیا میں آپ کے تلامذہ گرمی عشق مصطفیٰ سے سینوں کو گرما رہے ہیں اور آپ کے انداز میں آ کے کلام کو تقریباً ہر محفل میں پڑھنے والے موجود ہوتے ہیں جو آپ کی شخصیت کی عظمت اور فن کی ہر دلعزیزی پر شاہد عادل اور برہان ناطق ہیں۔

فن ظہوری

نظم اس کلام موزوں کو کہتے ہیں جس میں الفاظ حروف کو اس ترتیب سے اکٹھا کیا جائے کہ اثر افرینیوں کا ارمغان بن جائے۔ منہ سے نکلتے ہی سامع کے دل و جگر تک پہنچ جائے۔ ایسے کلام کو شعر کہتے ہیں۔ شعر اپنی اسی خصوصیت کی بنا پر طویل خطبوں اور کئی لمبی لمبی تقریروں پر فائق ہوتا ہے۔ شاعری دراصل اظہار کیفیت کا نام ہے۔ جب جذب دروں کو الفاظ کا جامہ پہنا دیا جائے تو یہ شعلہ آتش کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جو سننے والے کو تڑپا دیتا ہے اور اس کے سینے میں دبی ہوئی چنگاریوں کو فوراً بھڑکا دیتا ہے۔ تو حاصل کلام یہ ہوا کہ فن شاعری جذب و اثر میں ولولہ عشق و محبت کی محتاج ہے۔ میرے ناقص خیال میں ظہوری کے فن کا بھی راز عشق نبوی میں

مضمر ہے اور ان کے کلام کو جو اثر آفرینی نصیب ہوئی ہے وہ جذبہ شوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیضان ہے اسی لئے آپ نے اپنے قلم کو اور زبان کو شاہوں کی ٹانگسری سے آلودہ نہیں کیا بلکہ اپنی نظم کو وقف محبوب کر دیا ہے اور اسی پر انہیں فخر بھی ہے۔

مقدر کو مرے بخشی گئی رحمت کی تابانی
مرے حصے میں آئی محض کی ثناء خوانی
زمانہ تا ابد جھکتا رہے گا ان کے قدموں پر
جنہیں حاصل ہوئی ہے والئی بطحا کی درباری

ثناء خوانی مصطفیٰ کی بدولت
ظہوری ہے شیریں مقال اللہ اللہ
ذکر مصطفیٰ انکا طیفہ صبح و مساء ہے اور ان کے ذہن رسا کو دولت فکر و شعور اسی
ذکر کی برکت سے عطا ہوئی ہے۔ خم خانہ مصطفیٰ سے وہ جام محبت و سرور نصیب ہوا
ہے جس نے ان کے فن کو مقبول عام کر دیا ہے۔

نگاہ ساقی کوثر کے فیض کا صدقہ
سمٹ گئی مرے ساغر میں طور کی رونق
قدم قدم پہ ہے مستی حسین خیالوں کی
نظر نظر میں ہے جام طہور کی رونق
ظہوری مدحت محبوب کی نوازش ہے
مرے سخن میں ہے فکر و شعور کی رونق
آپ کے کلام کی خصوصیت سادگی اور بے تکلفی ہے یعنی آورد کی بجائے آمد کا
رنگ جھلکتا ہے جس کے لئے الفاظ و تراکیب کو ڈھالنے اور تخلیق کرنے کی بجائے
خدائے عشق سے خود بخود اشعار کا الہام ہوتا ہے جس میں تصنع کی بجائے سادگی اور
پچیدگی کی بجائے ہمیدگی، خشکی اور گرانی کی جگہ اثر انگیزی اور سلاست پائی جاتی ہے
اور جذبات محبت خود بخود اشعار کے پیکر میں ڈھلتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چند اشعار

ملاحظہ فرمائیں جو بیان سابق پر استشہاد بین ہیں۔

نگاہیں راہ میں بچھا دو کہ آپ آئے ہیں
دلوں کو فرش بنا دو کہ آپ آئے ہیں
ضمیر ارض مقدس سے آ رہی ہے صدا
صنم کدوں کو گرا دو کہ آپ آئے ہیں
طلوع مہر رسالت ہے آج باطل کے
سبھی چراغ بجھا دو کہ آپ آئے ہیں

یہ سلاست و روانی، سادگی و اثر افربنی یقیناً عشق مصطفیٰ کا ہی فیضان ہے پھر میدان نعت ایسا مقدس موضوع ہے جہاں افراط و تفریط کا گزرنا ہی ناممکن ہے اور اس میدان میں چلنا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف ہے لیکن جن کی خود عشق راہنمائی اور پیشوائی کو آئے تو وہ رقص مستانہ کرتے ہوئے اس دشوار و ناہموار راستے سے طرفۃ العین میں گزر جاتے ہیں۔ ظہوری صاحب نے جہاں طویل بحر میں لکھا ہے وہاں چھوٹی چھوٹی بحر میں بھی طبع آزمائی کی ہے اور خوب کی ہے۔ آپ بھی پڑھئے اور جذبہ عشق رسولؐ کی راہنمائی کی داد دیجئے

ہم بھی ان کے دیار جائیں گے جائیں گے بار بار جائیں گے
خاک طیبہ کی خاک ہونے کو ہم بھی مستانہ وار جائیں گے
جس پر دور خزاں نہیں آتا دیکھنے وہ بہار جائیں گے

ایجاز و اختصار میں وسعت معانی کا جہاں مشاہدہ کرنا ہو تو ذرا ظہوری صاحب کے ان اشعار کو پڑھیے اور عنایات محبوب کا اندازہ لگائیے۔

کیا پوچھتے ہو وسعت و امان مصطفیٰ سائے نے جس کے حشر کامیداں چھپالیا
یہ انتہائے وصل نصیب بشر کہاں خالق نے اپنے بندے سے پردہ اٹھا لیا
ندرت خیال، نزاکت افکار اور شوکت الفاظ کا اندازہ لگانا ہو تو اشعار ذیل کو
ملاحظہ کیجئے

ملا نہ سایہ کوئی ان کی رحمتوں کی طرح جو دشمنوں سے کرے پارو دستوں کی طرح کریم ہیں وہ یقیناً معاف کر دیں گے چل ان کے درپہ بندھے ہاتھ مجرموں کی طرح ظہوری صاحب کی نعت انہی کی زبانی سنو تو عالم تخیل میں کبھی تم مدینے کی گلیوں میں پھرو گے کبھی خوش بخت حلیمہ سعدیہ کے گھر کی زیارت ہو گی کبھی غار حرا کی خلوتوں میں پہنچ جاؤ گے کبھی غار ثور میں آپ کے بے مثل یاروں سے ملاقات ہو گی۔ کبھی حضرت آمنہ کے کچے کوٹھے پر نزول ملائکہ کا نظارہ کرو گے اور کبھی تصورات کے عالم میں جلوہ محمدی سے مشام ایمان کو معطر کرو گے اسی لئے تو اس چمن کا پتا پتا ڈالی ڈالی ظہوری صاحب کی شخصیت سے واقف ہے۔ یہ رحمت عالم سید المرسلین راحت العاشقین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی نگاہ کرم ہے جو ذروں کو زر، قطروں کو گوہر اور حبشی کو رشک قمر بنا دیتی ہے۔

خدمات

فروغ نعت کے سلسلہ میں آپ کی خدمات تاریخ کا ایک درخشندہ باب بن گئی ہیں۔ آپ نہ صرف نعت گو اور نعت خوان ہیں بلکہ اپنے آقا کی مدحت و ثناء آپ کا وظیفہ ہے اور محبوب مشغلہ ہے۔ آپ اس لطیف ذوق کو پوری دنیا میں عام کرنے کا عزم رکھتے ہیں اور ”چلو تو سارے زمانے کو ساتھ لے کے چلو“ کا مشن رکھتے ہیں۔ اس مقصد جلیل کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ظہوری صاحب نے ۶۶ء میں ”مجلس حسان“ تشکیل دی جس کے زیر اہتمام شاعر رسول حضرت سیدنا حسان بن ثابت کی شخصیت اور شاعری سے روشناس کرانے کے لئے اخبارات میں مضامین شائع کئے عظمت نعت کانفرنس کے نام سے محافل نعت منعقد کیں جن میں مشاہیر امت اور زعمائے ملت نے نعت کی عظمت و ضرورت پر مفید معلومات بہم پہنچائیں۔ شاعر رسول کے نام پر ۱۹۷۹ء میں قصور میں ”مسجد حسان“ تعمیر کرائی اور اسی مسجد میں مجلس حسان کے زیر اہتمام حفظ قرآن اور تربیت نعت خوانی کے دو شعبوں کا اجراء کیا۔

قصور میں ایک سڑک کو شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت کے نام نامی سے موسوم کیا اور اس کا نام ”شاہراہ حسان“ رکھا۔ تمنغہ حسان کے نام سے ایک

سالانہ ایوارڈ مقرر کیا گیا جو ۱۹۸۵ء میں حسن خطابت، حسن نعت، اور حسن نعت گوئی کے ضمن میں چھ اہل کمال کو پیش کیا۔ ملک کے نامور علماء، مفکرین، ادباء، زعماء، قراء، نعت گو شعراء اور نعت خوان حضرات کو سالانہ عظمت نعت کانفرنس میں مدعو کر کے توصیف محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ ادا کیا جاتا ہے۔ ملک کے کونے کونے میں محافل نعت کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اس طرح ہر سو عظمت مصطفیٰ کے ترانے گونج رہے ہیں۔ گوش و لب ذکر محبوب سے آشنا ہو رہے ہیں۔ یہ سب مداح رسول صلی اللہ علیہ وسلم جناب محمد علی ظہوری صاحب کا فیضان شوق ہے اس عاشق رسول کے جذبات عشق و محبت کی لہریں ہیں جنہوں نے قرب و بعد کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ بقول کے۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
راہرو ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا

آخر "حضور رب العالمین میں ملتس ہوں کہ اللہ تعالیٰ ظہوری صاحب کے فکر و فن میں مزید برکتیں عطا فرماوے اور آپ کے سوز دروں اور ولولہ شوق کو مزید عام فرماوے۔ خدائے کعبہ و بطحیٰ میرے ممدوح کو عمر خضر عطا فرماوے۔ ہمیں ان سے استفادہ کرنے کی توفیق سعید عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین بجاہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

سید افتخار احمد شاہ
عجرات

خوش بخت سراپا

انتہائی سیتے سے رکھی ہوئی ٹوپی، چمکتی دمکتی کشادہ پیشانی، گھنیری مگر قوس محراب کی طرح چمکدار پلکوں کی چھاؤں میں روشن آنکھیں، کتابی مگر انتہائی مناسب چہرے پر ستواں ناک اور نفیس انداز میں ترشی ہوئے باریک ہونٹ، درمیانہ قد خوش پوشاک و خوش گفتار

یہ ہیں محمد علی ظہوری قصوری صاحب، ملک کے نامور نعت گو اور نعت خواں، طبیعت میں وہ گھلاوٹ اور رچاؤ ہے کہ پہلی ہی ملاقات میں اجنبیت کے تمام پردے اٹھ جاتے ہیں اور ان کی پھول جیسی شگفتہ شخصیت کا جادو سر پر چڑھ کر بولنے لگتا ہے۔ دکھ سکھ کے ساجھی بات کرتے ہیں تو اپنائیت کا احساس اور بڑھ جاتا ہے۔ قہقہہ بہت کم لگاتے ہیں البتہ مسکراہٹ کی چاندنی اکثر و بیشتر ان کے ہونٹوں پر بکھری رہتی ہے۔

جناب محمد علی ظہوری قصوری موجودہ دور کے شیریں اللسان نعت خواں ہیں۔ ان کی شخصیت گو ناگوں خوبیوں کا مرقع ہے۔ ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جب بھی لکھی، نعت رسول کبریا لکھی، جب بھی کسی نعت رسول مقبول لکھی، مجھے ان کی محفل میں کئی دفعہ جانے کا اتفاق ہوا۔ نعت لکھنے اور پڑھنے کے علاوہ ان میں کئی خوبیاں خداوند اکبر نے یکجا کر دی ہیں۔ مثال کے طور پر وہ ایک بہترین دوست بھی ہیں علاوہ ازیں دوست و احباب میں ان کی دھیمی گفتار ہلکا پھلکا مزاح، بات بات پر مسکراتا، تحمل و بربادی ان کی زندگی کا خاصہ ہیں خصوصاً جناب اختر سدید صاحب محفل میں

موجود ہوں تو ان کی طبیعت کی جولانیاں قابل دید ہوتی ہیں۔

محمد علی ظہوری ملک کے وہ واحد نعت خواں ہیں جنہوں نے نعت خواں کو اس کا صحیح مقام دلایا اس سلسلے میں مجلس حسان پاکستان کا قیام ان کی محنتوں کا ثمر ہے کہ آج ملک کے گوشے گوشے میں مجلس حسان کی شاخیں موجود ہیں اور سالانہ محافل کا انعقاد ہوتا ہے اور عشاقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان محفلوں میں جا کر اپنے ایمان کو تازگی اور دل کو شگفتگی نصیب ہوتی ہے۔

موصوف اپنے اندازِ تکلم سلیقہ نعت خوانی اور اسلوبِ تحریر کے لحاظ سے لاکھوں میں پہچانے جاسکتے ہیں آپ کی خوش نصیبی کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار در پر انوار پر حاضری کا شرف بخشا اور بے ساختہ مدینے کے در و دیوار کی بات کو شعروں میں ڈھال دیا۔

جب مسجدِ نبوی کے مینار نظر آئے
 اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
 بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی
 پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے

سید ناصر چشتی

بانی مجلس حسان پاکستان الحاج محمد علی ظہوری کی نعتیہ شاعری کا انفرادی پہلو

☆.....اکرم قلندری.....☆

نعت کے لفظی معنی ہیں تعریف و توصیف کرنا۔ اصطلاح "اس لفظ کا استعمال شاعری کی اس صنف پر ہوتا ہے جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے اور آپ کے صفات حمیدہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت صرف عالم اسلام ہی کیلئے نہیں بلکہ دنیائے انسانیت کیلئے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ انہیں ذرائع رہنمائی کو اشعار کی شکل میں بیان کرنے کا نام نعت ہے۔

حسان پاکستان الحاج محمد علی ظہوری صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں ان کا شمار ان ممتاز شخصیات میں ہوتا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔ الحاج محمد علی ظہوری صاحب جب آقائے دو جہاں کے عشق میں ڈوب کر نعت رسول مقبول لکھتے ہیں اور اپنی لہن داؤدی سے مترنم اور پرسوز آواز میں عقیدت و محبت کے موتی عوام کے سامنے بکھیرتے ہیں تو ان کی عقیدت و محبت ہر دل پر اثر انداز ہوتی ہے۔

الحاج محمد علی ظہوری صاحب کا تعلق احمد ندیم قاسمی، پیر فضل گجراتی، حکیم شیر محمد ناصر، دائم اقبال دائم اور حفیظ تائب جیسے قابل شعراء سے رہا اور ان کے ساتھ سینکڑوں شاعروں نے بھی شرکت کی۔ لیکن آپ نے ان کی مشکل ترین شاعری کا رنگ اپنے اوپر کبھی غالب نہ ہونے دیا۔ ان کی شاعری میں جو سب سے بڑی خوبی ہے وہ یہ

ہے کہ ان کی شاعری سیدھے سادھے الفاظ پر مشتمل ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ سادگی زندگی کے ہر شعبے میں ایک نہایت مقبول جوہر ہے۔ شاعری کی دنیا میں بھی سادگی کا ہونا ایک بہت بڑی خوبی ہے۔ یہ سادگی جب شعر و ترنم میں ڈھل کر سامنے آتی ہے تو جادو اثر ہو جاتی ہے ہر خاص و عام یہ سمجھتا ہے کہ یہ اسی کے دل کی آواز ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ظہوری صاحب کے نعتیہ اشعار بڑی تیزی کے ساتھ عوام و خواص میں مقبول ہو جاتے ہیں ان کی آسان عام فہم نعتیں شہر شہر گاؤں گاؤں بچے بچے کی زبان پر ہوتی ہے مثلاً۔

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے

☆○☆○

کونین دے والی دا گھر بار بڑا سوہناں

سونہ ربدی مدینے دا دربار بڑا سوہناں

الحاج محمد علی ظہوری صاحب کا ایک سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے شاعر رسالت مابہ حسان بن ثابتؓ کی روایت کو زندہ کیا اور ضلع قصور میں مجلس حسان قائم کر کے ان کے مشن کو آگے بڑھایا اور باقاعدگی سے یوم حسان منا کر عوام و خواص کو اس کی اہمیت سے آگاہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر طرف ہر جگہ محبت رسالت کی قدیلیں روشن ہونا شروع ہو گئیں جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

یوم حسان کے حوالے سے ملک گیر سطح پر رائے ونڈ روڈ موضع اریاں میں مرکز توصیف قائم کر کے آپ نے نعت کی دنیا میں ایک نیا انقلاب برپا کیا ہے۔ پورے برصغیر میں ایک بھی ایسا مرکز نہیں جس میں حمد و نعت کے فروغ کیلئے باقاعدہ کام ہو رہا ہو۔ یہ واحد مرکز ہے جس میں حمد و نعت کے فروغ کیلئے الحاج محمد علی ظہوری کی سرپرستی میں شب و روز کام ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایوان حسان ۳۰۶۔ ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں حمد و نعت کی ہفتہ وار تربیتی نشست جاری ہے۔ جس میں پنجاب بھر کے مختلف شہروں سے طالب علم آکر استفادہ کرتے ہیں۔

قابل تقلید نعت گو شاعر

صوفی عبدالحق رضوی

خانیوال

ہمارے ملک کے ادبی ماحول کا جائزہ لیا جائے تو یہ اس قدر وسیع ہے کہ اس کا دامن لا تعداد غزل، نظم، مسدس، مثنوی، گیت، کافی اور نعت گوئی کے شعراء سے بھرپور ہے۔ عصر حاضر میں بہت سے شعراء تو صرف اور صرف غزل پر ہی اکتفا کرتے ہیں لیکن عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تڑپ رکھنے والے اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام گھر گھر پہنچانے والے بھی کچھ اہل درد پاکستان میں مقیم ہیں جو یہ فریضہ بخوبی سرانجام دے رہے ہیں ان میں نمایاں طور پر دکھائی دینے والا الحاج محمد علی ظہوری قصوری کا نام ہے۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی اسی مقدس فریضے کے لئے ہی وقف کی ہوئی ہے جو دیگر شعراء کے لئے عملی نمونہ کی حیثیت رکھتی ہے یہ میرے ان جذبات کا اظہار ہے جو عرصہ دراز سے میرے دل میں موجزن تھے۔ میری دعا ہے کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کرن سے جو شعاعیں پھوٹ رہی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے مستفید فرمائے۔

حسن عقیدت

محمد نواز عصیم قادری ملتان

اصناف شاعری میں ایک صنف کا نام ہے یعنی سرکار ابد قرار آقا نادر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عقیدت کے پھول پیش کرتے ہوئے آپ کی سیرت طیبہ کمالات و فضائل محامد و محاسن کو نظم کی صورت میں بیان کرنا قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثناء اور آپ کے کمالات کو بیان کرنا خلاق ارض و سما کی سنت ہے۔ مثلاً "حضرت حسان" حضرت عباسؓ نیز صحابہ کرام کے بعد تابعین تبع تابعین آئمہ کرام اور ہر دور کے شعراء رطب اللسان رہتے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ امام ابو سعیدؒ مولانا جلال الدین رومیؒ حضرت مولانا جامیؒ مولانا شیخ سعدی شیرازی، امیر خسرو اور اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی اور عصر حاضر کے ان گنت شعراء میں اردو، پنجابی کے عظیم شاعر فخر ملت حضرت الحاج محمد علی ظہوری قصوری روح رواں ملنسار، خوش پوش، خوش اخلاق، روادار اور وسیع القلب شخصیت ہیں۔ آپ کی شاعری آپ کی تصنیف سچے مسلمان کے لئے ایک تحفہ نجات ہے، اور نعت خوانی کی پروقار تقریبات پر اکثر ظہوری صاحب کو ہم دیکھتے ہیں۔ انتہائی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق اور پر کیف طریقہ سے مدح سرائی کرتے ہیں۔ بزرگ نعت گو اور نعت خوان کی حیثیت سے مملکت خداداد پاکستان کی عظیم شخصیت ظہوری صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں سوز و گداز کی دولت سے خوب نوازا ہے۔ کیفیت خداداد ہے۔ جذب و عشق و مستی سے پڑھنے کے ساتھ ساتھ کیف و سرور کا ایک خاص نمونہ بھی ہیں۔ فروغ حمد و نعت میں تمام عمر صرف کردی جس کا نتیجہ ہے کہ آج قریہ قریہ بستی بستی، قصبہ قصبہ نعت خوانان موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید مدح کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین)

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے

زبان زد عام نعت کے خالق مشہور و معروف خوش الحان نعت خواں صاحب دیوان در دیوان نعت گو شاعر و بانی مجلس حسانہ الحاج محمد علی ظہوری قصوری سے پہلی بار مرکزی انجمن غنڈلیان ریاض رسول کراچی کی سالانہ کل پاکستان محفل نعت کے دوران ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور انہیں بالمشافہ سننے کی سعادت بھی حاصل کی۔ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کرتے ہوئے ان کے جذبات کی وارفتگی، اظہار عقیدت کے والہانہ پن اور نعت کی ادائیگی کے منفرد انداز نے مجھے بے حد متاثر کیا۔

میں محمد علی ظہوری صاحب کو نعت کے حوالے سے جانتا پہچانتا ہوں۔ وہ نعت گوئی و نعت خوانی میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے نعت خواں حضرت حسان بن ثابتؓ کی شخصیت اور ان کی سنت و زیادہ سے زیادہ روشناس کرایا اور مجلس حسانہ کے ذریعے حمد و نعت کو خاصا فروغ بخشا ہے۔ میری دعا ہے کہ ان کا قلم نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سدا بہار پھول کھلاتا رہے۔ اور ان کے مشن میں مزید کامیابی دے۔ آمین بحرمہ رحمۃ

ریاض ندیم نیازی

للعالمین۔

کوئٹہ

پیکرِ وفا

جناب محمد علی ظہوری کی جن تین خوبیوں نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ وہ ان کی انکساری، وضع داری اور خودداری ہیں۔ وہ وفاداری بشرط استواری کے تمام تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آستانہ عالیہ چورہ شریف کی برگزیدہ روحانی شخصیت اور میرے مخدوم و محسن حضرت قبلہ پیر معصوم بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ سے جب میں نے انہیں ملایا تو پھر تازیت حضرت صاحب نے ظہوری صاحب کو اپنی بے پناہ شفقت اور محبت سے نوازا حتیٰ کہ آستانہ عالیہ پر ایک عرس شریف کی محفل بھی۔ جناب ظہوری صاحب کی دستار بندی کی گئی۔ ظہوری صاحب خواجگان چورہ شریف کے سامنے عرس کی محفل میں نعت سرا ہوتے تو حضرت پیر معصوم بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وجود عشق رسول کے سوز و گداز کی کیفیات کا عجیب منظر پیش کرتا جو الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا۔ کچھ اسی قسم کے لمحات جناب ظہوری صاحب کے پیر و مرشد حضرت فتاویٰ الرسول میاں ظہور الدین نقشبندی رحمۃ اللہ کے ہاں سالانہ محفل میں دیکھنے میں آتے۔ میرے ساتھ آخری سانس تک ایسا ہی شفقت آمیز رویہ رکھا۔

اللہ۔ اللہ۔ اب کہاں دنیا میں ایسی ہستیاں

عبدالرزاق جامی نعت خواں

راولپنڈی

ظہوری دی حضوری

پروفیسر حفیظ تائب

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دی محبت دے نال نال آپ دے اچے خلق (حیاتی دے طریقے) تے سچی تعلیم نوں شعراں وچ ڈھالنا تے پھر اونہاں شعراں نوں دل وچ اتر جان والے انداز تے آواز نال لوکاں تیکو اڑانا اک بڑی وڈی دینی تے انسانی خدمت اے۔ کیوں جے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیاں نعتاں سچے تے ہنسیرے دلاں نوں جگمگا دیندیاں نیں۔ دلاں نوں ایسہ نور تے سرور مہیا کرن والیاں لوکاں وچ محمد علی ظہوری اک خاص مقام رکھدے نیں تے جہہڑے کہندے نیں۔

دنیا دی محبت دے سارے لشکارے اوہنوں بھل جاندے

جہہڑے دل وچ مدنی ماہی دی الفت دا نور آ جاندا اے

محمد علی ظہوری ۱۲۔ اگست ۱۹۳۲ء نوں موضع اراٹیاں علاقہ نواب صاحب دے حاجی نور محمد نقشبندی دے گھر وچ پیدا ہوئے۔ مڈل تے جے وی پچھوں اویس فاضل تے منشی فاضل دے امتحان وی پاس کیتے۔ ٹیچر ہوئے تے حالی خبرے اوہ کہہا کچھ ہو کر دے پر چھتی ای اک اللہ دے بندے اوہناں دا رخ گنبد خضرا ول بھنوا دتا۔ ایس انقلاب دا ذکر اوہناں نوائے ظہوری دی اک نظم ”ہڈ بیتی“ وچ انج کیتا اے۔

موڑ دتا اک لہرنے مینوں جن لیا میرے مہرنے مینوں

جس مرشد نے بقول ظہوری اوہناں دا دھونا دھو چھڑیا“ اوہناں دا اسم گرامی ایسی میاں

ظہور الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سی تے ایہنل دی نسبت نال ای ایہ ظہوری بنے۔

محمد علی ظہوری نعت دے پڑ وچ پہلوں پہلی نعت خواں دی حیثیت نال اترے۔ اوہناں ۱۹۵۲ وچ نعت خوانی شروع کیتی تے اٹھ سال صرف آواز دا جادو جگاندے رہے۔ ایس زمانے وچ اوہناں راقب تصوری، بیدم وارٹی، ابر وارٹی نے اعلیٰ حضرت بریلوی دیاں نعتوں کولوں فیض حاصل کیتا تے ۱۹۶۰ء وچ اوہناں اپنے دل تے داغ نوں وی نعت ول لا لیا۔ اوہناں دیاں نعتوں دے پہلے مجموعے ”نوائے ظہوری“ وچ اردو دے نال نال پنجابی نعتوں وی شامل نیں پر دوجے مجموعے کتھے تیری ثناء وچ صرف پنجابی نعتوں نیں۔

رب تعالیٰ نے سورہ احزاب دی چھویں آیت وچ جیہڑا ارشاد کیتا اے اوہدا ترجمہ کجھ انج ہندا اے ”نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنوں تے اوہناں دیاں، جاناں تو وی ودھ حق رکھدے نیں“۔۔۔۔۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دا اپنا ارشاد ایہہ دے کہ ”تماڈے وچوں کوئی مومن نہیں ہو سکدا جد تک میں اوہدے لئی پو، پتر، دوجے سبھ لوکاں تو سگوں اوہدی جان توں ودھ پیارا نہ ہو جاں، مطلب ایہہ کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دی محبت، ایمان دا ڈھلا لازمہ اے تے نعت آپ دی محبت دے اظہار دا فنی وسیلہ اے ایہہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ دی سنت اے، جنہل اپنے شعراں راہیں اپنے ایمان دا اظہار کیتا، دین دی دعوت دتی، رسالت دی حمایت وچ زبان کھولی۔ ایہہ کم اوہناں اپنے آقا دے اشارے تے آپ دی دعا برکت نال نال ایڈے سوہنے طریقے نال کیتا کہ اوہناں نوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دے منبر تے بہرے کے اوس ویلے شعر پڑھن دی عزت ملی، جدوں لولاک دے والی آپ زمین تے بیٹھے ہوندے سن۔۔۔۔۔ فیض دا ایہہ سلسلا جدوں صدیاں دے پینڈے جھاکدا ہویا ساڈے تیکو اڑیا تے ایہدے وچ ہزاراں رنگ تے خوشبوواں رلیاں ہویاں سن۔

پاکستان اسلام دے نال تے ہوند وچ آیا اسیں لوکی پاکستان وچ پیش آون

والیاں مشکلاں نوں محسوس کرنے آں پر ایس مملکت دے ویلے نال جھہڑیاں برکتاں ساڈے حصے آئیاں نیں اوہناں دا سانوں بہتا اندازہ نہیں۔ اوہناں برکتاں وچوں ایسہ برکت کیہڑی گھٹ اے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دا مبارک ذکر اک ٹل بن کے ابھر رہیا اے تے۔ اوب دی جھہڑی صنف نے قیام پاکستان پچھوں سب توں بہتی ترقی کیتی اے اوہ نعت اے۔

پنجابی شاعری نے اسلام دی چھتر چھانویں اکھ کھولی۔ ایس لئی ایہدے وچ اللہ تعالیٰ تے اوہدے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دا ذکر مبارک شروع توں ای موجود اے۔ پنجابی نعت دینی، سیرتی صوفیانہ، تے لوک شاعری وچ سدا ودھدی پھلدی رہی۔ ساڈے لوک گیتاں، بولیاں، بیتاں، توں لے کے سی حرفیاں، کافیاں، مثنویاں تے غزلاں نظماں تیکر ہر شعر پارے وچ نعت ملدی اے تے کئی صنفاں تے صرف نعت واسطے ای ہوند وچ آئیاں۔

دسویں صدی دے شروع وچ نعتیہ کافیاں غزلاں، گیت تے دوہڑے لکھن دا رواج عام ہویا تے پاکستان بنن توں پہلوں نعت گوئی وچ راقب تصوری، محمد بخش فرشی، پیر محمد علی شاہ تے عیسیٰ امرتسری دے ناں مشہور ہوئے تے ایہنوں پچھوں ابر وارثی، اعظم چشتی، پڑ وچ آئے۔ پاکستان قائم ہون پچھوں مسلم اویسی، صائم چشتی، حافظ محمد حسین تے صدف جالندھری ورگیاں لوکاں نے پنجابی نعت نوں ہور اگے ودھایا محمد علی ظہوری ایسے لہر دے شاعر نیں، جنہاں ایس رنگ دی نعت نوں کچھ ہور بنایا تے سواریا۔ اوہ اعظم چشتی دے دور وچ اک نوہکلی چھب نال ابھر کے سامنے آئے۔

نعت حضور دا سفر اے، جہدے کئی درجے تے مرحلے نیں۔ پہلاں ذکر توں فکر تیک دی منزل آوندی اے۔ پھیر فکر روح وچ رچ وس کے نعت آکھن والے دی جان دا حصہ بن جاندا اے۔ ایس مرحلے وچ نعت لکھاری دے دل تے داغ دوڑیں بارگہ رسالت وچہ حاضری رہن دا شرف حاصل کر دے نیں۔ آگوں جدوں مہربانیاں دا سلسلا شروع ہوندا اے تے باطنی حضور دے نال نال ظاہری حضور دی نصیب ہوندی اے۔۔۔۔۔ محمد علی ظہوری ایسے ڈونگھے پینڈے دے راہی نیں تے

نعت اوہناں دی حدی اے، جنہوں گنگاندے اوہ اگے ای اگے ودھے نظر آوندے نے،
جد کہ ایس پینڈے وچ پینا ای کوئی چھوٹی گل نہیں۔ اوہناں نوں ایسہ وی احساس
اے

کوئی روکو یار ظہوری نوں دعویٰ نہ کرے محبت دا
اس اوکھے پینڈے وچ پے کے بھل جانیاں بھلیاں بھلیاں نیں
اوہ ایس پینڈے وچ بزرگاں دی انگلی پھڑکے ٹرنے نوں اک سعادت سمجھدے
نیں، ایسے لئی اوہناں اپنیاں پنجابی نعتل دے مجموعے دا ناں حضرت پیر مرعلی شاہ
گوڑوی رحمتہ اللہ علیہ دی منظوری والی نعت وچوں لیا اے۔ اوہناں اپنیاں نعتل تو
پہلاں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ دے دو شعراں دا پنجابی ترجمہ دتا اے۔ نعت
لکھاریاں دے امام دے شعراں تو ہر پڑھیا لکھیا بندہ واقف اے، ایس لئی میں صرف
ظہوری دا ترجمہ پیش کراں گا۔

تساں جیہا کوئی سوہنا ڈٹھا نہیں کدی اکھیاں نے
تساں جیہا من موہنا جنیا نہیں کسے وی ماں نے
ہر اک عیب تھیں پاک خدا نے پیدا تساں نوں کہتا
پیدا ہوئے آپ تسیں جویں چاہیا آپ تساں نے



پئی آکھے دھڑکن سینے دی چم دا رہو خاک مدینے دی
اس کساں والی دھرتی تے لائیاں سرکار نے تلیاں نیں



اوہ ظہوری نہ زمانے تے کتے ہور ملے
جیہڑا سرکار دے روضے تے نظارا آیا



تھاں تھاں تے انوار دن محبوب دے جلوے لکھاں
دو اکھاں مجبور ظہوری کتھے کتھے رکھاں

انج تے ہر کوئی ظہوری اوہدی تعریف کرے
نعت سوہنے نوں ساندے نیں نصیبی والے



آئی اخیر وقت جدوں مصطفیٰ دی یاد
مر جانا میرے واسطے آسان ہو گیا

اوہناں دیاں نعتوں وچ ہن تیکر نعت وچ شامل ہون والا ہر رنگ مل دا
اے۔ اوہناں ولادت مبارک تے شب معراج توں لے کے سیرت پاک دے کئی عکس
اپنیاں نعتوں دیاں شیشیاں وچ اتارے نیں تے ایس سلسلے وچ سارے شعری وسیلے
ورتے نیں۔ ماہیے دو بول ویکھو

عربی سلطان آیا

نیویاں اچیاں دے سب فرق مٹان آیا

دل ایسے ملائے نیں

ویری مدتاں دے اک جان کرائے نیں

اوہناں عام نعت سنن والیاں نوں ہر ویلے ذہن وچ رکھیا تے خاص باتاں وی
سدھے سادے تے ہر دل وچ اتر جان والے انداز وچ کیتیاں نیں۔ ایس سلسلے وچ
اوہناں لسیاں لسیاں روپاں وی سامنے لیاندیاں نیں اک روپف دا تجربہ ویکھو۔

کیڈا سوہنا نام محمدؐ دا اس ناں دیاں رسیاں کون کرے

دو جگ تے سایہ رحمت دا اس چھاں دیاں رسیاں کون کرے

اوہناں بڑیاں مقبول تے من پسند اردو نعتوں وی لکھیاں پر پنجابی نعتوں وچ
اوہناں دے جذبے بڑے کھل کے تے نکھر کے سامنے آوندے نیں، ایس لئی اوہ
پنجابی نعت وچ اک وکھرا مقام بنان دے قابل ہوئے تے اپنیاں نوں کلیل طرزاں تے
ہر من پسند انداز نال اوہناں اپنیاں نعتوں اپنے درد دیاں دھڑکنناں نال رلا دتیاں۔
ایس کمال تے میں ظہوری ہوراں نوں مبارک دیناں تے اوہناں دی عمر تے سوچ دے
دوہن لئی دعا کرناں۔

نولے ظہوری

ڈاکٹر رشید انور (مرحوم)

”تیرے عشق نچایا کر کے تھیا تھیا“ دیاں بولاں دے خالق بابا بلھے شاہ دی نگری بارے میری معلومات اک زمانے وچ صرف اپنی کوسن کہ اوتھے اک سراں اے جتھے گڈیوں کھنچے مسافر رات گزار کے سویر دی گڈی بہہ کے ٹر جانڈے سن، پاکستان بن گیا تے میں اپنی بے قصوری وچوں کئی قصور لبھے پر فیروی میں قصور نوں نہ جان پچھان سکیا۔ پتہ نہیں میرا کیہ قصور سی کہ جدوں میں پنجابی شاعری دے عملی میدان وچ گوڈیاں بھار رڑھناں شروع کیتا تے میری ملاقات ملتان دے ایک مشاعرے وچ خلیل آتش قصوری نال ہوئی۔ فیر خبرے اوہدا خلوص سرچڑھ کے بولن لگ پیا یا میری تریہہ دا قصور سی کہ ۱۹۶۵ء دے بعد حضرت بابا بلھے شاہ دے حضور عقیدت دے پھل لے کے گیا تے۔ مشاعرے تو پہلاں اک دبلا پتلان مہین جہیا شخص انج جاپا جیویں لڑکھڑاؤندا ہویا شیخ ول جا رہیا ہووے۔ پر اوس مہین باریک تے کانڈی جہنے بندی نوں جدوں میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم دے حضور نعت دا نذرانہ پیش کردیاں دیکھاتے اوس دی عقیدت دی وسعت اودی مخلصانہ مٹھاس، جذبے دی گھلاہٹ نے انج دا احساس دوا یا کہ جنویں ایہہ بندہ اوس پوری محفل دے زہناں دی وسعت توں وی وڈا ہووے۔ تے میں اک مقدس جے حسد دا شکار ہو کے سوچن لگ پیا کہ کاش ایس بندے دا ناں رشید انور ہندا، پر ایہہ سحر ایہہ جادو، ایہہ طلسم اودوں ٹٹا جدوں شیخ توں اک آتشی آواز نے اعلان کیتا کہ

”ایسہ سن جناب محمد علی ظہوری جھپڑے نذرانہ نعت پیش کر رہے سن تے
ہن.....“

اوہ دن تے اج دا دن میں ظہوری نوں جان دا تے پچھان دا واں، اج دے
نوجواناں وچوں جھپڑے دو شخص میرے زیادہ نزدیک زیادہ احترام دے قابل نہیں کہ
اوہ کیہ اردو تے کہہا پنجابی دونواں زباناں وچ نعت رسول کہہ رہے نہیں، اوہناں
وچوں حفیظ تائب میرے کول داتا دی نگری وچ ای رہندے نہیں۔ تے دوجے ظہوری
جی کدی کدی آپ آکے میری دکھی روح نوں اپنے سترنم تے سوز نال کجھ چانن جیا
دے جاندے نہیں۔

اک محاورہ ”نالے چوپڑیاں نالے دو دو“ بھانویں طنزیہ انداز وچ استعمال ہندا
ہو دے پر ظہوری دے معاملے وچ تے ایسہ چنگی بھلی حقیقت اے۔ ظہوری نوں اکو
وقت وچ نالے چوپڑیاں تے نالے دو دو ای لبھل نہیں، نہیں تے ایسہ بھلا کنویں ہندا
کہ اکو کراچی جئے عظیم کاروباری شرو وچ ہون والے ایک بہت وڈے نعتیہ مقابلے
وچوں اپنے وجود توں وی وڈی شیلہ تے میڈل نہ جت لیاندا۔

میںوں تے انج لگدا اے کہ جنویں خلیل آتش روحانی طور تے حضرت بابا طبع
شاہ دے در توں فیض پاؤندے نہیں۔ انج ای مجلس حسان دے ایسہ بانی محمد علیؑ
ظہوری جے نعت دلوں حضرت حسان دے در اتوں کجھ مکھدے نہیں، تے ایس دے
نال نال خدا داد ترنم راہیں“ ”تیرے عشق نچایا کر کے تھیا تھیا“ تک پہنچ جاندے نے
میرے خیال وچ ایس لگن تے عقیدت دا ای دوجا نال ”نوائے ظہوری“ ایے۔

”نوائے ظہوری“ ظہوری ہوراں دیاں نعتوں دا دوسرا مجموعہ ایے۔

ایس مختصر مجموعے دی جسامت ول جائے تے اوہو ای بھلیکھا پیندا اے جھپڑا
میںوں ظہوری ہوراں نوں پہلی وار دیکھن تے پیاسی، پر ایس دے مطالعے دے بعد
ایسہ اک بہت وڈی کتاب نالوں وی وڈا مجموعہ جا پدا اے۔ تے جا پے وی کیوں نہ
ابھدے وچ ایس کائنات وچ اللہ تعالیٰ دی ذات دے بعد سب توں وڈی
سرکار دا محبت تے عقیدت نال ذکر تے ورد کہتا گیا اے۔ تے ایہو ذکر ای ایسے جھپڑا
ظہوری ہوراں تے اسان ساریاں نوں شعور دی نعمت توں مالا مال کر سکدا اے۔

ظہوری مدحت محبوب کی نوازش ہے
 ہے تیری فکر میں سلجھے شعور کی رونق
 تے ایسے شعور واقعی ای سرکار دو عالم، سرور کونین، رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم دے ذکر بناں کنویں نصیب ہو سکدا اے۔ میں تے کہناں ظہوری شاعراں وچ
 اک بہت ای بلند رتبے والے انساں تے خوش نصیب انساں میں جھپڑے ایس ذکر
 وچ محور رہندے میں تے کہندے میں۔

تخلیق کا عنوان ہے سرکار دو عالم
 توحید کا ارمان ہیں سرکار دو عالم

یا

ظہوری زندگی میں جب کبھی مشکل پڑی کوئی
 کوئی جذبہ بجز حب نبیؐ نہ میرے کام آیا
 اردو وچ ظہوری ہوراں بے انت نعتل راہیں اپنی عقیدت دا سر حضورؐ دے
 حضور نوایا اے۔ تے فیض پایا اے۔ پر پنجابی زبان دی اک دکھری شان تے شراے۔
 ذرا ایسہ وی ملاحظہ ہووے۔

سایہ سی نور دا تے رہیا نوریاں دے کول
 کملی دی چھاں بنائی گنہ گار واسطے

○

ظہوری بیکساں نے شکر دے سجدے ادا کیتے
 ازل توں غمزہ سوچاں، وچاراں مسکرا پیاں

○

میرے نبیؐ دے نور دا ہویا جدوں ظہور
 میرا خدا دی ذات تے ایمان ہو گیا

خالق دی تاہنگے درشن نوں، مخلوق دی ترسے دیکھن نوں
 کسے کول بلا کے دیکھ لیا، کیسے در تے جا کے دیکھ لیا

”نوائے ظہوری“ راہیں ظہوری جتھے نعتیں دے نذرانے عقیدتوں دے
سجڑیاں نال پیش کرداتے جتھے نوائے ظہوری دی بسم اللہ حمد توں ہندی اے۔ اوتھے
اوبدی انتہا وی کر بلاں دی تھلاں توں نیڑے نہیں ہندی، لکھدے نیں۔

ہر کوئی انج تے پڑھدا اے قران پارے رات دے
اک ایسی منزل آؤندی اے نیزے تے ساؤنا پیندا اے
جدوں گل مقتل تک ای جا پہنچے تے رقص بسل توں ارے کدوں مکدی تے
رقص!!؟ رقص دی حقیقت اودوں تک کتھے کھل دی اے جے نچ کے نہ دیکھا
جائے۔ شاید ایہو سبب اے کہ ظہوری نچ کے یار مناوں دے وی قائل اے۔ تے
تھیا تھیا دی لے سر نال لے کے کافی تائیں اپڑن وچ کامیاب نظر آؤندا اے۔

حد عقل دی بہت اوریرے
سدا عشق مقام اگیرے
کس کم اکھیاں دا چانن
جے دل وچ ہون ہنڈے
کوئی رانجھا ہوئے تے ویکھاں
انج جوگی پھرن بہترے
تینوں ملسی یار ظہوری
کدی واج تے مار سویرے

تے جدوں ظہوری سویرے اٹھ کے واج ماردا اے۔ تے اوہنوں حیرانی واجاں مارن
لگ پیندی اے۔ تے انج لگ دا جنویں قصور شہرتوں لے کے دور دور نوری خلقت
واجاں مار ری پئی۔

تے ظہوری جس لگن

تے عقیدت دا اظہار کردا جا رہیا اے۔ ایہہ ظہوری ای دا حصہ اے۔ رب ایہنوں
تے ایہدے قلم نوں بسی ساری حیاتی دیوے

اختر سیدی
روزنامہ سعادت، فیصل آباد

وارثِ مسلکِ حسان محمد علی ظہوری

جے پاکستان وچ ”نعت خوانی دی تاریخ“ دا ویروا کیتا جاوے تے ایسہ گل ایس
تاریخ دے ہر پڑھن والے نوں منی پوے گی جے محمد علی ظہوری پاکستان دا اک اچا
تے سچا اوہ نعت گو تے نعت خوان ایس جنے پاکستان وچ نعت گوئی تے نعت خوانی نوں
اک نواں انگ دتا ہے۔ جیہڑا سنن والیاں دے انگ انگ وچ رچ گیا اے تے
ظہوری ہوراں دیاں نعتاں ایہدے خاص رنگ وچ تھان تھان تے پڑھیاں جا رہیاں
نیں۔ ایس نویں دور وچ پاکستان دے بوہتے پرانے نعت خوان اچے تیک بھیرویں
دے ”انگ“ تے تلنگ دے انگ وچ رنگے ہوئے نیں اوہ نعت نوں راگ دے
الاپ تے لے دی تھاپ تے چاڑھ کے سنن والیاں دے جذبات نوں اپنے نال
سنگ ٹور کے لے جان دے نیں پر جیہڑی گل ظہوری ہوراں دے نویں انگ وچ
اے وہ ایس پرانے ڈھنگ وچ نہیں لہ سکدی۔

ظہوری جدوں نعت شروع کرا اے تے ایسہ وی آلاپ کرا اے پر ایسہ الاپ
انج جاپدا اے جیویں کوئی عرب دے صحرانواں وچ بھلا راہی عرب دے ماہی نوں ادب
نال لمی واج مار رہیا ہووے۔ ظہوری دی نعت دا الاپ ای یا رسول اللہ ہندا اے۔
ظہوری یا رسول اللہ دے حرفاں نوں دلاں دی پکار بنا دیندا اے اوس ویلے انج جاپدا
اے جیویں یا رسول اللہ دی می یا د مصطفیٰ الف ایمان مصطفیٰ رے ریاض مصطفیٰ سین
سرور مصطفیٰ تے واؤ والضحیٰ تے لام لولاک لما بن جاندا اے تے الف اللہ دا ایمان لام
لوح و قلم دا سامان تے ہ تک و مہموسہ دی جان بن جاندی اے۔

ظہوری سراں دے وچکار مرکیاں ویں پاندا اے اوس ویلے انج لگدا اے جیویں
کوئی عشق نبی دا کٹھیا ہویا ساوے روخے دی چھاں تھلے رو رو کے ہلکان ہو گیا
ہووے تے ہن اوہ تھک ہار کے نکلے نکلے ساہ لین لگ پیا ہووے۔ کوئی منے یاں نہ
منے میں تے اپنے یار ظہوری نوں خدا دے یار دا سچا عاشق جان دا ہاں۔ میں ظہوری
ہوراں دے عشق دیاں سو سوار ترنگاں ویکھیاں نیں۔ کدے کدے اوہ سرتوں وکھ
عقیدت دے سوز وچ انج رچ جاندا اے کہ اوہ آپ تے نہیں نظر آوندا پر اوہدی
آواز کناں وچ رس گھولدی رہندی اے تے سنن والیاں دی جند سوچاں وچاراں تو
اگے لنگھ کے مدینے دی راہواں وچ ڈولدی رہندی اے ظہوری جدوں نعت دا شعر
پورا پڑھ لیندا اے تے سنن والیاں دے سینے وچ ٹھنڈ پے جاندی اے دل عقیدت
دے سجدے کرن لگ پیندا اے تے روندیاں اکھاں وچ حضور پر نور دا سرور وں جاندا
اے تے سچ کجے ہاسے کھل جاندا نیں۔ ظہوری اک تھاں تے آکھدے نیں۔

ظہوری بیکساں نے شکر دے سجدے ادا کتے

ازل توں غمزہ سوچاں وچاراں مسکرا پیاں

محمد علی ظہوری اک سچا تے سچا نعت خوان اے ایہدے وچ پیشے وراں آلی کوئی
گل نہیں ایس دیوچ رسول مقبول دا سچا عشق اے نعت خوانی وچ ایہو عشق دی
وڈیائی اے۔

محمد علی ظہوری جیویں جسے دا باریک تے لطیف اے اوسے طراں اوہ نعت خوانی
وچ وی بڑا باریک تے لطیف اے ظہوری نعت دے مزاج نوں بڑا جان دے نیں۔ عجز
تے انکساری، سوز تے گداز، وچھوڑے دا احساس ایہناں دے کلام دی جان ایس اوہ
جدوں نعت پڑھدے نیں تے انج جاپ دا اے جیوں الفاظ آپ بول رہے نہیں اوہناں
دی نعت وچ فنی باریکیاں تو اڈ عقیدت دا سچا اظہار ای سب کجھ اے۔ جدوں اوہ
نعت پڑھدے نیں تے اوس ویلے عقیدت نوں اکھاں دے سامنے رکھدے نیں نعت
پڑھن دینال نال اوہ سنن والیاں دے چہرے وی پڑھدے نیں۔ اہ کدے نہیں ہویا
کہ کٹھ تے ان پڑھاں دا ہووے تے اوہ فارسی کلام شروع کر دین ایہناں وچ ایہہ

گل نہیں اوہ اپنے سنن والیاں دی امنگ تے اپنے عشق دے رنگ نوں کٹھیاں رکھدے نیں۔ ہن جدوں اوہ نعت خوانی دے صدقے کئی واری حج دی سعادت حاصل کر آئے نہیں اوہناں دے ایس رنگ وچ ہور وادھا ہو گیا اے۔ ہن جدوں اوہ نعت پڑھدے نیں انج لگدا اے جیویں کوئی مٹھل منٹھار مدنی دا عاشق ساوے گنبد دی جالی نوں پھڑکے بڑے پیار نال سرکار نوں اپنے دل دی پکار سنا رہیا ہووے۔ میں ظہوری ہوراں دا ناں ۱۹۵۶ء وچ سنیا سی اوہدوں آپ تصور وچ مولانا محمد شریف نوری مرحوم دے مغفور دی کچھ نال ماہوار رسالہ ”نور و ظہور“ کڈھ دے سن تے میں انہماں دے اپنے اخبار سعادت دا جمعہ ایڈیشن گھلدا ہندا ساں ساڈی ایہہ ان ڈٹھی دوستی اللہ دے فضل نال قائم رہی۔ بھلا ہووے تصور دے معروف پنجابی شاعر خلیل آتش دا جنے مینوں دس ورہیاں بعد ۱۹۶۶ء وچ ایناں نال ملا دتا۔ میرا تے ظہوری ہوراں دا انج کٹھیاں ہوناں ساڈے بوہتے دوستاں نوں انہونی گل جا پدی اے۔ ایس لئی کہ ظہوری اک زاہد باصفا تے بندہ اک رند بے ریا اے۔ خیر اسی مل گئے آں تے اللہ دے فضل نال کٹھے رہواں گے۔ مجلس حسان پاکستان نے ساڈے ساہ سانجھے کردتے نیں تے اسی ہن اک دوہجے توں دکھ نہیں ہو سکدے۔

محمد علی ظہوری ہوراں ۱۹۶۶ء وچ ای مجلس حسان پاکستان دا مڈھ رکھیا سی۔ ظہوری ہوری ہن شہرت دے جس مقام تے نیں میرا ایہہ عقیدہ اے کہ ایہہ ساری کرم نوازی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ دی ذات بابرکات دی اے۔ ایہہ ظہوری دا ای حصہ اے جس نے دربار رسالت دے پہلے نعت گو شاعر تے نعت خواں حضرت حسان بن ثابت دے نال دا جھنڈا پاکستان کیہ پورے برصغیر وچ لہرا لوکاں نوں دسیا کہ نعت گوئی تے نعت خوانی دا کیہ مقام ایں۔

گل بندے دی

بندے کئی دنیاں دے بندے نیں۔۔۔۔۔ اک اوہ جھہڑے فرشتیاں توں وی
 اچے 'اچے ای سچے۔۔۔۔۔ جنہادی وڈیائی وی رب وی سونہ کھاندا۔۔۔۔۔ فرش
 اوہناں دے قدماں دی دھوڑ عرش اوہناں دی پگ دا شملہ۔۔۔۔۔ نظر اوہناں دی مٹی
 نوں سونا بنا دین والی۔۔۔۔۔ تے ایک ہمارے نیویں توں نیویں۔۔۔۔۔ ظہوری وی ہمارے
 ساتھ ای ہووے گا۔ ظہوری ہنن توں پہلاں۔۔۔۔۔ پر۔۔۔۔۔ جدوں ایس ظہور
 دے نور ظہور دے منگتے نوں حضور دی نظروں حضوری ملی ہووے گی۔۔۔۔۔ تاں اوہ
 تاہیوں ای ایڈا اچا تے میرے درگیاں توں اک دکھری شے بن گیا ہووے گا۔۔۔۔۔
 تے فیر میں جھہڑے مرنے نوں کیوں نہ ابھدے جیوں پیار تے رشک آوندا ہووے
 گا۔۔۔۔۔ مینوں ای نہیں 'تہانوں وی' ساری خدائی نوں۔۔۔۔۔ کیوں جے اوہدا
 ہون والے دی ساری خدائی ہو جاندی اے۔

تیرا ہو گیا ہوں جب سے میری ہو گئی خدائی

مرشد جہات کرم دی پائی!

ٹرپئی میرے مفر خدائی!

ایہہ بندے دی نظر دا صدقہ ای سی۔۔۔۔۔

قدماں وچہ ڈگے بیگانے

اپنے نوکھ ہوئے دیوانے

حیاتی جدوں روح دے پینڈے پینڈی اے تے تاں پیار دی ہوند جگ دی ہر

انہوند نوں چگھدی جاندی اے۔۔۔۔۔ دنیا فانی ایں۔۔۔۔۔ پر بندے دا سفر ایڈا
وی ان مکناں نہیں۔۔۔۔۔ بندہ مجبور سہی پر بندے دی ہر مجبوری وی مک جاندی
اے

مک گئی میری ہر مجبوری
مینوں جگ نے کہیا ظہوری

۔۔۔۔۔ کیڈیاں پیاریاں گلاں کروا اے پارے دیاں۔۔۔۔۔ دلارے
سجھارے سہارے نیارے نظارے دیاں۔ پیار کیوں نہ آوے
۔۔۔۔۔ پیار دی کیا ای بات !!

نور نوں پیار آیا، ملکڑے ای ہر شے حضور نوں سو گھی چا کیتی حضور نوں پیار
آیا تاں اپنی چادر مبارک عطا کردتی۔

ظہور نوں پیار آیا تاں محمد علی ظہوری بنا چھڈیا۔۔۔۔۔ جمدی نوائے
ظہوری۔۔۔۔۔ بقائے ظہوری۔۔۔۔۔ سبحان اللہ !!

”جنہل تے ہو گئی تیری نظر اوہ تر گئے ساقی“

ایہنل ای ترن والے تے تارے گیاں چوں۔۔۔۔۔

ظہوری دے قصیدے دا نزلا سوز ہندا اے
تری تعریف گو پہلے ہزاروں کر گئے ساقی

تنویر بخاری

مسند حسان واوارث۔ محمد علی ظہوری

نعت نے رسول پاکؐ دینی پاک حیاتی وچہ اک باقاعدہ فن دی شکل اختیار کر لئی سی۔ رسول کریمؐ دی وڈیائی کرن دا سلسلہ اوس ویلے شروع ہو گیا سی جدوں سرور کائناتؐ دی عمر مبارک اچے چند دنوں دی سی تے حضرت ابوطالب نے آپؐ دی سب توں پہلی نعت لکھ دتی۔ نعت پڑھن دا ایسہ مبارک سلسلہ اس توں بعد حضرت حسانؓ کعب بن زہیرؓ تے عبداللہ بن رواحہؓ توں حنا اج دے دور وچہ محمد علی ظہوری تیکو اپڑ جاندا اے۔ کیوں جے حضور نبی کریمؐ نے اپنے درباری نعت خواں حضرت حسانؓ واسطے امیر دعا (میرے اللہ جبریلؑ دے ذریعے حسانؓ دی مدد فرما) فرما کے قیامت توڑی آؤن والے نعت خواں نوں نعت پڑھن دی توفیق عطا کر دتی اے۔

پاکستان بنن توں بعد جھڑے لوکاں نے ایس مقدس صنف نوں نواں رخ نئے نویں روح دتی اے۔ اونہاں وچہ اک سرکڈھواں نال الحاج محمد علی ظہوری دا اے۔ اک دور سی جدوں بعض خطیب تے واعظ حضرات نعت خواں نوں اپنی تقریر توں پہلے صرف بندے اکٹھے کرن واسطے نعت پڑھواندے سن۔ تے نعت خواں صرف انہاں دا ”بستہ بردار“ مسجھیا جاندا سی۔

محمد علی ظہوری ہوراں نعت خواں نوں حاشیہ برداری توں کڈھ کے اوہدی عزت نوں چار چن لا دتے نیں تے اج ہر علمی، ادبی، ثقافتی تے سرکاری محفلاں دی ذکر محبوب الہی نال گونجن لگ پیاں نے۔ بلکہ ظہوری ہوراں دے دم نال تھان تھان تے قریہ قریہ نعت رسولؐ دیاں محفلاں برپا ہو رہیاں نے۔ اس کار خیر دا سہرا بلاشبہ محمد علی ظہوری ہوراں دے سرتے سج دا اے۔ جنہاں مسلک حسانؓ دی مسند نوں سنبھالیا تے نعت دے فروغ واسطے دن رات کم کیتا اے۔

خوش قسمتی نال ایس دور نوں دو اجیہاں روحاں نصیب ہویاں نیں۔ جو آپو وچہ اک جان تے دو قالب نیں۔ میری مراد شہنشاہ نقابت الحاج اختر سیدی تے الحاج محمد علی ظہوری نال اے۔ سیدی ہوری پورے ملک چہ نعت پڑھن تے سنن والیاں وچہ بٹے دا کم کر دے نیں۔ تے اک ماہر کاریگر وانگوں جیویں اوہ برقی تاروں دے

سرے پھڑکے آپو وجہ جوڑ دیوے تے اوہدے وچہ برقی رو گزرن لگ پندی اے۔
 ایس طرح سدیدی ہوری جدوں محمد علی ظہوری ورگے عشق رسول وچہ کٹھے ہوئے
 نعت خواں دی پرسوز آواز دیاں تاراں نوں محفل نعت وچہ بیٹھے ہوئے لوکاں دے
 محبت رسول وچہ بھرے ہوئے دلاں نال جوڑ دیندے نیں۔ تے فیرانج لگدا اے جیویں
 مدینے پاک دے پاور ہاؤس دیاں نورانی تجلیاں نال ساری محفل دی نور و نور ہو گئی
 ہووے۔

محمد علی ظہوری ہوراں نعت رسول دے ذریعے لوکاں وچہ محبت تے عشق
 رسول دی اوہ قرنا پھوکی اے۔ کہ لوک ہر پاسے آکھدے پئے نیں۔

میں لبھ کے لیاواں کتھوں سوہنا تیرے نال دا

ظہوری ہوریں نعت خواناں چوں نوہکلے ایس کر کے لگدے نیں جے اونہاں
 پیشہ ورانہ انداز نوں بالکل لاگے نہیں لگن دتا۔ اوہ جدوں اپنے باریک جھے جھے
 وچوں باریک جھی آواز کڑھ دے نیں۔ تے انج لگدا اے۔ جیوں شعر اونہاں دے
 حلق چوں نتیں بلکہ دل چوں اہل اہل کے نکل رہے نیں۔ نعت پڑھدیاں ظہوری
 ہوراں دا پورا وجود بذات خود نعت دے کیف وچہ تحلیل ہو جاندا اے۔ جدوں اوہ
 آکھدے نیں۔

نوری کھڑا نالے زلفاں کالیاں

صدتے واری جاوَن وکھن والیاں

اوس ویلے انج ہوندا اے۔ جیویں اوہ خود گنبد خضریٰ دے مکین دے ساہنے
 کھلوتے ہودن تے اپنے آگے بیٹھے ہوئے عاشقان رسول نوں دعوت نظارہ دیندے
 ہودن۔

محمد علی ظہوری اک اجھے نعت گو تے نعت خواں نیں۔ پئی جدوں اوہ نعت
 پڑھن واسطے کھلوندے نیں۔ لگدا اے۔ جیویں اوہ حضور دے روبرو کھڑے ہودن۔
 نگاہواں جھکیں ہویاں۔ آواز احترام توں دھیمی پر اپنی وی نہ پئی سنی نہ جاوے۔ تے
 نہ اپنی اپنی پئی بے ادبی دا گمان ہون لگے۔ بس عشق ٹھلاں مار دا آوندا اے۔ تے

ادب قربان پیا ہواندا اے۔ ایس محبت دی کیفیت ویلے اوہ اپنے آپ نوں کلیاں نہیں سمجھدے۔ جدوں اوہ نعت سرا ہوندے نہیں اوہ ایس سرور نوں ساریاں دے دلاں وچہ بھردے جاندے نہیں۔ اوس ویلے انج جا پدا اے جیویں ساری کائنات ہر شے بھلا بھلا کے نعت رسولؐ وچہ مشغول ہو گئی ہووے۔ ایسہ وجدانی کیفیت دوہجے نعت خواناں وچہ پیدا نہیں ہوندی۔ ایس کر کے لوگ ہر محفل وچہ محمد علی ظہوری ہوراں دی منگ کر دے نہیں۔

بندہ بڈھا ہو جاندا اے پر محبت جوان رہندی اے۔ تے جدوں ایسہ محبت دوجہاناں دے والی نال ہووے تے بندہ اکسیر بن جاندا اے۔ رسول پاکؐ دی محبت دل وچہ رکھ کے شعر لکھنا بڑا ملوک تے اوکھا مرحلہ اے۔ ایس مقام تے اپڑ کے جذبات دے نال احترام دے پلے نوں قابو رکھنا اوکھی کار اے۔ اصل وجہ احترام دے نال جذبات نوں روکن توں ای چنگی نعت وجود وچہ آوندی اے۔

اوتھے تے بایزیدؒ جیسے دم نہ مار دے
کتھے ظہوری کتھے گدائی حضورؐ دی

محمد علی ظہوری دی نعت خوانی صرف خوش بیانی تے خوش الحانی نہیں۔ بلکہ محبت دا جوش تے عقیدت دی فروانی ایس۔ ظہوری ہوراں کول اک حساس دل دے نال نال ذہن رسا وی اے۔ شعور دی پختگی نے ایہنوں دونوں صلاحیتوں نوں نکھار دتا اے۔ تے کلام وچہ اثر انگیزی پیدا کردتی ہے۔ میاں محمد جہلمی دے بقول۔

درد منداں دے سخن محمدؐ دین گواہی حالوں
جس پلے پھل بدھے ہوں خشبو پئے رومالوں

حضور اکرمؐ دے دردی حاضری ویلے اوس شہر خٹک دیاں عظمتوں دا اظہار ظہوری ہوریں اک انوکھے رنگ وچہ بیان کر دے نہیں۔ کیوں جے اوس پاک آستان دا ظہوری ہوراں کئی داری نظارہ کیتا اے۔ تے شہر محبت دی عقیدت دا رنگ اونہاں تے دکھرایا اے۔

روضے دے چوہیرے نہیں غلاماں دیاں ٹولیاں

اک پیا نے اوتھے لکھاں دیاں بولیاں

نبی پاکؐ وی نعت نے ظہوری ہوراں وچہ خدا خونی، حلیمی، بروباری، پاک
بازی تے دردمندی ہنگوائی اے۔ تے اپنے عشق رسولؐ نوں بڑے من کھجویں۔ تے
سریلے ڈھنگ نال شعری روپ وچہ ڈھال دتا اے۔ ایسہ گل بلاشبہ آکھی جا سکدی
اے کہ ظہوری ہوریں اہل پاکستان تے خاص کر اہل عشق رسالتؐ دی متاع عزیز
تے گوہر نایاب نیں۔

محمد علی ظہوری ہوراں دے فن تے حیاتی بارے تفصیلی تبصرہ کرنا نہ میرا مقام
ایں تے نہ میرا منصب۔ میں تے صرف ایس صاحب کمال دی پیش خوانی دا شرف
حاصل کیتا اے۔ جہڑا حقیقت وچہ بارگاہ رسالتؐ دے نعت خواں حضرت حسانؓ دی
مسند دا وارث اے۔ دعا اے پئی ظہوری ہوراں دے شوق، عشق تے ہک دے ساڑ
نوں بارگاہ رسالتؐ وچہ ہور پذیرائی ملے۔ تے اوہ عقیدت والیاں دے دلاں نوں ہور
گرماندے تڑپاندے رہن۔

محمد علی ظہوری تے پنجابی نعت

کلیم شہزاد (بورے والا)

ایسہ کون جاندا سی پئی اج توں کئی ورہے پہلاں اک پنڈ (ارائیاں والا) چوں
کھدر وی چادر تے کرتے وچ شہر (تصور) آون والا بندہ ہزاراں دلاں وی دھڑکن بن
جاوے گا۔ اوس ویلے خورے لوک اوسدے کپڑیاں نوں دیکھ کے مونہ پھیر لہندے
ہون گے۔ اوس سدھے سادے تے ساد مرادے پنڈوا تعارف اوہدی اپنی زبان انج
اے:

گھیاں	وچ	آوارہ	ساں	میں
بھ	توں	ودھ	نکارہ	ساں
اپنے	کول	بٹھاندے	نہیں	سن
بیگانے	مونہ	لاندے	نہیں	سن
ککھ	چنگے	سن	میرے	کولوں
لکھ	چنگے	سن	میرے	کولوں

پر جد اوسدی معصوم آواز کناں وچ رس گھولدی تے لوک بے وسے ہو کے
اوسدے دل پار کرن لئی اگانہ ودھدے۔ پھیر ایسہ آواز ویکھدیاں ای ویکھدیاں
ہواواں تے فضاواں وچ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم دیاں سونیاں تے سن
مونیاں نعتل دیاں باشاواں تے مہکاں کھارن لگھن۔ ایس نوہکلی تے مٹھڑی
آواز نے نعت ای اپنی زندگی دا مقصد بنا لیا۔ دل وچ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وی سچی

محبت ای وار وار روضہ حبیب دی دید دی سعادت بخشیدی اے۔ درد تے سوز و گداز وچ ڈبی ہوئی ایسہ آواز محمد علی ظہوری ہوراں دی اے۔

جدوں محمد علی ظہوری ہوریں کھڑے ہو کے بارگاہ رسالت وچ نذرانہ پیش کر دے نیں، اودوں اوہناں دی کیفیت بڑی عجیب ہندی اے۔ اکھاں بند، آواز وچ سہک، لے وچ تڑپ تے کھڑے اتے خورے کپہہ کپہہ درد دی لذت پاروں کیفیات اپنا روپ کھنڈاندیاں جا پدیاں نیں۔

جے اسیں اوہناں دی خاص طور تے پنجابی نعتیہ شاعری دا مطالعہ کر لے تے سانوں ہجر وچھوڑے تے درد دیاں رنگ برنگیاں مورتاں اکھراں راہیں بولدیاں جا پدیاں نیں۔ سانوں ایسہ وی محسوس ہوندا اے پئی اوہناں نوں اپنے دل دیاں نگہیں تے سچھیں جذبیاں نوں اکھری روپ دین لئی لوک ادب توں وی مدد لینی پئی اے تے اوہناں دیاں سوچاں جھٹ لوک ادب ول جھکدیاں نیں، تے او تھوں دل دیاں مراداں پاندیاں نیں۔ اوہ صرف اپنی ای نعتیہ شاعری عوام وچ نہیں پڑھدے بلکہ ساڈے پنجابی صوفی شاعراں دا کلام وی پیار تے محبت پاروں ڈاڈھی ای عقیدت نال پڑھدے نیں۔ پنجابی زبان دے مشہور شاعر ڈاکٹر رشید انور ہوراں لکھیا اے :

”ظہوری ہوراں تے ایسہ رب دا خاص کرم اے کہ اوہناں نوں اک وقت وچ دو فن، شاعری تے موسیقی آمیز ترنم میسر آئے نیں۔“

جد کہ اردو دے منے پرمنے شاعر احمد ندیم قاسمی ہوراں دے بقول :

”جناب ظہوری قصوری کی ذات میں نعت خوانی اور نعت گوئی کے

جوہر نہایت خوبصورتی اور توازن کے ساتھ جمع ہیں۔ عقیدت اور خلوص کی

جو آگ ان کی نعت خوانی میں حدت اور روشنی پیدا کرتی ہے وہی ان کی

نعت گوئی میں لفظ لفظ کو چمکاتی اور دھڑکاتی چلی جاتی ہے۔“

اوہناں دے قلم دی الیہکی ہوئی ہر سوچ تھیں مہکدے اکھراں تے

مصرعیاں چوں محبوب خدا دی ذات بابرکات نال ڈاڈھی عقیدت تے ساہ ساہ وچ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دی محبت تے سچا عشق مہکاں ونڈوا محسوسدا اے۔ انج

جا پدا اے پئی اوہناں دی روح سرکار دے پاک روضے دے دیدار لئی ہر ویلے تڑپدی

تے سہکدی رہندی اے۔

اوہناں بے شک اردو نعتاں دی لکھیاں نہیں پر جھڑا رنگ، سوز و گداز تے عوامی انداز اوہناں دیاں پنجابی نعتاں وچ جھلکاں تے لشکارے ماروا اے، اوہ ہور کتے نظر نہیں آؤندا۔ جے ایسہ آکھ وتا جاوے پئی ظہوری ہوراں روایت حسانؓ نون عوام وچ مقبول کیتا اے تے سرکار دی نعت گوئی دے مشن نون دربار رسالت دے عظیم شاعر حضرت حسانؓ بن دی یاد وچ ”مجلس حسانؓ“ قائم کر کے اک نویں روح دتی اے، تے غلط نہیں ہووے گا۔ اوہناں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دی نعت خوانی دا شوق ودھایا اے۔ مرحوم پیر فضل گجراتی ہوراں اک تھاں فرمایا اے:

ابہدی کے کولوں بھاویں نعت سنئے، عشق نبیؐ دا دلاں وچ جاگ پیدا اے
اگانہ فرماندے نہیں:

اک اک شعر نون مڑ مڑ کے سنن دے لئی پئی محفلاں وچ فرمائش ہووے
محمد علی، پہلاں صرف محمد علی سن، جد پیر کامل اعلیٰ حضرت میاں ظہور الدینؒ
ہوراں دی نظر خاص پئی تے محمد علی ظہوری بن گئے۔ ظہوری ہوریں اپنے مرشد دے
حضور نذرانہ پیش کردیاں ہویاں آکھدے نہیں:

مرشد جہات کرم دی پائی
رُ پئی میرے مفر خدائی

جد مرشد ہتھاں وچ ہتھ لے کر سدھیاں راہواں تے سجھیاں منزلان دا پتہ دسیا
تے اوہناں دے شوق دا بدل ودھیرا دسیا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دی آمد توں پہلاں ایتھے کفر تے ظلم دیاں انہ
ہنیریاں نے قمر کمایا ہویا سی۔ ظلمت دی خزاں ہر تھاں چھائی ہوئی سی۔ حضور دی آمد
ہوئی تے دنیا دی فضا ای بدل گئی۔ جگ دی تقدیر ہور دی ہور ہو گئی۔ خزاں اپنی
موت آپ مر گئی تے بہاراں نے چارے پاسے مہکاں تے خوشبو آں کھلاں چھڑیاں۔
دنیا حیران سی پئی۔

ایسہ کون آیا، جیہدے آیاں بہاراں مسکرا پیاں

کھڑے نہیں پھل تے کلیاں ہزاراں مسکرا پیاں
تے پھیر:

ظہوری بے کساں نے شکر دے سجدے ادا کیتے
ازل توں غمزدہ سوچاں وچاراں مسکرا پیاں
حضور صلی اللہ علیہ وسلم دی ذات وچ سموئے نور دے چمکن پاروں جہالت
دانہہرا مٹ گیا تے ہر تھاں سچا سویرا ہو گیا۔ کفر دے بت مونہ دے بھار ڈگ کے
چکنا چور ہو گئے۔

والضحیٰ مکھڑے تے وللیل زلفاں والی سرکار دے حسن دی جھال بھلا کون جھال
سکدا سی

جدوں ٹردا تے کر دی زمین سجدے، شجر و حجر نے مسیں نوایا اے
ظہوری ہوراں دے دل وچ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم دے مقدس روضے
دی دیدی دی سدھر ڈاڈھی اے۔ اوہ پل پل حضور دی یاد وچ تڑندے تے
مسہکدے نیں۔ اوہ فرقت دے غم دی دوا بارے خود ای دسدے نیں۔

لگے نال سینے دے روضے دی جالی
ایہہ فرقت دے غم دی دوا منگنا ہاں

اوہ مدینے ول جانڈیاں کسے نوں ویکھدے نیں تے اوہناں دے ہجروئے مارے دلڈیاں
دھڑکنناں ڈاڈھیاں بے قرار ہو جانڈیاں نیں:

جدوں لوکی جان مدینے مینوں چین نہ آوے
کد آوے گی میری واری چر دیاں آساں لائیاں
اوہ حضور صلی اللہ وسلم دیاں یاداں وچ لمنگھن والی حیاتی نوں ای حیاتی متھدے نیں
جو تیری یاد وچ گزرے حیاتی اوہ حقیقت اے
بناں تیرے ہے جو کجھ وی، فسانہ، یا سول اللہ

اونہاں دے دل وچ مدینے جان دی کئی چاہت اے:

ندا ہوداں ظہوری اوس ویلے دے گھڑی پل توں
جدوں ہوداں مدینے نون روانہ 'یا رسول' اللہ

اوہ آقا دیاں راہواں دی خاک نون چننا عین عبادت سمجھدے نیں:

جس راہ توں سوہنیا لنگھ جاویں 'اودھی خاک اٹھا کے چم لیناں
جد ہجر ستاویں' ناں تیرا اکھیاں نون لا کے چم لیناں

اوہ بندہ ڈاڈھا خوش قسمت ہوندا اے 'جیہنوں سرکار' روضے تے بلا لین:

ہندا اے کرم خوش بختاں تے سلطان مدینے والے دا
کوئی قسمت والا بن دا اے مہمان مدینے والے دا

ایسے لئی اوہ طیبہ دل جاندی داء نون منہ پڑے دیندے نیں:

نال اپنے اڑا لے جا' میرے اتھرو ہوائے نی
محبوب' نون رو آکھیں ہن ہور نہ ترسائے

کیوں جے بے قرار دل نون کسے گھڑی وی چین نہیں:

جس دل نون تانگھ مدینے دی' اوہنوں نہ کتے آرام آوے
بیمار مدینہ بچ جاندا' جدوں حاضری دا پیغام آوے

جیہنوں اکھیاں نے اک واری روضہ پاک ویکھ لیا' اونہاں اکھیاں دی ترف تے
دھڑکنناں دی مسہک سگوں ودھیری ہو جاندی اے۔ ہجر وچھوڑے پاروں بندہ نت
دعاواں منگدا اے:

دو جگ دیاں سوہنیا محبوبا! جس دن دا مدینہ ویکھ لیا
منگدا اے ظہوری روز دعا' ترے درتے پھیر غلام آوے

کسے منزل تیکو اپن لئی دلایاں ڈونگھائیاں بچ جذبہ سچا ہونا ضروری اے۔ سچی لگن
تے خلوص دے پراں دے بغیر منزل تے اپڑنا ناممکن اے:

پڑھ پہلا سبق عقیدت دا' جے لبھنا ایں راہ حقیقت دا

جدوں کسے دے دلایاں دھڑکنناں تے وگدیاں ساہواں وچ سچی عقیدت رچ چاندی

اے تے پھیراوس دے لیکھاں تے فرشتے وی رشک کر دے نیں۔
 ظہوری ہوراں دے نزدیک دکھیاں دا سہارا، بے چاریاں دا چارا، حضور دے
 منگتیاں دا گزارا، مسلماناں دیاں اکھیاں دا تارا، بلکہ مولا دا نظارا سرکار دی گلی اے۔
 کیوں جے اونہاں دا ایمان اے :

جس نوں ملی ظہوری محبت رسول دی
 اللہ دا فضل اوہدا نگہبان ہو گیا
 آئی اخیر وقت جدوں مصطفیٰ دی یاد
 مر جانا میرے واسطے آسان ہو گیا

اوہ حشر دے دیھاڑے کملی والی دی کملی دی چھاں ولے سچے دل توں چاہیوان نیں :

مرا ایمان اس دن حشر دے سرکار دا دامن
 بنے گا سبھ دی بخشش دا بہانہ، یارسول اللہ

مکدی گل ایسہ دے پئی محمد علی ظہوری ہوراں دیاں نعتاں وچ ساہواں دی
 مسہک، دھڑکنناں دی تڑف، سدھراں دی پکارتے مدینے اپڑن لئی وار دا انتظار اکھراکھر
 وچ رچیا ہویا اے۔ اپنی بحث اوہناں دے عشق بھنے الہیکھے ایہناں اکھراں تے ختم
 کرناں۔

جیوں جیوں گزرن وچ جدائی میرے سال مہینے
 تیوں تیوں اگ وچھوڑے والی ودھدی اندر سینے
 بخت جے چنگے ہون میرے پنچاں اوس زمینے
 آوے موت ظہوری جم جم، آوے شہر مدینے

نوٹ :- ایس مضمون دی تیاری لئی ”نوائے ظہوری“ (نعتیہ مجموعہ محمد علی ظہوری)
 چوں متن ورتیا گیا اے۔

لے آؤ ظہوری نون.....

لکھت علی محمد ملوک بورے والہ

سازے سوہنے تے سلکھنے ملک پاکستان دے شہراں تے پنڈاں دیاں کھلہاں
 ڈلہیاں فضاواں تے ہواواں وچ محمد علی ظہوری قصوری ہوراں دی مٹھڑی تے
 رسیلٹی آواز حضور دی پاک پوتر شخصیت نال عقیدت تے محبت دیاں مستلہاں
 خشبوآں ونڈ رہی اے اوہاندیاں لکھیاں ہویاں نعتاں بچیاں توں لے کے وڈھیاں
 تک دیاں زبانان تے صبح شام جاری رہندیاں نیں۔ ایسہ مقام تے رتبہ ظہوری ہوراں
 نون اوہاندے پیار تے نگہہ خلوص پاروں نصیب ہویا اے۔ اوہاندیاں لکھیاں
 ہویاں نعتل دے ہر اکھرچوں حضور دی نگہہی تے سچی شخصیت نال دل دیاں
 ڈوہنگاں وچ رچی بسی عقیدت دا اظہار لوکاں دے دلاں دیاں دھڑکنناں بن کے رہ گیا
 اے۔ اوہ زمانے تے اپنی پہچان دے حوالے نال لکھدے نیں،

جدوں دی نال نسبت دے مری پہچان ہوئی اے

مرے ماضی دی دنیا حال تے حیران ہوئی اے

محمد علی ظہوری ہوراں دی ساری نعتیہ شاعری دے وچ ایک تڑپ تے دل وچ
 وسن والی ایس خواہش دا اظہار تھاں تھاں تے لبھدا اے۔ پئی اونہاں کساہواں دی اخیر
 اپنے سچے محبوب دے قداماں سچ ہووے۔ ایس توں علاوہ اوہاندی ہور کوئی سدھر
 نہہیں۔ اوہ رسیں ہی بارگاہ وچ ہر ویلے ایسہ دعا کردے ہوئے نظر آؤندے نیں،

اڑا کے جو لے جائے پل وچ مدینے
میں اوہ کہاں والی ہوا منگناں ہاں

○○○

دنے رات ایہو دعا منگناں ہاں
مدینے چچ اپنی قضا منگناں ہاں

☆☆☆

جنت دی نہنیں خواہش مولا ایہہ تمنا ایں
محبوب دے قداں تے مری جان نکل جائے
کیوں جے اونماندا ایہہ پختہ ایمان ایں

جیہڑا رسول پاک توں قربان ہو گیا
سمجھو اوہدی نجات دا سامان ہو گیا
آئی اخیر وقت جدوں مصطفیٰ دی یاد
مر جانا میرے واسطے آسان ہو گیا

اونماندے ساہ ساہ تے دل دی ہر دھڑکن دے وچ اپنے پاک محبوب دے
دیدار دی سدھر ہر ویلے جاگدی رہندی اے۔ اونماندیاں نظراں دے ساہویں جدوں
وی گنبد خضرا دا منظر آوندا اے تے اک نشہ جیہہ چھا جاندا اے۔ اونماندے داغ
دے گلشن وچ یاداں دے رنگ برنگے پھل کھرن لگ پیندے نیں۔ اوہ اپنی دربار تے
حاضری دے خوش قسمت تے بھاگاں والے وقت نوں یاد کردیاں ہویاں آکھدے نیں،

جب مسجد نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے
جس وقت محمدؐ کا دربار نظر آئے

بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی
پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے

محمد علی ظہوری ہوراں دی سوہنی شخصیت نہ صرف پاکستان بلکہ دوجیاں کئی ملکوں
رج وی نعت دے حوالے نال خاصی جانی پچھانی جاندی اے۔ اونہاندے دل وچ نہ
صرف اک سچا عاشق شاعر جاگدا اے بلکہ پیارتے محبت وچ ڈبی ہوئی اونہاں دی
سرلی آواز اونہاندے خیالاں تے سوچاں وچ وی سچی عقیدت دا اظہار بھرویں انداز نال
لوکائی سامنے لیاؤن وچ اہم کردار ادا کردی اے تے اوہ اپنے قلم تے زبان راہیں لوکاں
وچ حضور دے سچے عشق تے محبت دیاں مہکاں ونڈدے جا پدے نیں۔ ایہہ حضور دا
ای صدقہ اے۔ پئی لوگ ہزاراں دی تعداد وچ اونہاندی آواز سنن تے صورت دیکھن
لئی جمع ہو جاندے نیں۔ نعت پڑھدیاں ہو یاں اونہاندے جسم تے روح تے وارو ہون
والیاں کیفیتل اونہاندے سچے عشق دی گواہی دیندیاں نیں تے سنن والیاں دے
دلاں دیاں تاراں نوں ہلا دیندیاں نیں۔ اک تھاں اوہ آکھدے نیں

مرے آکے منزل قدم چومتی ہے
کہ ایسا مجھے کارواں مل گیا ہے

○○○

اوتھے تے بایزید جھپنے دم نہ ماروے
کتھے ظہوری، کتھے، گدائی حضور دی

اونہاں نے اپنے بارے ایک ہور تھن تے لکھیا اے

مینے وچ یاد دینے دی ہنہاں تے نام محمد دا
میرے تے ظہوری ڈاڈھا اے احسان دینے والے دا

اونہاں نے عشق تے پیار دی ایس دوات نوں لوکاں توں لکا کے نہہیں رکھیا

بلکہ ایہہ دوات اوہیں وچ کنہلے دل نال ور تھن تے نیں

نذرِ خلوص

اختر سعیدی روزنامہ جنگ کراچی

نعت اکھنہ صاحب قرآن کی
پیروی ہے حضرت حسان کی

وہ ہے نعت پیبر آپ کا
کتنا روشنا ہے مقدر آپ کا

آپ کا دل عشق سے معمور ہے
زندگی مثل چراغ طور ہے

دلکشی ہے آپ کے اشعار میں
روشنی ہے آپ کے افکار میں

ترجمان اہل سنت آپ ہیں
جاں نثار اہل بیعت آپ ہیں

واقف روح شریعت آپ ہیں
وارث راہ طریقت آپ ہیں

آپ کے شعروں میں فکر و آگہی
رقص کرتے ہیں مثال زندگی

معترف سارے دلہستل آپکے
پیش رو احمد رضا خاں آپ کے

آپ ہیں سچے ثنا خواں رسول
آپ کو حاصل ہے عرفان رسول

پیش ہو کر خدمت سرکار میں
شعر کہہ کر مدحت سرکار میں

زندگی پائی ظہوری آپ نے
روشنی پائی ظہوری آپ نے



نذر ظہوری

اکرم باجوہ

خلد سخن میں بور لگا ہے
ہر جذبہ انگور لگا ہے

تیری نعت کے آئینے میں
ذره طیبہ طور لگا ہے

تیرے قلم پر رحمت برسی
مصرعہ مصرعہ نور لگا ہے

تیری نعت کا جھلمل آنچل
موج زلف حور لگا ہے

عشق نبیٰ میں بھیگا لہجہ
سرشار و مخمور لگا ہے

سوختہ بخت ظہوری شاہا
آپ کے غم میں چور لگا ہے

قطعات

کیسے باطن لکھوں کیسے ترا ظاہر لکھوں
تجھ کو خوش لہجہ لکھوں لہجہ کا ماہر لکھوں
باغ طیبہ کے چمکتے ہوئے بلبل تجھ کو
نعت خواں لکھوں تجھے نعت کا شاعر لکھوں

بار غم کو گھٹایا ظہوری قصوری
نعت خوانی خیر الوری کے طفیل
ہر خوشی کو بڑھایا ظہوری قصوری
کس قدر نام پایا ظہوری قصوری

تو جس محفل میں لب کو کھوتا ہے
تو دربار رسالت میں ہمیشہ
تری قسمت کا لکھا بوتا ہے
فقط توصیف کے گل توتا ہے

کس شان سے گزرتے رہے تیرے ماہ و سال
اللہ رے ظہوری تیرے فن کی وسعتیں
تعریف مصطفیٰ ہے ترا مرکز خیال
پھیلا ہوا ہے حد نظر تک ترا کما

کوئی نغمہ سرا یوں ہو رہا ہے
پڑھی جس انجمن میں نعت تو نے
کہ جیسے کانوں میں رس گھولتا ہے
کرم کا دریا ٹھاٹھیں مارتا ہے

لبریز رہا جب محمدؐ سے ترا دل
 بختی ہے شبِ غم سرِ مرگاں تری محفل
 قرباں میں تری نعتِ سرائی کے ظہوری
 کعبہ تری منزل ہے مدینہ تیری منزل

اللہ و غنی کیا تری قسمت ہے ظہوری
 تو نعت کی محفل کی ضرورت ہے ظہوری
 اعزاز یہ پھیلا ہے ترا نصفِ صدی پر
 تو شاعرِ دربارِ رسالت ہے ظہوری

ہلالِ جعفری



خراج عقیدت

سراپا عقیدت نوائے ظہوری
 مرادوں کی منزل ثنائے ظہوری
 ظہوری کے نعمات قدسی دوائی
 دلوں کی ہے دھڑکن صدائے ظہوری
 نوازیں پذیرائی سے اس کو آقا
 جو مانگے نبیؐ سے وہ پائے ظہوری
 دلوں میں اجالا ہو اسمِ نبیؐ سے
 چراغ یقین یوں جلائے ظہوری
 شہِ حرم سے ہو خاص نسبت میر
 قبول اس طرح ہو دعائے ظہوری
 نہ کیوں شعر ہوں اس کے محبوب عالم
 کہ حسانؑ ہیں رہنمائے ظہوری
 ملے بار بار اس کو اذنِ حضوری
 مدینے میں نعتیں سنائے ظہوری
 لٹائی بہرست خوشبوئے مدحت
 رضا نور جاں ہے صدائے ظہوری

پروفیسر محمد اکرم رضا

محمد علی ظہوری کی نذر

تنویر ظہور

مجھے تنویر ایسے شخص کے بارے میں لکھنا ہے
 وہ جسکی نعت خوانی کا زمانے بھر میں چرچا ہے
 وہ جسکے نطق میں پاکیزگی کا کیف شامل ہے
 زیارت شہر ختم المرسلین ہی جسکی منزل ہے
 رسول پاک کی الفت سے جو سرشار رہتا ہے
 جو عشق مصطفیٰ دل میں با کر نعت کہتا ہے
 وہ جس نے مجلس حسان کی بنیاد ڈالی ہے
 غلام اسکا وہ کہلاتا ہے جسکی کملی کالی ہے
 وہ جب پڑھتا ہے نعتیں اسکے منہ سے پھول جھرتے ہیں
 قدم جب وہ بڑھاتا ہے تو رستے ساتھ چلتے ہیں
 بڑی حیثیتیں ہیں نعت کے میدان میں اسکی
 نہ کیوں تکریم ہو عزت ہو پاکستان میں اسکی
 مدینے تک جگا آیا ہے وہ آواز کا جادو
 بہت کم دیکھنے میں آیا اس انداز کا جادو
 وہ جس کے بارے میں دانشوران قوم کہتے ہیں
 ظہوری ہیں قصوری ہیں مگر طیبہ میں رہتے ہیں
 ظہور اپنی دعا ہے بارگاہ رب العزت میں
 کمی آنے نہ پائے اس عظیم انساں کی عظمت میں
 رہے اس کی صدا پر حضرت حسان کا سایا
 کہ یہ حساس شاعر ہے مری دھرتی کا سرمایا

مدیہ عقیدت

ممتاز نعت گو شاعر محمد علی ظہوری کی عمرے سے واپسی پر

مزاج عرش پر پہنچے نہ کیوں مرے جی کا
ہے لب پہ ذکر محمد علی ظہوری کا

ہے دل میں عشق نبی آنکھوں میں مدینہ بھی
اسی چراغ سے روشن ہے اس کا سینہ بھی

مدینہ اس نے کئی بار دیکھ رکھا ہے
خدا کی سوچ کا شہکار دیکھ رکھا ہے

خٹنگلی ہے صدا میں کھنک ہے لہجے میں
چلے تو پھول بچھائے بہار رستے میں

سماعتوں کو عطا کی ہے اس نے گہرائی
چمن کی سبج پہ اتری ہو جیسے پروائی

حروف نعت میں کرتا ہے یہ جو استعمال
سنواتے ہیں وہ انسانیت کے خدوخال

نبیؐ کا ذکر یہ کرتا ہے اس قرینے سے
بلاوا آتا ہے ہر بار اسے مدینے سے

خیال اس کو نہ آیا کہیں بھی دوری کا
رہا ظہور وہاں ہمسفر ظہوری کا

اقبال راہی



محمد علی ظہوری

رفیع الدین ذکی قریشی

نسبت علیؑ سے اور محمدؐ سے ہے اسے
 معروف جو ظہوری شیریں مقال ہے
 اللہ رے نوائے ظہوری کا کیف و کم
 اک ایک شعر حامل سحر حلال ہے
 اس کے قلم میں تاب و تب بال جبرائیلؑ
 سدہ نشین طائر فکر و خیال ہے
 چہرے پہ عشق سرور کونینؑ کی جھلک
 دل میں سرور و سوز اولیسؑ و بلالؑ ہے
 اشعار 'دنواز' ترنم بھی دلپذیر
 ہر نعت ایک ساغر آب زلال ہے
 احمد رضاؑ و مہر علیؑ کا وہ ہمزماں
 ہر اک زباں میں اس کا سخن بے مثال ہے
 حسان عصر کہیے نہ کیوں کر اسے ذکی!
 نعت رسولؐ میں جسے حاصل کمال ہے

فیضانِ حسانؒ

قائد شرقِ پوری

کملیٰ والے کے ثنا خوانِ ظہوری صاحب
 بانی مجلسِ حسانؒ ظہوری صاحب
 نعتِ سرکارؒ کا ہر شہر میں ہر کوچے میں
 بانٹتے پھرتے ہیں فیضانِ ظہوری صاحب
 آؤ عشقِ شہِ بطحا کے خزینے لے لو
 کر رہے ہیں یہی اعلانِ ظہوری صاحب
 میں تو کہتا ہوں کہ ہر مصرع و ہر شعر ترا
 عشقِ حضرتؐ کا ہے عنوانِ ظہوری صاحب
 ذکرِ محبوبؑ ہے مرغوبِ شب و روز تمہیں
 نعتِ گوئی تری پہچانِ ظہوری صاحب
 دیکھ کر گنبدِ خضریٰ کے وہ پیارے جلوے
 ہوئے پورے ترے ارمانِ ظہوری صاحب
 بن کے سرکارؒ دو عالم کے ثنا خواں قائد
 ہو گئے قائدِ ذیشانِ ظہوری صاحب

نائب حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ الحاج ظہوری

حافظ محمد حسین حافظ فیصل آباد

ظہوری صاحب اجدے نعت خواناں اندر اپنا وکھرا اک مقام رکھدے
 درد عشق رسول دی مے سیتی دل دا سدا لبریز نے جام رکھدے
 چند گلایاں یا شہراں دی گل نہیوں پوری دنیا وچ اپنا نام رکھدے
 اوہ نہیں اہج حاصل کسے نعت خواں نوں اپنا اثر جو وچ عوام رکھدے

ظہوری ہوراں نے نعت رسول پڑھ پڑھ بڑیاں لٹل نے داداں جہان وچوں

پڑھدے سوہنے دی نعت تے اہج لگدا پھل کردے نے جیویں زبان وچوں

جدوں نعت حضور دی پیش کردے پیش کردے نے نویں انداز اندر

سوز لحن داؤدی دا پایا جاندا پر کیف تے شیریں آواز اندر

صدقے نعت دے ای سدا کئی واری کملی والے دیار حجاز اندر

اپنا معجز نما مقام رکھدے کملی والے دی نگہ اعجاز اندر

قول و فعل وچ جہدے تہنادر کوئی نہیں باکردار عظیم انسان وی نے

لمیا عشق رسول دا درد جسوں نعت گو شاعر نعت خوان وی نے

بڑی کرم نوازی حضور کیتی اپنے در دے ایس غلام اتے

عالم فخر کردے پیر ناز کردے ابھدنی ذات اتے ابھدے نام اتے

ظہوری ہوراں نوں نبی دی نعت خوانی لے گئی وکھرے اعلیٰ مقام اتے

ہانی کوئی ظہوری دا نہیں وسدا نعت خوانی وچ دنیا تمام اتے

کیف و مستی وچ ڈب کے نعت جس دم پیش کردے دربار حضور اندر

پورے مجمعے اتے مستی چھا بانڈی پوری محفل آجانڈی سرور اندر

آپ لیا۔ حضور امیر کم سارا اپنے ور دے ایس متانے کولوں
 حمد و نعت لئی جو کیتا نکیا چھپا نئیں اج زمانے کولوں
 اوتھے نعتل دی دنیا آباد کر گئے لنگھ گئے جیہڑے وی آپ ویرانے کولوں
 اج تے آقا حسان وی خوش ہوسن ایس نعت خواں خادم یگانے کولوں
 ظہوری ہوراں حسان دے نام تائیں کائنات وچ زندہ تابندہ کیتا
 روح نعت رسول دی پھونک کے تے مشن حضرت حسان دا زندہ کیتا
 بچے بچے دی اج زبان اتے صدقے نعت دے نام ظہوری دا اے
 کملی والی سرکار دی مدح کرنی کم صبح تے شام ظہوری دا اے
 بارگاہ رسالت ماب اندر بڑا اچا مقام ظہوری دا اے
 مدنی آقا حضور دی بارگاہ وچ روز جاندا سلام ظہوری دا اے
 کملی والے دی جدوں وی نعت پڑھدے پڑھدے ڈب کے عشق رسول اندر
 لگدا جیویں فریادی فریاد کردا بارگاہ رسول مقبول اندر
 قریہ قریہ پھر کے گلی گلی اندر کملی والے دے نام دا ہوکا دتا
 جیہدی شان وچ پورا قرآن آیا اوہدی شان مقام دا ہوکا دتا
 اوہدے عشق دی مستی دا ہوکا دتا اوہدے چھلکدے جام دا ہوکا دتا
 جیہڑا ملیا حضور دی بارگاہ وچ اوس اپنے انعام دا ہوکا دتا
 مرشد پاک ظہور الدین کولوں مے عشق دی پیتی ظہوری صاحب
 نردغ حمد و نعت دی خدمت دے لئی حافظ وقف زندگی کیتی ظہوری صاحب



مجلس حسان

حافظ محمد حسین حافظ فیصل آباد

ایسہ مجلس حسان ہے اوہ مجلس پورے ملک وچ جواب جدا کوئی نہیں
 نعت خوانی دے کے میدان اندر ایسوجئی مجلس کامیاب کوئی نہیں
 سب دے سامنے خوبیاں ابھدیاں نے خوبی ایس دی زیر نقاب کوئی نہیں
 ایس مجلس دیاں تیز رفتاریاں نے کئی کارواں وی پچھے چھڈ دتے
 پاکستان بھر دے گوشے گوشے اندر جھنڈے نعت رسول دے گڈ دتے
 ایس مجلس حسان نے ملک بھر وچ یوم حسان منایا اے گلی گلی
 آقا حضرت حسان دیاں عظمتاں دا سوہنا تعارف کرایا اے گلی گلی
 شان نبی دا نعت دے رنگ اندر جھنڈا جا کے لہرایا اے گلی گلی
 نعت نبی دے کیف و سرور والا جام سب نوں پلایا اے گلی گلی
 ایس مجلس حسان نے قسم ربدی اپنا ملک اندر پیدا نام کیتا
 ایس مجلس نے دنیا دی نظر اندر نعت خواناں دا اچا مقام کیتا
 حمد و نعت نوں سدا فروغ دینا ہے ایسہ خاص الخاص منشور اسدا
 نعت خواناں دی حوصلہ افزائی ایسہ وی ہے اکہ خاص دستور اسدا
 پنڈ پنڈ دے وچ ہے نام اسدا شہر شہر دے وچ ظہور اسدا
 ملک بھر اندر شاخاں ابھدیاں نے اے پر مرکز ہے وچ تصور اسدا
 پر خلوص نے ممبر تمام اسدے مسئلہ کوئی نہیں اتھے خرابیاں دا
 حافظ ایسہ ہے الحاج ظہوری دے سر سہرا ایس دیاں کامیابیاں دا

محمد علی ظہوری ہوراں لئی.....!

علی محمد ملوک بوریوالہ

عقیدت دے موتی کھارے ظہوری
 تڈے لوگ کہندے میں پیارے ظہوری
 گلاباں تھیں گلدان سوہنے سجا کے
 محبت دی محفل شنگارے ظہوری
 مدینے چون پھلاں دی خشبو لیا کے
 خزاں مارے دل وچ اتارے ظہوری
 اودوں وجد اندر سماں جھوڈائے
 جدوں دکھ بھری واج مارے ظہوری
 حیاتی جھپدی سوز دے سیک اندر
 اوہ دنیا دے سینے نوں ٹھارے ظہوری
 فلک تے ستارے جدوں اوہنگدے نہیں
 دعاواں وچ گھڑیاں گزارے ظہوری
 یقیناً" فرشتے پچاؤندے نہیں ہر دم
 دروداں دے بھردا جو کھارے ظہوری
 ملوک عاصیاں دے سنہڑے لجاوے
 نبیٰ جی دے سوہنے دوارے ظہوری



مرکزِ توصیف

ترتیبِ نعتِ خوانی کی اولین در سگاہ۔ الحاج محمد علی ظہوری کا بے مثال کارنامہ

فروغِ حمد و نعت کے لئے بانی مجلس حسان جناب محمد علی ظہوری کی بے لوث اور طویل جدوجہد حیرت انگیز ہے۔ یومِ حسان کا انعقاد مسجد حسان اور شاہراہ حسان بن ثابتؓ کی تعمیرِ نصابِ نعتِ خوانی کی ترتیب ایسی کارکردگی ہے جس کی گزشتہ ادوار میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ لاہور میں رہائش پذیر ہونے کے بعد ان کی ہر گرمیوں میں علالت کے باوجود مزید اضافہ ہوا ہے۔

○ نعت کے حوالہ سے مشاہیر کے ساتھ شام منانے کی منفرد روایت کا آغاز اور ایوانِ حسان 306 ستیج بلاک اقبال ٹاؤن لاہور میں ہر جمعہ کی صبح ترتیبِ نعتِ خوانی کی خصوصی نشست کا اہتمام کیا گیا ہے۔

○ مجلس حسان کے ترتیب یافتہ کئی شاخوں حضرات نعتیہ مقابلوں میں نمایاں سلعے از اور عمرہ کا ٹکٹ حاصل کر کے حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔

○ سالِ رواں میں جناب ظہوری صاحب نے اپنی مخلصانہ کاوش اور ذاتی مصارف سے موضعِ رائیاں، رائے ونڈ روڈ لاہور پر عظیم الشان مرکزِ توصیف قائم کیا ہے جس میں باقاعدہ نصاب کے تحت نعتِ خوانی کی ترتیب کے ساتھ ساتھ شعبہ حفظ و قرات بھی قائم کیا گیا ہے۔ نعتیہ کتب اور آڈیو وڈیو کیسٹس پر مشتمل نعتِ لاہوری، محافلِ نعت کے لئے ہال اور حسان فری ڈپنری بھی مرکزِ توصیف کے توسیعی منصوبہ میں شامل ہے۔

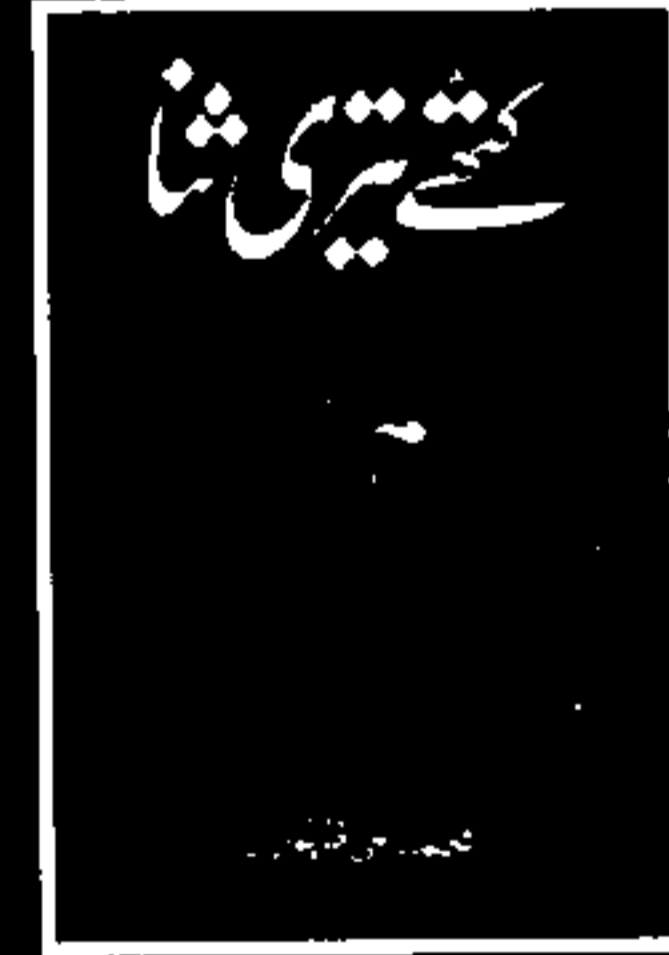
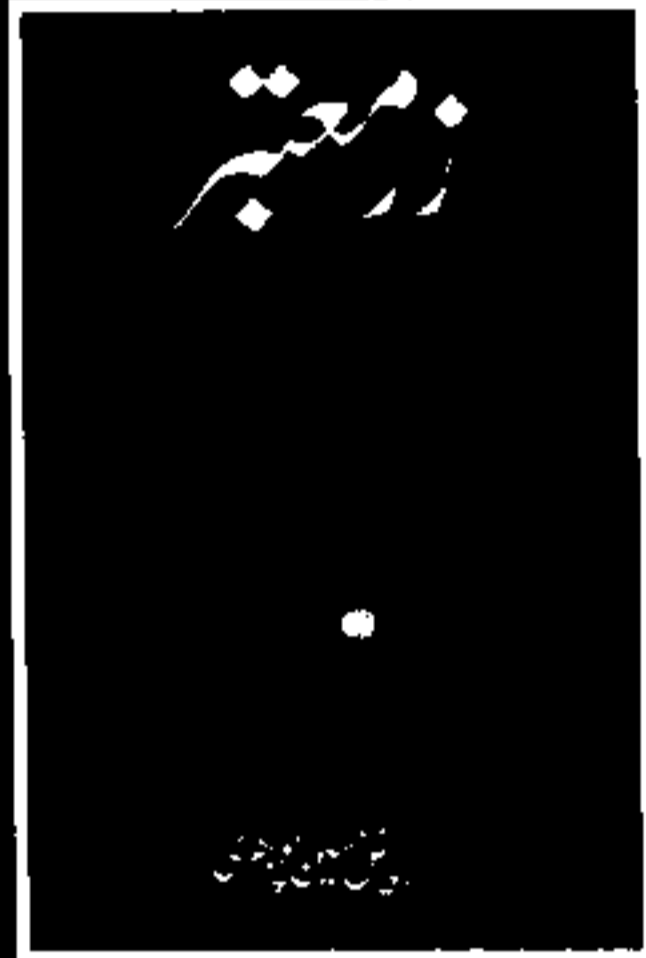
تبلیغِ اسلام بذریعہ محبتِ رسول اور محبتِ رسول بذریعہ توصیفِ رسول
مرکزِ توصیف کا بنیادی مقصد و نظریہ ہے۔ اللہ کریم اس کی عالمگیر تشہیر و تعییر کے لئے جناب محمد علی ظہوری کا سایہ تادیر سلامت رکھے۔ (آمین)

مرتبہ:

نشاط احمد شاہ ساقی ذانیوال



ہمارے نعتیہ مجموعے



خزینہ علم و ادب

Saad Graphics

الکریم مارکیٹ اردو بازار - لاہور - ۳۷۱۶۹

Marfat.com